بحسن افضال شارح صدور اہل سخن فیض الاتصال علی محمد وارث لسنہ ان

ترجمہ شرح ملا قطب الدین فارغ بر قصائد ملا عرفی شیرازی رحمہما اللہ تعالیٰ موسوم بہ

# شرح مترجم قصائد عرفی

رقم زدہ قلم معنی نگار رافع اختلاف نتائج در اشعار قصائد نادرۂ روزگار محمد ابو الحسن فرید آبادی

مطبع نامی یادگار منشی نولکشور کے کارخانہ میں بمقام لکھنؤ مرتبہ طبع ہوا

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مفصل ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب قصص و مثنویات و کلیات و دواوین وغیرہ فارسی درسی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

## کتب قصص نظم درسی

مثنوی شیخ نامہ یعنی مثنوی خسرو گل بہت نادر مثنوی ہے گو بظاہر ایک فسانہ شایان ہے مگر بباطن حقیقت روح و جان کا اعلان ہے از جلوہ طبع عرفان پسند حضرت فرید الدین عطار۔

مثنوی مخزن اسرار - مصنفہ مولانا نظامی گنجوی -

مثنوی لیلی مجنون - 〃 〃 〃

مثنوی خسرو شیرین - 〃 〃 〃

مثنوی ہفت پیکر 〃 〃 〃

سکندر نامہ بری کلان - مشہور درسی کتاب قصہ ملک گیری سکندر دارا مصنفہ مولانا نظامی گنجوی -

سکندر نامہ بری موسوم بہ تہذیب الشروح - مشہور شرح علماے کلکتہ بہت نادر شرح ہے جو بحکم صاحبان کونسل کلکتہ شروح کثیرہ سے باتفاق آراے ارباب علم مرتب ہوئی تالیف مولوی بدر علی عظیم آبادی و مولوی سید حسین علی جونپوری -

ایضاً - مصنفہ محمد نصیر الدین شاہ المیر سلطان غیاثی -

ایضاً - مشہور شرح گلوی دیار پنجاب میں بہت رائج ہے مصنفہ محمد گلوی -

مثنوی تحفۃ الاحرار - مصنفہ عبد الرحمن جامی -

مثنوی لیلی مجنون - ملا ہاتفی -

شرح یوسف زلیخاے جامی مصنفہ مولوی محمد شاہ -

مثنوی یوسف زلیخاے ناظم ہروی بجواب یوسف زلیخاے جامی -

مثنوی یوسف زلیخاے فردوسی - چو مصرعہ -

مثنوی لیلی مجنون - خسرو -

مثنوی ہشت بہشت - خسرو محتشی -

مثنوی تحفۃ العراقین - محتشی بڑی عمدہ مثنوی ہے فصاحت و بلاغت سے بھری ہے مصنفہ حضرت افضل الدین خاقانی شروانی

ظفر نامہ ملا ہاتفی - اسمین بادشاہ تیمور کے فتوحات ملک گیری کا حال مثل سکندر نامہ نظم پاکیزہ میں ہے

مثنوی سلسلستان - بہ تتبع بوستان سعدی ہے مصنفہ منشی ہرگوپال تفتہ -

مثنوی نل دمن - مصنفہ ملا فیضی فیاضی -

مثنوی شیرین خسرو - ملا ہاتفی مصنفہ نواب آصف جاہ

مثنوی نیرنگ عشق - معروف بہ مثنوی غنیمت مصنفہ مولانا غنیمت -

مثنوی نشر عشق - مصنفہ مولوی محمد مقیم سہارنپوری -

مثنوی نالہ منظور - مصنفہ مولوی منظور احمد -

مثنوی شکرستان خیال - مع رسالہ خوان نعمت

مثنوی زلالی - مصنفہ ابو الحسن تخلص زلالی -

بحسن افضال شارح صدور اہل سخن فیضہا علی الاتصال مدح لسنہ ان

ترجمہ شرح ملا قطب الدین فارغ بر قصائد ملا عرفی شیرازی رحمہما اللہ تعالیٰ موسوم بہ

# شرح مترجم قصائد عرفی

رقم زدہ قلم معنی نگار رافع اختلاف شارحین اشعار قصائد نادرۂ روزگار محمد ابو الحسن فرید آبادی

مطبع نامی یادگار منشی نولکشور لکھنؤ کارخانہ میں بمقام لکھنؤ مرتبہ طبع آ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین قطب الدین فارغ قصائد عرفی کے لبعضے ابیات مشکل کی شرح مین مصروف ہوا اسمین مجھے افتخار نہین اور نہ اپنی قدرت فہمید کا اظہار ہے ہر چند معاش کی طرف سے تنگی تھی مگر بعضے احباب وقتاً فوقتاً اسکے لیے مصر تھے یہ سمجھکر کہ مین خوب سمجھتا اور سمجھاتا ہون پس جو کچھ میری زبان پر آتا تھا وہ عبارت مین لایا اگر یہ شرح منتہی صاحبون کی پسند نہو تو مبتدیون کے بکار آمد ہے اور اس شرح مین لغت کی بہت چھان بین نہین کی اسواسطے کہ پہلے تو اسمین لغت ہی کم ہین دوسرے یہ کہ تھوڑے بہت مختصر فرہنگون مین موجود ہین پھر انکا لکھنا تحصیل حاصل ہے اور کتاب کو طول ہوگا ہان جو ضروری تھے فروگذاشت نہین ہوے اور اسکے ختم کی تاریخ یہ ہے ابیات شرح دیوان عرفی شیرازیہ

گفتہ ام نیک باد فرجامش ٭ نام او ساطراز معنی دان ٭ لفظ ناسش بناز و از نامش ٭ فیض خاصش چو عام شد بر خلق ٭ فیض بارست سال اتمامش ٭ جو حضرات موشگاف اور باریکی نکالنے والے ہین انسے میری امید ہے کہ اگر میری فکر واقعی معنی کو پہونچے تو اسکی داد دین اور اگر خطا ہوئی ہو تو معاف فرمائین اور بزرگون کے اخلاق سے امیدوار ہون کہ اس مختصر شرح غیر مرتب

نادرست کو مروت اور مہربانی سے دیکھین اگر سہو پائین تو اصلاح فرمائین رباعی گذ رخطا سے اگر
ہو نہ طعنہ دو اسکا + کہ آدمی کوئی خالی نہین خطا سے کبھی + اس آفتاب کو دیکھو جو چشم عالم ہو +
کہ ہل کے چلتا نہین خط استوا سے کبھی

صفحہ ۲

## قصیدۂ اول حمد مین

ای متاع درد در بازار جان انداختہ گوہر ہر سود در جیب زیان انداختہ

اہل توحید سے خطاب کرتا ہے کہ خدا تعالے نے درد کا اسباب دامان جان مین ظاہر کیا اور خریداران کو
فائدہ کا شوق نقصان ہونے مین دکھلایا اور ہر ایک مصراع بنفسہ جدا گانہ ہے **بیت**

نور حیرت در شب اندیشۂ اوصاف تو پس ہمایون مرغ عقل از آشیان انداختہ

معنی یہ ہین کہ نور حیرت نے تیری تعریف کی رات مین مصاف عقل کے لیے بہت سے مبارک جانور
گھونسلے سے ڈالے ہین یعنی تنہا سے ناگفتہ کو چپکے سے گرا دیا اور گھونسلے سے گرنے کی قید اس بات کی
مقتضی ہے اور ہمایون کا لفظ مرغ کے لحاظ سے خوب واقع ہوا اور قاعدہ ہے کہ شکاری شکارگاہ مین
ہر شب اُن درختون کے نیچے جنمین جانورون کے گھونسلے ہوتے ہین آگ روشن کرتے ہین اور وہ
غافل روشنی دیکھ کر دن کے دھوکے مین اُڑتے اور گرتے ہین اور شکاری آسانی کے ساتھ اُنکو
زندہ شکار کرتے ہین (از مترجم) حیرت مین عقل معطل ہو جاتی ہے پس اگر فاعل انداختہ کا نور حیرت
اور مفعول پس ہمایون مرغ عقل ہو تو مناسب ہے اور باقی متعلقات اُسکے ہین اور حاصل معنی یہ ہون
کہ جس شب مین کہ تیرے اوصاف کا اندیشہ ہوا عقول عالیہ کے مرغان ہمایون کہ کثرت کے ساتھ
تھے نور حیرت نے اُنکو مقامات سے گرا دیا ہے اور شب اندیشہ مین اضافت ظرف جانب مظروف ہے
اور مرغ عقل مین اضافت بیانی ہے اور اگر اضافت لامی قرار دین تو مرغ سے مضامین عقل
مراد ہونگے **بیت**

از کمان ناجستہ در چشم تحیر کردہ جا معرفت گر تیر چکے بر نشان انداختہ

ارباب معنی پر مخفی نہو کہ معرفت نے جب تیر نے خطا قصد ادراک الٰہی کے ہدف پر چلایا اُس تیر نے
حیرت کی آنکھ مین گھر کیا یعنی حیرت شکار کی خلاصہ یہ کہ اہل معرفت نے حیرت حاصل کی اور ممکن ہے
کہ در چشم تحیر جا کردہ کے معنی اس طرح کہین کہ جو شئے آنکھ مین جگہ کرتی ہے وہ عزیز ہو جاتی ہے پس معرفت کے
تیر نے پہلے نکلنے سے حیرت کی آنکھ مین جگہ کی یعنی حیرت کو عزیز ہو گیا اور حیرت اُسکی مبتلا ہوئی ہے اور دونو

تقریر مین اسیقدر فرق ہی کہ وہان تیر حیرت کو اور یہان حیرت تیر کو گیرا اور قابض ہوتی ہی اور حاصل
دونون تقریر کا وہی ہی کہ اہل معرفت ادراک کے حصول دولت سے قاصر اور عاجز ہین الا تقریر آخر
کسی قدر بہتر ہی واللہ اعلم ازمترجم۔ اس بیت مین ایک نسخہ تا را ابتدائیہ بجاے نا نافیہ کے بھی ہی
فاعل جستہ تیر حکمی اور فاعل کردہ جا معرفت ہی اور توجیہ اس نسخہ کی یہ ہی کہ معرفت جو ہمیشہ تیر نے خطا
نشانہ پر لگاتی تھی جب سے اسنے چاہا کہ ادراک حقیقت حق کرے اور اس خواہش مین تیر کمان سے
پھینکا اسوقت سے کہ تیر اسکی کمان سے نکلا خود عقل چشم حیرت مین جا گرفتہ ہوئی یعنی وہ اپنی
حکم اندازی پر ہر چیز کے ادراک کیفیت مین نازان تھی لیکن اس موقع پر حیران اور از خود رفتہ ہوگئی
کہ تیر اسکا ہرگز کارگر نہین ہوا بیت

ای بطبع باغ کون از بہر برہان حدوث طرح رنگ آمیزی از فصل خزان انداختہ

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ حق سبحانہ وتعالی نے باغ جہان کی طبیعت مین حدوث کی دلیل کے لیے
فصل خزان سے رنگ آمیزی کا ڈھنگ ڈالا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ تغیر سے ثبوت حدوث کا ہوتا ہی
اور ارباب ولایت سے پوشیدہ نہین ہی کہ خزان بھی بعضے پھولون سے نشان دیتی ہی از مترجم
اس بیت کا ماخذ یہ دلیل مشہور حکما کی ہی کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث یعنی عالم تبدل اور تغیر والا ہی
اور جو تبدل اور تغیر والا ہی وہ حادث ہی بیت

سرعت اندیشہ را افگندہ در دامان تیر عادت خمیازہ در جیب کمان انداختہ

زود فہم پر پوشیدہ نہین ہی کہ خالق نے اندیشہ کی سرعت اور تیز روی تیر کے دامن مین دی یعنی
اندیشے کی روانی تیر کو عطا فرمائی اور خمیازہ یعنی انگڑائی کی روش کمان کی جیب مین ڈالی
اسواسطے کہ کمان کھینچنے کے وقت انگڑائی لینے والے کے ساتھ مشابہ ہو جاتی ہی از مترجم
اس بیت مین اظہار قدرت اور شان صانع حقیقی کا ہی کہ اسنے تیر اور کمان دونون مین سے جو دونون
ہمدگر ہین ایک کو ایسی روانی اور تیز روی بخشی ہی کہ جیسی فکر اور اندیشہ مین ہی اور دوسرے کو
سستی اور کاہلی دی جسکی علامت ہی کہ وہ ہر وقت انگڑائیان لیتی ہین بیت

مرغ طبع اندر ہواے معصیت نگشودہ بال عفو تو شاہین رحمت را بران انداختہ

اس بیت کے معنی اس طرح ہین کہ طبیعت کے جانور نے ابھی گناہ کی ہوا مین پرواز نہین کی کہ تیری
بخشش کی شاہین پیشتر ہی پنجہ مین اسکو لے آئی موافق اسکے کہ سبقت رحمتی علے غضبی از مترجم
اس بیت مین شاہین مشبہ بہ اور رحمت مشبہ اضافت انکی تشبیہی ہی اور ترکیب نحوی مین فعل انداختہ کا

ہو اور شاہین رحمت مفعول اور بران جار مجرور متعلق ہے شارح علیہ الرحمۃ نے حاصل معنی کو بیان کیا ہے

بیت صید دل را بہر آگاہی صیاد ازل * در کمند طرۂ عنبر فشان انداختہ

رموز شناسان عشق سے نے قرار دیا ہے کہ صدر نشین وحدت نے عاشقون کے دل کو معشوقان مجازی کی کمند زلف مین اسواسطے پھانسا ہے کہ عاشق کا دل جو زلف معشوق کے دام مین اولجھا ہوا ہے کسی وقت صیاد صانع حقیقی کا سراغ اور نشان پائیگا از مترجم اس بیت مین نسخہ ز صیاد ازل مختار اور مشہور ہے

بیت در چمنہای محبت ہر قدم چون کربلا * از نسیم عشوہ فرش ارغوان انداختہ

محبت بالفتح مصدر میمی ہے اور بالضم غلط تشنہ لبان دشت سخن پر مخفی نرہے کہ شاہد وحدت نے محبت کے چمن مین ہر ہر قدم پر کثرت خونریزی عشاق سے لالہ ارغوان کا فرش بچھا دیا ہے

بیت کردہ از عرفان لباس عجز را دامن دراز * کوتہی در جیب عقل نکتہ دان انداختہ

اہل معرفت پر ظاہر ہے کہ عقل کے پاؤن پر استدلال کی میخ گاڑ دی ہے اور عجز کو عرفان مین کامیاب کر دیا کہ اسکا لباس معرفت ہے از مترجم ذکر کوتہ اور دراز کا علم صنایع بدایع مین صنعت تضاد ہے اور اس بیت مین قدرت الٰہی کا اظہار ہے اس طرح کہ عجز جو درماندہ اور بیکار بظاہر ہے اسکے لباس کو معرفت سے دامن درازی اور وسعت عطا فرمائی اور عقل نکتہ سنج دقت پسند جس سے ہر طرح کے مشکل کشائی کی امید ہے اسکی جیب مین نقد کوتاہی کا ڈال دیا کہ اسکو حق سبحانہ وتعالے کی ذات اور صفات کی ادراک مین سائی نہین ہے

بیت طعمہ عشق ترا از مغز جان آوردہ ام * آن ہما تا سایہ بر این استخوان انداختہ

این استخوان اشارہ جان کی طرف ہے جیسا کہ دانایان مغز سخن پر مخفی نہین ہے۔ یعنے جب سے کہ تیرے عشق کو میری جان کی طرف التفات ہے خلاصہ جان کا اسکے کام مین صرف کیا ہے اگرچہ مغز جان ایک استعارہ سنے مغز ہی لیکن مصراع ثانی کا استخوان اسکا عذر خواہ ہے۔ از مترجم ممکن ہے کہ مغز جان مین اضافت بیانی ہو نہ اضافت لامی

بیت سایہ پرور نعمت در آفتاب رستخیز * فرش استبرق بزیر سایبان انداختہ

استبرق ایک بساط اور فرش سبز رنگ خلاصہ معنی یہ ہے کہ غم الٰہی کا پرورش یافتہ اگر ایسے بستر پر لٹک مارے تو عجب نہین از مترجم معنی مفصل یہ ہے کہ عشق الٰہی مین جسنے ناز و نعمت سے پرورش پائی ہے آفتاب قیامت مین اسکا یہ مرتبہ ہے کہ فرش استبرق کا اسکی خاطر سایبان کے نیچے بچھا ہوا ہے اور دوسری وجہ بھی ممکن ہے کہ تیرے غم عشق مین اسقدر سوزش اور حرقت ہے کہ قیامت کے دن جب سوا نیزہ پر

آفتاب ہو اور خلق اللہ اسکی حرارت اور تمازت سے بیچین ہون تیرے عاشق کو بمقابل سوز عشق کے
وہ تپش اور حرارت ایسی معلوم ہوگی گویا سائبان تلے فرش دیبا بچھایا گیا اور موجب آسایش و آرام تصور کرے

بیت زین خجالت چون برون آیم کہ دل در موج خون ✤ نو عروسان غمت را موکشان انداختہ

اس بیت کے معنے یہ ہین کہ دلہن کو چوٹی پکڑ لہو مین ڈالنا اسکے نہایت ذلت کی بات ہے پس اگر ایسی
ستانے اوبی غم الہی کے عروس کے حق مین دل تجویز کرے حق بجانب ہے کہ شرمندہ ہو اسواسطے کہ دل ایک
چشمہ خون ہی ایک ظرف ہی میلا اور ادنی اور غم الہی ایک منظروف منزہ اور پاک ہی اور شریف اور نفیس
(از مترجم صاف توجیہ یہ ہی کہ عشق الہی مین دل کا خون ہوجانا استعارت ہی اور مقام غم کا دل ہی پس
مصنف نے یہ الزام دل پر قایم کیا ہی کہ جب عروس غم نے دل مین گھر بنایا تو وہ کسواسطے خون ہوگیا کہ
یہ نوبت ذلت کی عروس غم کو پہونچی بیت

فیض را نازم کہ ہر کس پا براہت ماندہ است ✤ دل بدست آوردہ و جان از میان انداختہ

اہل قبول پر ظاہر ہی کہ جو لوگ زندہ دل ہین بزرگی مراتب سے اور ہی قبولیت رکھتے ہین اور
جو لوگ جان سے زندہ ہین انکا اور ہی درجہ ہی اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ مجھے فیض پر نازش اور
افتخار کا مقام ہی کہ جو شخص تیری راہ مین رہا یعنے اس راہ مین ہی اسکا دل قبول کیا اور جان کو
نہ دیکھا اس صورت مین اگر کاف مقدر لفظ براہت ماندہ کے ساتھ ہو بہتر ہی ۔ اور بعضے نسخون مین
اول مصرع کے اندر بجاے لفظ است کے لفظ سست دیکھا گیا اور دوسرے مصرع مین بجاے انداختہ
لفظ در نظر آیا ہی اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ تیرے فیض پر نازش مجھے ہی کہ جو شخص تیری راہ
سست یعنی پہونچنے سے عاجز ہوا دلبری اسکی ہی اور جان اسکے اندر ڈالی یعنے قوت رسائی
بخشی ہی ۔ نسخہ سست مین بھی سستی معنی کی ظاہر ہی واللہ سبحانہ عالم (از مترجم) ۔ بعض
نسخ مین ہر کش شین معجمہ سے پایا گیا اور اسوقت کاف مقدر کی ضرورت باقی نہین اور ترکیب
مصرع اول یہ ہوگی ✤ فیض را نازم کہ ہر کہ پالش براہت ماندہ است ✤ بیت

طعمہ کز خوان عشق افگندہ ام در کام دل ✤ ریزۂ آنرا جحیم اندر دہان انداختہ

ارباب عشق جانتے ہین کہ جو سوزش آتش عشق کی دل مین ہی دوزخ کی آگ کو اسکا ایک ریزہ
خیال کرنا چاہیے بیت

شرع گوید منع لب کن عشق گوید نعرہ زن ✤ کا ہی تو ہم در راہ عشق خود عنان انداختہ

یعنے شریعت خاموشی کا حکم دیتی ہی اس خطاب سے کہ دوسرے مصرع مین ہی اسواسطے

وہ ترک ادب ہے اور عشق اُس خطاب کا نعرہ لگانے کا حکم دیتا ہے جو مناسب اپنے جانتا ہے اور
وہ خطاب یہ ہے کہ تو نے ہی اپنے عشق کی راہ مین باگ چھوڑی ہے اور در راہ عنان انداختن سے
مراد راہ کا چلنا ہے یعنے آپنے ہی اُس حدیث قدسی کے موافق کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف
فخلقت الخلق لاعرف اپنے عشق کا ظہور کیا اور عشق حضرت سبحانہ تعالے کا نسبت معشوق محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم کے خوب ظاہر ہے ۔ اور احتمال ہے کہ اسطرح معنے کہین کہ شریعت کا حکم خاموشی کے
لیے محتاج دلیل نہین ہے کیا صورت مین اور کیا معنی مین اور عشق کا حکم نعرہ مارنے کے لیے نظر
بصورت نہ معنیً فی الجملہ دلیل کو چاہتا ہے اور اُس دلیل کو دوسرے مصرع مین لایا اور اِس
صورت مین کاف علت کا ہوگا اور اسکو شاعر بطور نقل اور حکایت کے کہتا ہے ۔ ہرچند توجہ کیجاتی ہے
الا اس بیت کے معنی کاتب کے اعتقاد مین توحید کے مقام سے اسقدر جاتے رہے ہین کہ
نہ شریعت مین ٹھہرتے ہین اور نہ طریقت مین راست آتے ہین (از مترجم ۔ دونون معنی شارح
علیہ الرحمۃ کے حمد کے مقام مین درست ہین اور اگر توحید کا انھین ثبوت نہین تو اسکا مضائقہ
نہین جس طرح کہ ابیات آیندہ مین بیت

دولت وصلت کہ دریابد کہ با آن محرمی　　جوہر اول علم بر آستان انداختہ

واقفان حقیقت پر پوشیدہ نہین ہے کہ جوہر اول افراد انسانی کے اعتبار سے آدم علیہ السلام ہین
اور جواہر مجردہ کے لحاظ سے عقل اول یعنے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین جو مبداء دوسرے
عقول اور افلاک کی مذہب فلاسفہ یونان کے موافق ہوئی خلاصہ معنی یہ ہے کہ جوہر اول نے باوجود
اُس محرمی کے کہ اُسے حاصل ہے آستانہ پر علم ڈالا یعنے عاجز ہوگیا اور راستہ نپایا یہ اُس
تقدیر پر ہے کہ آستان حریم قدس مراد لین اور اگر آستانہ منزل جوہر اول مقصود رکھین اغراق اور
مبالغہ بافراط ہوگا کہ جوہر اول اپنی حد سے نہین بڑھ سکتا اور راہ وصال سے کچھ بھی طے نہین کیا
(از مترجم ۔ پورے معنی بیت کے شارح کے موافق یہ ہین کہ الٰہی تیرے وصل کی دولت
کوئی نہین حاصل کرسکتا ہے اسواسطے کہ جوہر اول جو بڑا محرم سرکار ہے در دولت پر عاجز اور
درماندہ رہگیا بیت

حیرت حسن ترا نازم کہ در بزم وصال　　جام آب زندگی از دست جان انداختہ

یعنی حسن ذات کے حیرت سے آب حیات کا گلاس جان کے ہاتھ سے گر پڑا یعنی جان
کہ اسپر فنا کسی طرح روا نہین ہے حیرت کے سبب مر گئی ۔ (از مترجم ۔ توضیح معنی یہ ہے

کہ الٰہی تیرے حسن کی حیرت اس درجہ ہے اور اسکا کیا کہنا ہے کہ وصل کی مجلس مین جان کو اپنی زندگی کی بھی شدھ بدھ نہین جسکی حفاظت ہر شخص ہر حال مین کرتا ہے بیت

وصف صنعت کہ لب ہر ذرہ بیہ بیرون زند    نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

خلاصہ معنی اس بیت کا یہ ہے کہ جب ہر موجود بنفسہ ذات بحث الٰہی کے لیے صفت ہے یقین ہے کہ اس موقع پر گویائی کے موتیون کو گنٹھیا کر چپ ہو رہے ہین (از مترجم میرے نزدیک نطق کو منسوب ہر ذرہ سے کرنا درست نہین اسواسطے کہ وہ کلام اور سخن زبانی کے لیے آتا ہے اور یہ توجیہ کیجائے کہ مداحان اہل سخن کی گویائی مین اس سبب سے گرہ پڑ گئی اور کچھ تعریف اور توصیف تیری نہ کہ سکے کہ تمام ذرات کوئی جو دلیل تیری صنعت کے خود ہین صفت تیری زبان حال سے کہ رہے ہین اور اس حالت مین شعرا کی زبان قال کو طاقت نہین کہ انسے بڑھکر تیرے وصف کو ادا کرین بیت

من کہ باشم عقل کل را ناوک انداز ادب    مرغ اوصاف ترا از اوج بیان انداختہ

اس بیت کے معنی یہ خیال مین آتے ہین کہ کاف بمعنی کدام ہے اور مرغ اوصاف کو اس ترکیب مین عقل کل سے نسبت ہونی چاہیے اور عقل کل حسب قرار داد حکما ایک عقل ہے دس عقول سے کہ خدائے عقل آفرین نے ظہور الوہیت کے موقع پر اول اسے پیدا کیا اور اسنے عقل ثانی کو اور اس سے نفوس اور اجسام اور صور اجرام پیدا ہوئے اور افلاک و اجرام سے عناصر اور امتزاج عناصر سے موالید ثلثہ کہ جمادات نباتات اور حیوانات ہین اور عقل کل سے جبرئیل علیہ السلام بھی مراد ہین اور خلاصہ معنی یہ ہے کہ عقل کل نے باوجود کمال قرب کے اگر تیرے وصف کے پرند کو بیان کی بلندی پر اوڑایا اور چڑھایا تیرے ادب کے تیر انداز نے اسکو بیان کے اوج سے نیچے گرا دیا اسواسطے کہ اسکا وصف تیرے ذات کی نسبت قدر اور قیمت نہین رکھتا او مین کون ہوتا ہون کہ تیری مداحی مین فکر کرون — انداختہ فعل اور ناوک انداز ادب کہ اضافت بیانی کے ساتھ ہے ادب ہے فاعل اسکا اور مرغ اوصاف کہ اسمین اضافت بیانی کے ساتھ اوصاف مراد ہین مفعول اسکا ہے اور عقل کل اوصاف واللہ اعلم بالصواب (از مترجم — کلمہ را علامت اضافت ہے اور عقل کل مضاف الیہ اور مضاف اسکا بیان ہے یعنے ناوک انداز ادب مرغ اوصاف ترا از اوج بیان عقل کل انداختہ

در نعت سید کونین و رسول ثقلین صلعم عرض کردہ بیت

اقبال کرم میگزد ارباب ہمم را　　ہمت نخورد نشتر آری و نعم را

ارباب معنی آگاہ ہوں کہ یہ قصیدہ جناب سید کونین اور رسول ثقلین صلعم کی نعت میں عرض کیا ہے اور غرض مصنف کی اس بیت سے یہ ہے کہ اہل ہمت کسی کا کرم قبول نہیں کرتے کیونکہ کرم کا قبول کرنا انکو آزار دیتا ہے اور خلش پہونچاتا ہے اسواسطے کہ اصل میں ہمت ایک جوہر ہے کہ کرم کے قبول پر راضی نہیں ہونے دیتا اور کسی قدر لفظ میگزد کا اس بیت میں گزندگی کرتا ہے اور معنی اقبال ضمان کسی کا قبول کرنا اور آنا اور ایک چیز کا کسی کے سامنے رکھنا اور سعادتمند ہونا اور منہہ کسی کا کسی چیز کی طرف پھیرنا ہے اور بعضے نسخوں میں بجاے نشتر آری و نعم کے نیشتر لا و نعم لکھا ہے جو نسخہ سابق سے بہتر ہے کسواسطے کہ آرے و بلے کہتے ہیں نہ آرے و نعم پس لا و نعم بہتر ہے۔ اہل ہمت دو قسم ہیں کریم اور قانع کریم کہ اسکا کام عطا ہے لا کا نشتر نہیں کھاتا اور قانع کہ اسکی ہمت کا کام قبول نکرنا ہے نشتر نعم کا نہیں کھاتا اور دوسرا مصرع کلیہ واقع ہوا ہے بیت

فقرم بسیاست کشد از مسند ہمت　　در چشم وجود ارزدہم جای عدم را

ارباب فنا جانتے ہیں کہ اگر بازار فقر میں جہان فانی ہونا متاع کم قیمت ہے وجود پر نفی اختیار کرون اور ہستی موہوم پر لات نہ مارون فقر مسند ہمت سے مجھے اتار دیگا اور اعزاز میرا باقی نرکھیگا بیت

ہر چند کہ در کشمکش جاہ و مناصب　　گمنام نمودند ہمہ دودہ ہم را

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　آثار پدیدست صنادید عجم را

ان دو بیت کو قطعہ بند سمجھنا چاہیے غرض مصنف کی یہ ہے کہ ہمارے بزرگوں نے ملک عجم میں جاہ اور منصب کی طلب کر خاندان کا اعتبار اور اعزاز کھو دیا لیکن اُس عمارت عالی کے ٹوٹے پھوٹے در و دیوار سے جو اُنکے تھے اب تلک نشان ظاہر ہیں اور ایک نازک تر معنی اس سے اور بھی خاطر میں گذرتے ہیں کہ اپنے فقر پر نظر کر کہتا ہے کہ جسطرح اوروں نے جاہ و منصب دنیاوی کی چاہت میں عزت خاندانی برباد کی ظاہر ہے مگر نقش سے در و دیوار شکستہ کے کنایہ اپنی ذات سے ہے سرداران ملک عجم کہ بادشاہ ملک معنی تھے انکے آثار اور نشانات ظاہر ہیں۔ صنادید جمع صندید کہ زبان عرب میں بڑے اور بزرگ سردار کو کہتے ہیں بیت

تا گوہر آدم نسیم بازنہ استند　　زاباء خود ارشمرم اصحاب کرم را

اس بیت فخریہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر اپنے باپ اور دادا کے شمار کرون جو پشت بہ پشت اصحاب کرم ہو گذرے ہیں تو سلسلہ اُسکا آدم علیہ السلام تلک پہونچتا ہے اور درمیان میں

کہین شکست ہو اور بعضے نسخون مین بجاے لفظ تا کے لفظ در دیکھا گیا ہو اس صورت مین
ظاہرا یہ مراد ہو سکتی ہو کہ اجداد کریم کی شمار آدم علیہ السلام کی نسل مین ختم نہو بلکہ اس سے
بھی اوپر گذر جاسے یعنے دوسرے آدمون تک پہونچے اور مصداق اس معنی کا قول حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کا ہو کہ فرمایا اس آدم سے پہلے آدم ہوے ہین الا نسخہ
اول بہتر ہو بیت

ا ما بود وصف اضافی ہمہ ذات ۔۔۔ این فتوے ہمت بود ارباب ہمم را

یعنے معنی ہمت کا یہ فتوے ہو اہل ہمت کے لیے کہ اضافی وصف سے خوش نہونا چاہیے اسواسطے
کہ وصف اضافی وہ ہو کہ دوسرے کی نسبت ذات سے موصوف ہو اور ذاتیات سے دور ہو

اقبال سکندر جہانگیری نظمم ۔۔۔ برداشت بیکدست قلم را علم را

یعنی اقلیم معنی پر ظاہر ہو کہ اس بیت مین مصنف اپنے کمال کا اظہار شاعری کی راہ سے
کرتا ہو اور کہتا ہو کہ دولت سکندری نے اپنے نیزہ اور میرے قلم کو جہانگیری کے حق مین ایک
ہاتھ سے اٹھا لیا یعنے برابر رکھا ہو اور اس بیت مین بحث ہو اسواسطے کہ قلم عرفی کا علم
سکندر کے ساتھ جہانگیری مین ایک ہو گیا بیت

روزیکہ شمردند عدیلش ز محالات ۔۔۔ تاریخ تولد بنوشتند عدم را

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ تولد کی نسبت عدم کی طرف کرنے مین وجود عدم کا
تحقق مقصود ہوگا اسواسطے کہ جب تک ہمسر اور عدیل جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم محالات سے
شمار نہین کیا عدم غیر ظاہر تھا آپ کے عدیل شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ عدم موجود ہو اور یہ
اگر نسبت قولہ لہ عدیل کی طرف کرین تو یہ معنی کہ اشاع وجود عالم ایجاد و تکوین مین بعالم محالات
پیدا ہوا اور عدم اسکے تولد کی تاریخ ہو بیت

آرایش ایوان نبوت کہ ز تعظیم ۔۔۔ خاک در او تاج شرف داد قسم را

مراد آرایش ایوان نبوت سے شہنشاہ عرب و عجم یعنے ممدوح ہین کہ بیت گذشتہ مین مذکور ہین
اور اپنی نبوت سے دروازہ کی خاک نے قسم کو بزرگی کا تاج دیا ہو یعنے قسم کو اعتبار اور
افتخار اس سبب سے ہو کہ خاک دروازہ کی قسم یہ ہو بیت

آنجا کہ سبکروحیش آید بتکلم ۔۔۔ ز آسیب گرانی بجزد گوش اصم را

سبکروحی کے معنی ہین بات کو لطافت سے کہنا اور لطیف سخن کے معنی مین بھی آتا ہو کہ

کہ انکا ثانی اسکے مقابل ہو یعنے جسوقت وہ شیرین بیان کہ انا افصح العرب والعجم اُسکی شان مین ہو
زبان معجز بیان سے خوش کلامی کرے بہرے سے بہرے ہون کو دور کرے بیت

انعام تو بر دوختہ چشم و دہن آز — احسان تو بشگافتہ ہر قطرہ یم را

یعنے اُس حدتک بخشش کی ہو کہ حرص کے ذائقہ کو کوئی تمنا رہی نہ اُسکی آنکھہ کسی چیز پر جاتی ہو
اور احسان اُس درجہ تک کیا ہو کہ دریا کے ہر قطرہ کو شگافتہ کردیا یعنے دریا کہ بخشش مین
ضرب المثل اور مشہور ہو تیرا احسان دریا اور صحرا سب کو پہونچا ہو اور یہ بھی معنی ہوسکتے ہین
کہ تیرے احسان نے اپنی بخشش سے کہ دریا کو دی دریا کے ہر قطرہ کو بھی فائدہ پہونچایا ہو
(از مترجم معنی اول مصرع دوم کے الفاظ سے پیدا نہین ہوتے اور دوسرے معنی
مصرع دوم کے جیسے ہین ظاہر ہین میرے نزدیک دوسرے مصرع کی یہ توجیہ ہوسکتی ہو
کہ تیرا احسان ازبسکہ بخشش گوہر مین حریص ہو تو اُسنے دریا جسمین موتی پیدا ہوتے ہین
اسکے ایک ایک قطرہ کو جو مشابہ گوہر ہو شگافتہ کیا کہ اسمین موتی ملے اور بخشش کے کام مین لاوے) بیت

زان گر یہ دہد روشنی دل کہ بیاموخت — روشنگری آئینہ انصاف تو ظلم را

صاحب حالان کہ یہ مخفی نرہے کہ اس بیت مین ازروے ترکیب لفظ بیاموخت فعل متعدی ہو
اور انصاف فاعل اور روشنگری آئینہ حیثیت فعل اور ظلم مفعول خلاصہ معنی یہ کہ تقاضا ے
ظلم ہو کہ اُس سے آئینہ کو زنگ لگتا ہو اور انصاف نے اُسکو برخلاف خاصیت روشنگری
آئینہ تعلیم کی اسواسطے گو یہ کہ ظلم ہو آئینہ دل کو روشنی بخشتا ہو (از مترجم روشنگری
آئینہ مفعول ثانی فعل آموخت کا ہو اور مفعول اول ظلم ہو) بیت

در کوی تو تبدیل کند مردمک چشم — اجزاے وجود خود و اجزاے قدم را

یعنے تیری گلی مین جبرئیل کے آنکھہ کی پتلی کی سجدہ گاہ ہو دیدہ درون کے آنکھہ کی پتلی اپنے
وجود کے اجزا کو قدم کے اجزا سے بدل لیتی ہو یعنے ادب سے سرتاپا قدم ہوجاتی ہو ابیات

ازبس شرف گوہر تو منشی تقدیر — آن روز کہ بگذاشتی اقلیم قدم را
تا حکم نزول تو درین دار نویسد — صدرہ بعبث باز تراشید قلم را

اہل معنی پر ظاہر ہو کہ یہ دو بیت قطعہ بند ہین معنی اُنکے یہ ہین کہ جب خالق عالم چاہتا تھا کہ
آپ کے قدوم میمنت سے جہان حدوث کو شرف بخشے تو منشی تقدیر آپکی جدائی کے غم سے
جو اُس مقام سے جدا ہوتے تھے حکم نزول لکھنے کے وقت سو مرتبہ قلم کو تراشتا تھا یعنے قصداً

دیر کرتا تھا اور بعید نہین کہ معنی اسطرح کہے جائین کہ دستور ہی جب منشی کو مطالب مشکل پیش آتا ہی فکر اور تامل کی شدت سے قلم کو دوات تک لیجاتا ہی اور پھر تراشتا ہی اور صریح ہی کہ نزول حجاب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا حکم آسان نہین تھا اور بعضے نسخون مین بجاے نویسد کے تیسرے مصرع مین اس قطعہ کی لفظ نوشتہ است کا دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر یعنی اسطرح کیجاے کہ منشی تقدیر کی غرض تحریر حکم نزول ذات محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان میں کی اور جب اسے لکھ چکا تو اورون کے حکم نزول لکھنے کے لیے ہر وقت قلم تراشا تو بفائدہ تراشا اسواسطے کہ غرض اورون سے نہ تھی اس تقریر مین لفظ تا ابتداے مدت کی غرض کے لیے ہوگا اور پہلے تقریر یعنی شرط کو متضمن ہوگی بیت

گر جوبر اول بحریم تو درآید ۔۔۔ تن در ندہد قاست تعظیم تو خم را

مقام شناسون پر ظاہر ہی کہ تن بخم دادن کنایہ تواضع کی طرف متوجہ ہونے سے ہی مقصود یہ ہی کہ آپ کے ایوان دولت مین جبرئیل علیہ السلام آدین تو قامت مبارک اُسکی تعظیم کی طرف متوجہ نہوے بیت

آنروز کہ امکان حشم حادثہ آراست ۔۔۔ در سایۂ انصاف تو میخواست حشم را

ترکیب حشم حادثہ مین اضافت بیانی ہی اور حادثہ سے وجود ممکنات مراد ہی یعنے جس روز کہ موجودات پیدا ہوئی حفاظت کی نظر سے آپ کے سایہ انصاف مین آنا چاہا بیت

تا کون ترا اصل مہمات نخوانند ۔۔۔ نشنید قضا ترجمۂ لفظ اہم را

لفظ تا شرط کے لیے اور نشنید قضا اُسکی جزا ہی اور مہمات بمعنی مقاصد اور ترجمہ لانا ایک عبارت کے مفہوم کا ایک زبان سے دوسری زبان مین ہی اس شرط کہ وہ مشکل سے آسان ہو اور معنی اہم مقصود تر حاصل یہ کہ جب تک آپ کے وجود کو تقدیر نے اصل مقاصد نہ کہا قضا نے لفظ اہم کے معنی نہین سنے بیت

تا جمع امکان و وجوب نہ نوشتند ۔۔۔ مورد متعین نشد اطلاق اعم را

ترکیب مین لفظ تا شرط کے لیے ہی اور مورد کا تعین کلمہ اعم کے اطلاق کے لیے کہ کنایہ ذات پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی جزا اسکی ہی ۔ اور وجود تین قرار پائے ہین ممکن واجب ممتنع ممکن وہ ہی کہ وجود اور عدم کے دو طرف سے کوئی ایک طرف ضروری نہو اور ممتنع وہ ہی کہ طرف عدم اسکے ضروری ہو از مترجم واجب وہ ہی کہ طرف وجود اُسکی ضروری ہو اور ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باعتبار آیہ کریمہ لولاک لما خلقت الافلاک

مجمع امکان کہنا ظاہر ہوا اور برہان لولاک لما اظہرت الربوبیۃ سے مجمع وجوب کہنا ظاہر ہی
پس خلاصہ معنی یہ ہی کہ جب سے آپ کو مجمع امکان اور وجوب کا لکھا تو لفظ اعم کے بولنے کیلیے
مورد متعین ہوا یعنے ذات مجمع الحسنات آپکی شامل دونون قسم کے وجود ممکن اور واجب کو ہوئی (از
مترجم) مرتبہ وحدت جو مرتبہ احدیت اور واحدیت کے درمیان ہی اور برزخ کبری اور حقیقت محمدی
اسکا نام ہو اسی کے اعتبار سے مصنف نے آپ کی ذات مبارک کو مجمع امکان و وجوب کا
کہا ہی بیت

تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل     سلمای حدوث تو ولیلای قدم را

معنی یہ کہ مقدر حدوث و قدم نے آپ کے حدوث کی سلما اور قدم کی لیلی کے دونون
محمل کو ایک ناقہ پر رکھا ہی یعنے آپکی شان اپنے ساتھ تو حد قبول کیا ہی ہر چند دو محمل کا ایک
ناقہ پر ہونا خلاف مقتضیٰ طبیعت ہی لیکن دو حال کا ایک محل مین ملاقات ہونا خالی از بعیت نہین
اور یہ سب تکلف بلحاظ ارادہ معنی ہی ورنہ اگر تساوی ہر دو طرف مراد مضمون سے ہو صاف
تر ہی۔ (از مترجم) محمل سے سواری مراد ہوتی ہی جیسا کہ محل سے حال مجازاً مقصود ہوتا ہی
اور معنی مین اشکال نہین ہی بیت

گیرم کہ خرد حصر کند پایۂ نعتش     آن حوصلہ آخر ز کجا نطق و رقم را

یعنے بالفرض والتقدیر اسکی پایۂ نعت کو اگرچہ عقل حصر کرے مگر گویائی اور رقم کی طاقت
نہین کہ اسکے اظہار کی برداشت کر سکے بیت

شاہا بعطایت کہ از آن کام کہ دانی     نومید مکن عرفی مسکین و حزم را

بعطایت مین باے قسمیہ ہی اور حزم خوار اور شکستہ نصیب حاصل یہ کہ ای بادشاہ تیری
عطا کی قسم کہ اس مقصود سے عرفی بے نصیب کو ناامید نہ کر جو شفاعت روز قیامت ہی بیت

از باغ نعیمش بدہ انعام و میامیز     با مطلب او مطلب اصحاب شکم را

یعنے عشق کی نعیم مقیم سے مجھے انعام دے اور میرے مطلب کے ساتھ اصحاب شکم کو امیز
نہ دے جو لذات بہشت پر آنکھین لگائے ہوئے ہین اور اگر باغ نعیم سے بہشت مراد ہو تو مصرع
اول مین لفظ مدہ صیغہ نہی کا بجاے صیغہ امر کے پڑھنا چاہیئے کہ یہ نسخہ بھی دیکھا گیا ہی اور کسی قدر
اول سے بہتر ہی بیت

آسایش ہمسایگی حق ز تو خواہد     او دوزخ ہمت نکند باغ ارم را

ہونے کی طلب پر نظر کر مصنف کہتا ہی کہ عرفی تیرے وسیلے سے رحمت الٰہی کا طالب ہی اور بہشت کو دوزخ کہتا ہی یعنے بہشت ارم کو اپنے حق مین دوزخ جانتا ہی اور مصراع ثانی کی ادا سے خیال ہوسکتا ہی کہ عرفی باغ ارم کو کہ بہشت کا عذاب گاہ ہی دوزخ بھی خیال نہین کرتا اسواسطے کہ برابر دوزخ کے بھی نہین دیکھتا جو بدترین ہی از مترجم — بعضے نسخون مین مصرع ثانی اسطرح اور یہی شایع ہی ع او ہمیہ دوزخ نکند باغ ارم را اور اسمین بجاے نکند لفظ چکند کا بھی نظر آیا ہی اور معنی اسکے یہ ہین کہ عرفی جو بوجہ کثرت معاصی سوزان ہی باغ بہشت کو اپنے دخول سے ہمیہ دوزخ بنانا نہین چاہتا یا انکہ نسخہ دوم کے موافق عرفی ہمیہ دوزخ ہی باغ بہشت کو کیا کرے بیت

ہر چند طبیعی بود این مس تو بفرمای ۔ تا جلوہ دہد فیض تو اکسیر کرم را

یعنے ہر چند وجود میرا مس طبیعی یعنی اصلی اور ذاتی تانبا ہی تو اپنے فیض کو حکم دے کہ اکسیر کرم کام مین لائے اور میرا تانبا کندن ہوجاے یعنے کمال کو پہونچے اور کاملان اہل سخن پر پوشیدہ نہین ہے کہ اکسیر بنانے والے اصلی تانبے کو سونا بناتے ہین نہ کہ قلب اور غیر اصلی کو پس کلمہ ہر چند کا جو تانبے کے خراب ہونے کا مقتضی ہی اپنی اقتضا سے دور معلوم ہوتا ہی مگر یہ کہ مقتضی انحصار ہوا و طبعی قید احترازی متصور نہ کیجاے واللہ اعلم قطعہ

من ہم بسوا سے لب خجلت بکشایم ۔ ای آبحیات از لب تو خضر نعم را
ہرگاہ کہ در مدح تو لفظم تو ببخشای ۔ کز مدح بد انم من حیران شدہ ذم را

اس قطعہ کے معنی جو مدح کی عدم تکمیل کے عذر مین ہی خیال مین آتے ہین کہ ای جواد مین بھی شرم کے ساتھ ایک سوال کرتا ہون جسکا بیان دوسری بیت مین ہی اور مصرع ثانی کہ جملہ معترضہ ہی اسکے معنی یہ ہین کہ نعم جو عربی زبان مین مرادف لفظ آرے کا ہی اسکا مایہ حیات تیرے لب سے ہی اور استعارہ نعم کا خضر کے ساتھ آب حیات کے لفظ کے نظر سے ہی اور ہرگاہ کا کلمہ دوسری بیت کے شروع مین شرط کے واسطے ہی اور ببخشاے اسکی جزا ہی اور اسکے مصرع ثانی کے شروع مین کاف دلیل کے لیے معلوم ہوتا ہی بیت

تعجیل ثواب شرف نسبت لغت ۔ زنگیونہ خجل ساختہ تان عجم را

اس بیت کو بھی قطعہ بالا سے منسوب کرنا چاہیے اسواسطے کہ کلمہ زنگیونہ کا اس بیت مین ترکیب کی رو سے معلوم ہوتا ہی کہ اشارہ ہی مشبہ کے اور مشار الیہ مشبہ بہ ہی یعنی کہ ذات عرفی سے مراد ہو اس صفت کے ساتھ کہ اوپر کی بیت مین اسنے تفصیل کی ہی

موصوف کیا اس صورت مین خاقانی کی شرمندگی اور لفت مین اسکا قاصر ہونا غرض مصنف کی
اور ممکن ہو کہ لفظ زینگونہ سے مقصود خجالت خاقانی کی تفخیم ہو اور زینگونہ خجل ساختہ کے معنی
ہونگے یعنی بہت شرمندہ کیا۔ اور لفظ ہم کا قطعہ مذکورہ کے پہلی بیت مین ہو جو خجالت عرفی کا واسطے
دوسرے شخص کی نسبت ہو وہ بھی اسی معنی کی تائید ہو اور اس صورت مین اس بیت کو تعلق
تعلق قطعہ مذکور سے ہوگا الا بدعاء قطعہ کا ہو ید کہینگے۔ اور زینگونہ اور ازان گونہ اور این گا
لفظ صفت کے مبالغہ کے لیے ہو خواہ یہ صفت مذموم ہو خواہ محمود اور حسان نام ایک شاعر کا ہو
شعراے عرب سے جو حضرت سید الکونین رسول الثقلین صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا مداح تھا
اور چونکہ خاقانی نے بھی اکثر قصیدے نعت مین لکھے اسواسطے حسان عجم کے ساتھ مشہور ہو بیت

مدح تو ز اخلاص کنم گرچہ نہ از علم ‌ ‌ از بتکدہ چون آذرم آہوے حرم را

یعنی تیری مدح کو جو حرم معنی کا ہرن ہو علم کے بتخانہ سے لاتا ہون علم کی قوت سے کنایہ یکتائی کی [illegible]

### قصیدہ در نعت سید المرسلین عرض کردہ

ای مہر تو جان آفرینش ‌ ‌ نعت تو زبان آفرینش

صفحہ ۴۲

یہ قصیدہ نعت مین جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے عرض کیا ہو یعنی آفرینش نے
تیری محبت تو اپنی جان سمجھی اور تیری نعت اپنی زبان سے ادا کی یعنی جو کچھ کہتی ہو
تیرے ہی نعت مین کہتی ہو بیت

جودت ہمہ بخش عالم کون ‌ ‌ علمت ہمہ دان آفرینش

یعنی تیری جود دنیا کی ہمہ بخش ہو یعنے کوئی ذرہ مکونات بخشش سے ایسا نہین ہو کہ
جسکو تجھ سے سخی کی بخشش نے نہ دیا ہو اور کوئی دنیا کی موجودات سے نہین ہو جسکی
حقیقت اور ماہیت تجھ ایسے عالم ہمہ دان کے علم سے باہر رہی ہو بیت

معراج تو در ہواے لاہوت ‌ ‌ حد طیران آفرینش

یعنی معراج تیرا خارج از عالم لاہوت جہان کہ تو پہونچا ہو پرواز آفرینش کی حد وہان نہین
پہونچی اس حد کو غایت تحت معنی کے قبیل سے کہنا چاہیے۔ بیت

در ضمن شمردن عطایت ‌ ‌ افلاج بنان آفرینش

یعنی تیری بے انتہا بخشش کے شمار مین آفرینش کی انگلیان مفلوج اور درماندہ
بحس و حرکت ہین اور یہان مصدر بمعنی اسم مفعول مستعمل ہوا۔ فالج ایک

بیماری کا نام ہے کہ اُسکے سبب اعضا مُرجھاتے ہین بجان یا بفتح انگلی اور بالضم غلط ہے بیت

تاثیر ہلال غیبت تو وجہ خفقان آفرینش

خفقان بفتحتین طپش اور تڑپ دل کی اور جنبش شراب اور بجلی کی اور بیماری گلو کذا فی المؤید والفتیہ یا پدیشدن کذا فی الصراح یعنی تیری غیبت کا ہلال ہے کہ اوائل آفرینش پر طاری ہے تو اُسکو خفقان ہے اسکا

## قصیدہ در نعت حامی حماۃ و شفیع عصاۃ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بیت

ای مرا بر زشتی اعمال تو سیدی گواہ دورم از حسن عمل چون روسپیدی از گناہ

یہ قصیدہ نعت مین رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کے عرض کیا جو پرہیزگارون کے حامی اور گنہگارون کے بخشانے والے ہین اور لفظ ای کا اس بیت مین اظہار کے لیے ہے خطاب کے واسطے یعنے میرے اعمال پر کہ مقتضا اُسکا ناکامی ہے مقصود سے محروم ہونا گواہ ہے اور نیک کام سے مین ایسا دور ہون جیسے کہ گناہ سے روسپیدی دور ہے اسواسطے کہ روسپید ہونا اور گناہ کا کرنا دونون باہم اضداد ہین کہ باہم جمع نہین ہوتے کیونکہ الضدان لا یجتمعان پس مین بھی حسن عمل کے ساتھ جمع نہین ہوتا ہون بیت

صورت امید می بینم چو آب موج زن بسکہ میگیرد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ

رعشہ ایک مرض ہے کہ مرض جس عضو مین ہو اُسے سکون سے باز رکھتا ہے — اور بیان معنی بیت کا یہ ہے کہ امید کی صورت لرزان دیکھتا ہون جیسے پانی کہ وہ لہراتا ہو کثرت گناہ کے سبب سے رعشہ نور نگاہ مین آگیا ہے اور نور نگاہ کہ قوت حاسہ ہے جب متحرک ہے اُسکا محسوس بھی متحرک ہوگا اور حرکت امید مطبوع پسندیدہ نہو بیت

گر بصورت کاہ را گویم کہ ہمرنگ منی کہربا چون مردم چشم بتان گردد سیاہ

اس بیت مین مصنف مبالغہ اپنی روسیاہی کا گناہ کے باعث کرتا ہے یعنے اگر سوکھی گھانس کو اپنا ہمرنگ قرار دون تو نسبت ہمرنگی سے سوکھی گھانس کو اُس درجہ سیاہ کرے کہ کہربا جو سرخ اور زرد ہے اور میل طبعی سے گھانس کو اپنی طرف جذب کرتا ہے اُس بات کے کہنے سے اسقدر سیاہ ہو جاسے کہ جیسے معشوقون کی آنکھ کی پتلی سیاہ ہوتی ہے بیت

در بعصیان دست سعی آویزم از بی توفیقیست وا این لعینہ چون حریص شہوتست سیف باہ

یعنے اگر گناہ میں نہیں کرتا ہوں وہ کمزوری کی وجہ سے ہے کہ بہت گناہ کرتے کرتے تھک گیا ہوں
اور اب گناہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی اور یہ تو ہوا ایسا ہے کہ ایک شہوت کا حریص ہو اور
ضعف باہ رکھے اس واسطے کہ شہوت کا حریص قوت باہ کی کمی سے کامیاب نہیں ہوتا اسی طرح
بیطاقتی سے میرا حال ہے کہ گناہ کا مرتکب میں نہیں ہوتا۔ حرف واو کلمہ ضعف پر بمعنی مع کے ہے
اور تمام کلام تشبیہی ہے بیت

حالتے یابم کہ از تکفیر من کافر شوند　　گر ترا وہ از ترا یابم لیس فی دلقی سوا

اہل فطانت پر ظاہر ہے کہ لیس فی دلقی سواہ یعنے نہیں ہے میرے جبے میں سوا اسکے کہنا اہل
توحید کے نزدیک عین ایمان ہے اور شریعت کے نزدیک محض کفر ہے اور اس بیت میں
ارباب شرع کے موافق سخن آرائی کی ہے ورنہ نظر باعتقاد چاشنی یافتگان ذوق توحید کے قول
مذکورہ بالا صحیح اور درست ہے اور ممکن ہے کہ یہاں مراد کفر سے کفر مصطلح صوفیہ ہو اور وہ
عین ایمان ہے لیکن شرح بالا شبہ سے بھی اس بیت میں مصرع دوم شرط ہے اور کلام حالتی
یابم کہ پہلے مصرع میں ہے اسکی جزا ہے کہ مقدم واقع ہوئی اور حرف یا لفظ حالتی میں وصفیہ ہے
اور حرف کاف اس وصف کا بیان اور کلمہ ترا دو فعل لازم اور جملہ لیس فی دلقی سواہ تمام
فاعل اسکا ہے اور معنی اس جملہ کے جو فاعل واقع ہوا ہے یہ ہے کہ نہیں ہے میرے دلق میں سوائے
خدا اسکے۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ اگر دعوے اثبات حق اور نفی ماسوی الحق کروں ایسی حالت سے
کہ مجھے کافر کہنے سے خود کہنے والے کافر ہو جائیں کس واسطے کہ جس صورت میں اپنے نفی سے میں
بالکل رہ ہو جاؤں اگر کفر کی نسبت میری طرف کوئی شخص کرے تو درحقیقت حق کی طرف
کی ہوگی اعوذ باللہ من شر کیے دانستہ مترجم۔ میرے نزدیک قرینہ مقام سے یابم فعل یا فاعل ہے
اور حالت مفعول اور یاے مجہول المصدر اسکی یاے توصیفی یا یاے موصولہ ہے جسکی صفت یا
صلہ جملہ شرطیہ آئندہ مصدر بکاف بیانیہ ہے اور اسمین مصراع ثانی شرط اور از تکفیر من کافر شوند اسکی جزا ہے قطعہ

در شب معراج کان یکتا ولی شبہ و نظیر　　جامہ صورت زدوش افگندہ در آرامگاہ
زان کسی محرم نبود اندر حریم ایزدی　　تا بود وہم غلط بین و زبان از اشتباہ

اس قطعہ میں اظہار وحدت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذات بحت کے ساتھ ہے کہ معراج کی
رات کو اس یکتا بے نظیر نے کہ عبارت ذات والا صفات حضرت سے ہے جامہ صورت کا کہ
وجہ حادث کے ہے آرامگاہ میں چھوڑ دیا اس سبب سے کہ کوئی نفوس اور عقول سے

حریم الٰہی مین محرم اور واقف کار نہ تھا تاکہ وہم جو غلط بینی کی صفت سے موصوف ہے شبہ کے
محفوظ رہے اور لفظ زبان کا بیت دوم کے شرح مین سببیہ ہے اور تا مصرع دوم مین جواب کے
لیے اور اسکو دلیل بھی کہتے ہین سو وہم موصوف اور غلط بین صفت ہے اور اگر غلط بین سے
شخص غلط بین مراد لین درین صورت وہم مضاف باضافت لامی ہوگا۔ اور مصرع دوم کو لفظ
تا کے وسیلہ سے شرط کہین اور مفہوم مصرع اول کو جزا کہ مقدم واقع ہوئی چونکہ وہم غلط بین
رفع شبہ سے غرض تنہائی خلوت سرائے محبوب کی تھی اسواسطے کسی کو محرم اس خلوت کا
تجویز نکیا کسواسطے کہ اگر کسی کو دخل ہوتا البتہ توہم وہی کرتا اب جو کوئی نتھا کون جانے کہ کیا تھا

اور یہ ایک دلیل واضح حدوث وقدم کے ایک ہو جانے کی ہے بیت

شاخ شاخ و برگ برگش باز برہم ریختند ۔ تا ز باغ ہمتت خواندیم طوبے را گیاہ

مصرع اول مین شین برگ برگش ضمیر غائب ہے راجع طرف طوبے کے جو دوسرے مصرع مین ہے
اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہے اور ریختند فعل شاخ شاخ فاعل اسکا ہے معنی شعر یہ ہین کہ جب سے
تیری ہمت کے باغ سے ہمنے طوبے کو گھاس کہا اس درخت طوبے کی ڈالی ڈالی اور پتی پتی
اوپر تلے گر پڑی یعنے جمع اور فراہم ہو گئی مطلب یہ کہ خوشی کے مارے اپنے اوپر بالیدہ ہوگئے
اور اگر بجائے برہم از ہم ہو اس صورت مین بمقتضائے ہمت طوبے نے اپنے پاس کچھ نرکھا
اور بعضے نسخون مین بجائے لفظ باز کے تازہ لکھا ہے وے لفظ باز کے کہ محاورے مین لاتے ہین ترجمہ
نہین سمجھے ۔ از مترجم ۔ معنی شارح کو محاورہ تائید نہین کرتا کہ شاخ و برگ باز برہم ریختن
کنایہ جمع ہونے سے نہین آیا ہے اور اس سے بالیدہ ہونا درخت کا مفہوم نہین ہوتا بلکہ معنی
بیت سے بے تکلف یہ ہین کہ جب سے طوبے کو تیرے باغ ہمت سے گیاہ ہونے کی نسبت دی
طوبے کو اس نسبت کے اعزاز اور افتخار سے اس درجہ خوشی اور جنبش اور اہتزاز ہوا کہ شاخ
برگ اسکے تلے اوپر (باز برہم کے نسخہ کے موافق) یا متفرق ہو کر (یا از ہم کے نسخے کے موافق)
بکھر پڑے ۔ اور یہ اس مبالغہ کے قبیل سے ہے کہ کہتے ہین زید از شادی در پیراہن نگنجید یا جامہ
نگنجید فارسی مین اور زید اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا یا کہ زید پھولا نہین سماتا زبان
اردو مین محاورہ ہے اور نسخہ تازہ کا بجائے باز کے زیادہ موزون اور مناسب ہے اسواسطے کہ
برہم ریختن محاورہ کے موافق اپنے معنی دینے مین محتاج لفظ باز کا نہین جبکہ ضرورت تکرار فعل کی
نہین ہے اور عمدگی اس نسخہ تازہ مین متصور ہے اسواسطے کہ شاخ و برگ کہنہ تھوڑے جنبش سے گر جاتے ہین

اور تازہ شاخ وبرگ کے کرنے مین جنبش اور اثر شدید دکار ہو جس سے مبالغہ افراط مسرت کا ظاہر ہوتا ہی بیت

بسکہ دست رحمت آرایش ہر چہرہ کرد     عشق می رزد بحسن یاس امید اشتباہ

یعنے از بسکہ تیری مشاطہ رحمت کے ہاتھ سے ہر چہرہ کی آراستگی ہوئی ناامیدی زیادہ امید سے کرشمہ سنج جلوہ گاہ حسن ہو اور اشتباہ دونون امید اور یاس کے حسن کا عاشق ہو یعنے یاس کمتر امید سے نہین ہوتی اور آراستگی کے سبب دونون یکسان معلوم ہوتے ہین بیت

با ازل گوید ابد کین ناامید از ساحل ست     گر کند در بحر علمت جوہر اول شناہ

حرف اشارہ این کا مشار الیہ جوہر اول ہو کہ دوسرے مصرع مین مذکور ہو اور لفظ گر مصرع دوم مین شرط کے واسطے ہو اور جملہ این ناامید از ساحل ست کہ مصرع اول مین ہو جزا اسکی ہو یعنے جبرئیل باوصف ہمہ دانی اگر تیرے دریاے علم مین پیراکی کرے تو ازل سے ابد کہتی ہو کہ یہ دیدہ کنارہ سے ناامید ہو گیا اب یہ دریا ڈوب جائیگا (از مترجم - مصرعہ دوم شرط ہو اور مصرع اول کل جزا ہو نہ صرف یہ جملہ این ناامید از ساحل ست ) بیت

سینہ در الف بشگافد و بیرون جہد     چون در افشار پریشانی نویسم تیر آہ

اس بیت مین مصنف مبالغہ اپنی پریشانی مین کرتا ہو کہ تیر آہ کا کہ تشبیہ کے اعتبار سے الف لفظ آہ کا مراد ہو جہان کہین کہ افشار پریشانی کردن اور اس افشار مین لفظ آہ کا لکھون میری تاثیر پریشانی سے الف لفظ آہ کا سینہ مد کو جو اسکے سر پر ہو چیر کر باہر نکلجاے اور بعضے نسخون مین بجاے افشار کے انشا ہو اور یہ نسخہ ذہن کے نزدیک ہو (از مترجم میرے نزدیک معنی صحیح نسخہ انشا مین درست ہوتے ہین نہ نسخہ افشا مین جو شارح نے اختیار کیا اور نسخہ انشا اسوقت درست ہوتا ہو کہ شعر سے مقصود تعریف انشاء مصنف ہو)

صفحہ ۲۵

## قصیدہ در نعت حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت

صبحدم چون در رود دل جوش شیون اہی من     آسمان صحن قیامت گردد از غوغای من

یہ قصیدہ ملا عرفی نے جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت مین عرض کیا ہو اور تمہید اسنے حسب حال لکھی ہو - اگرچہ استاذہ متقدمین اور متاخرین نے اس قصیدہ کو نہایت متین کہا ہو مصنف نے بھی اسکو اچھا خیال کیا ہو اور معنی بیت کے یہ ہین کہ صبح کے

وقت اگر میرے دل کا اسرافیل صور پھونکے کہ بہت سے ماتم اس سے پیدا ہوں آسمان [illegible]
شور سے میدان قیامت بنجاے یعنے میرا غم کا بھرا دل ایسی فریاد کرتا ہے کہ آسمان کو شور کے
سبب عرصہ قیامت بنا دے — بیت

گوش اہل آسمان حلقۂ ماتم بکسست — بشنوم تا برکشید آہنگ ہایا ہاے من

یعنے فرشتون کے کان ماتم کے حلقے ہوگئے جب سے میرے ماتم نے آواز ہاے ہاے
دریغ و دردوالی بلند کی مراد یہ ہے کہ میرے مصیبت کے فغان نے ازبسکہ جوش کیا اور آسمان تک
پہونچا تو فرشتون کے کان اور ماتم کے حلقہ مین تفاوت نہین رہا کلمہ ہا کا اُس محل مین کہتے
کہ درد طاری ہوا ور جب وہ درد جوش مین آے اُسوقت ہایا ہا کہتے ہین اور ہا کے ساتھ حرف یا کا جو
متصل ہے اُسکے ساتھ ایک الف ندائیہ ایزاد کرکے ہایا ہا کہنے لگے جیسے کہ آہا مین آہ کے ساتھ
الف کو بڑھا دیا اور بعضے نسخون مین ہایا ہا دیکھا گیا اور بسبب ثقالت لفظ کے سبب خالی کراہت سے
نہین (از مترجم — ثقالت لفظ کے قائل شارح علیہ الرحمۃ ہین نہ دوسرے)

مصر ویران گرد و در وادی ایمن نہاد — رود نیل شوق یعنے گریہ سوسا [illegible] من

اب اب معنی پر واضح ہو کہ موسی من با ضافت بیانی اور اُس سے مراد متکلم ہے اور رود نیل شوق مین
اضافت لامی کہ غرض اُس سے گریہ ہے سا در رود نیل ایک ندی کا نام ہے جو شہر مصر کے نیچے جاری ہے
اور وادی ایمن نام اُس وادی کا ہے جسمین موسے علیہ السلام سرگردان رہے — ترکیب نحوی مین مصرع
دوم کا مضمون مبتدا کے محل مین ہے اور مصرع اول کا مفہوم اُسکی خبر ہے یعنے گریہ میرے موسے کا
گریہ ہین ہے رود نیل شوق ہے کہ مصر کو تباہ کر متوجہ وادی ایمن ہوا اور اُس سے مبالغہ کثرت گریہ مین
مقصود ہے — (از مترجم — ترکیب نحوی مین رود نیل شوق جسکے تفسیر یعنے کے ساتھ گریہ سا
من واقع ہوئی فاعل ہے فعل گرد اور نہاد کا جو مصرع اول مین بطور معطوف اور معطوف علیہ
اور ترکیب شارح بعید ہے)

زان دل شوریدہ را بر بار کرغم دمی نہم — کاشیان مرغ مجنون شد دل شیدای من

لفظ زان کا سببیہ ہے اور کاف مصرع دوم مین بیان فعل کا ہے کہ مصراع اول مین نہادن [illegible]
اور معنی شعر یہ ہے کہ جب غلبہ عشق لیلے سے مجنون جنگل مین رہنے لگا اور بیخبر اور بے حس حرکت
یاد معشوق مین ہوگیا ایک پرند اُس صحرا کا آیا اور مجنون کے سر پر گھونسلا بنایا یعنے دل دیوانہ
سر پر اسواسطے رکھتا ہون اُس صورت مین مرغ مجنون سے مراد مرغ بیرونی ہوگا اور اگر مرغ مجنون سے

دیوانگی مراد ہو تو مرغ مجنون استعارہ ہی پس خلاصہ مصنف کہتا ہی کہ جب دل محل دیوانگی ہو گیا
پھر اسکے جلنے بہتر ہی اور یہہ کسی قدر بہتر ہی لیکن مصنف اگر مرغ مجنون کہتا اسکی ہوشیاری سے
نزدیک تھا اب اسکے فکر عنبوبی پر دلالت کرتی ہی دانا مترجم - توجیہ اول درست اور راست
نہین آتی کہ متضمن امر محال ہی اور توجیہ ثانی مقصود مصنف ہی اور اُسپر اعتراض شارح صحیح
نہین ہی اسواسطے کہ تعظیم مکان سے مقصود تعظیم مکین ہی بیت

در خمار احتیاجم زانکہ ایزد دور داشت  بادۂ کام دو کون از جام استغنای من

اہل معنی پر جو مستغنی ما سوی اللہ سے ہین پوشیدہ نہین ہی کہ خمار احتیاج کے معنی دو وجہ سے
ہو سکتے ہین اول خمار احتیاج سے طلب مراد ہو اسواسطے کہ کسی چیز کے خمار مین ہونا اسکا
طلب کا ہونا ہی دوم یہ کہ خمار احتیاج سے رفع احتیاج غرض ہو اسواسطے کہ خمار نشان نشاء کا
فرو ہونے کے بعد ہوتا ہی پس نشاء احتیاج کا نہین رہا بہرحال قصد اول پر یہہ معنی کہہ سکتے ہین
کہ در خمار احتیاجم کل جملہ سبب مقدم بر سبب ہی یعنے ہر گاہ ساقی ازل نے شراب مقصود
دو جہان کو میرے جام استغنا سے دور کیا یعنے مجھے اسکا محتاج نہین کیا مین خمار احتیاج مین
ہون ای شراب معنی ہو اللہ کا خواہشمند ہون اور قصد دوم پر ظاہر ہی کہ در خمار احتیاجم یعنے مجھے
احتیاج نہین ہی اور یہہ معنی قریب ذہن معلوم ہوتے ہین واللہ اعلم بیت

نیلگون گردید دوش آفتاب تکیہ ام  بسکہ بر سر گشتہ کوہستانی از غمہای من

اہل معنی پر پوشیدہ نہین کہ از تکیہ ام کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ تکیہ لگانا دوسری چیز پر
بار ڈالنا ہی دوسرے یہ کہ تکیہ لگانا اسکا اپنے اوپر اس مقام پر قصد اول معنی کا مناسب ہی
یعنے از بسکہ میرا لال بال غم کا پہاڑ ہو گیا ہی اور اس غم کے پہاڑ کی بلندی آسمان تک پہونچی ہی
اور آفتاب کے کاندھے پر تکیہ لگایا تو اسقدر آفتاب پر بار ہوا کہ وہ نیلگون ہو گیا بیت

منت بازیچۂ عیسے بکش بہر حیات  از پی مردن بپرس از نفس مرگ آشنای من

یعنے مرگ کی قدر و قیمت پہچاننے والے نفس کو آرا سمجھتے ہین اور عیسی علیہ السلام کے معجزہ
احیاء اموات کو کھیل سمجھتے ہین اور مستعار زندگی کے لیے اس کھیل کے مفتون ہین یعنے

خوردہ بر وہم صد شکست از فوج فوج تشنہ حسن  شوق نے ہنگام تاز دست پیرای من

باریک بینان دقایق معنی پر پوشیدہ نہین کہ لفظ خوردہ کا فعل ہی اور فاعل اسکا شوق کہ
دوسرے مصرع مین واقع ہوا اور کلمہ صد شکست مفعول اور فوج موصوف ہی اور قدس منسوب

صفت اور اضافت مجموع موصوف اور صفت کی جانب حسن کے اضافت لامی ہی اور کلمہ بہنگام
ناز دوسرے مصرع مین صفت شوق کی اور مست ناپروا صفت بد صفت ہو یا معشوق مراد
لین کہ شوق نے ہنگام ناز کو اُسکی طرف منسوب کر سکین اور مصرع ثانی مبتدا ہی کہ خبر اُسکی مصرع
اول مین مقدم واقع ہوئی یعنے شوق میرا کہنے وقت تاخت کرنے والا اور مست نے پروا ہ
یا شوق نے ہنگام ناز میرا کہ معشوق بے پروا کے ساتھ منسوب ہی اُسنے ہر دم سو شکست
اُس فوج سے کھائین کہ قدس مین آشوب ڈالتا ہی قطع نظر اس سے کہ فوج
قدس آشوب سے عہدہ برا ہونا اور اُسپر غالب آنا غیر ممکن ہی نے وقت چڑھائی کرنا خود شکست کا
سامان مہیا کرنا ہی (از مترجم شارح نے مصرع ثانی کو مبتدا اور خبر اسکی مصرع اول مین مقدم لکھکر
جملہ اسمیہ قرار دیا اس تکلف کی ضرورت نہین ہی بلکہ صراحتہً بے تکلف جملہ فعلیہ ہی خوردہ فعل اور
شوق موصوف اپنے صفات مابعد کے ساتھ فاعل اور صد شکست مفعول و باقی متعلقات
فعل ہین) بیت

شاہد عصمت تلاش صحبت من کی کند — خون حیض دختر رز ریزد از لبہای من

معنی یہ ہین کہ مصنف علامت حیض الرجال کی اپنے حق مین ثابت کرتا ہی — ظاہر ہی کہ
پاکدامنی کا معشوق کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی پاکدامنی مراد ہی اس شخص کی
صحبت کی رغبت نہین کرتا کہ حیض آلودہ ہو — (از مترجم اس بیت کی شرح مین یہ بحث ہی
کہ اول خون حیض کا پایا جانا جو امر طبعی ہی خلاف عصمت نہین ہی اور ثانیاً خون حیض کو نسبت
لب سے نہین پس دختر رز کے معنی اصطلاحی کہ شراب ہی لینی مناسب اور اُسکا خون حیض
اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی شراب مراد لین جو لب کو پینے کے وقت آلودہ کرتا ہی
اور شراب جو شرع مین حرام مطلق ہی اُسکا پینا خلاف عصمت ہی جو کہ گناہ کبیرہ سے پاک ہی
پس معنی بیت کے صاف ہین کہ شاہد عصمت میری صحبت کا طالب نہین اسواسطے کہ
شرابخواری کی کثرت مجھے اسقدر ہی کہ شراب میرے ہونٹون سے ٹپکا کرتی ہی مصرع اول
بطور دعوی اور استفہام اسمین انکاری ہی اور مصرع ثانی دلیل اُسکی ہی) بیت

مریم من فیض جبرئیل از مزاج خود گرفت — مرشکے را برد بالا ذہن عیسے زای من

پاک نفسان سخن آفرین پر پوشیدہ نہین ہی کہ قصہ مریم علیہ السلام مشہور ہی کہ عیسے علیہ السلام کی
پیدائش مین فیض جبرئیل کے محتاج ہوئین اور میری طبیعت کی مریم نے فیض جبرئیل کو اپنے

مزاج سے حاصل کیا دوسرے کسی کے محتاج نہ ہوئی پس یہ وجہ ہی کہ میرے ذہن نے جو
بلحاظ کلام اعجاز نما کے جیسے زا ہی مرتبہ مریمی کو ترقی دی اور مریم علیہا السلام سے بڑھ چڑھ گیا ہی

آن بہشت معنیم کز بعد معزولی ہنوز — خدمت طوبی بود ننگ چمن پیرای من

اہل معنی پر واضح ہو کہ مین وہ بہشت معنی ہون کہ میرا باغبان بعد ازان کہ مین اسکو خدمت
باغبانی سے معزول کردون طوبی بہشت کی خدمت گذاری اسکے لیے موجب ننگ و عار ہی
اور اسمین ہنوز کا فائدہ خاص نہین ہی اسواسطے کہ بعد معزولی کے قید سے فائدہ ہنوز سمجھا جاتا
پس محض اتمام مطلب کے لیے لایا کہ محاورہ مین ایسا لاتے ہین بیت

دامن تر کردہ طوفانی کہ یعنی یکی ست — موجۂ دریا و موج حلۂ خارای من

ارباب معنی پر پوشیدہ نہین ہی کہ دامن تر عبارت زیادہ گناہ کے ملوث ہونے سے ہی اور طوفانی
مین یاے مصدری ہی ای کار طوفان کردہ اور حرف کاف بعد لفظ طوفانی دلیل کے واسطے ہی
اور خارا ایک ریشمی کپڑے کا نام ہی کہ قماش اسکا لہریے دار ہوتا ہی اور چونکہ طوفان پیدا کرنا
آب امواج کو لازم ہی تو دامن تر معصیت کے طوفان برپا کرنے کے دعوے کے لیے لباس
خارا کے تموج کا اتحاد موج دریا سے ایک دلیل واضح ہی اسواسطے کہ حلۂ خارا بلطافت اور
نزاکت سے پانی کے مشابہ ہی پس لہر اسکی پانی کی لہر سے در معنی ایک ہوئی۔ (از مترجم
بعضے نسخون مین دامنم تر کردہ طوفانی دیکھا گیا ہی درین صورت طوفان فاعل اور دامن
مفعول ہوگا فعل کردہ کا اور معنی دونون قریب ہمدیگر ہین اور میم متکلم جو اس نسخہ مین ہی اسکا
ہونا شعر مین مناسب ہی) بیت

گر گزند سرمہ جز خاک درش مژگان چو باز — چنگل اندازد بزاغ دیدۂ بینای من

ترکیب مین گزند فعل ہی اور دیدۂ بینا فاعل جو مصرع ثانی مین واقع ہی۔ اور اندازد فعل
اور فاعل اسکا مژگان ہی جو مصرع اول مین مقدم واقع ہوئی یعنے میرے دیدہ سیاہ کا زاغ
کہ اعتبار اضافت بیانی سے وہی دیدہ بینا مراد ہی ممدوح کی خاک دروازہ کے سوا سرمہ
لگاے تو مژگان جو آنکھون سے ملی ہوئی ہی آنکھ کی نافہمیدگی کے لحاظ سے باز کی طرح آنکھ پر
پنجہ مارے اور اسے اندھا کردے اس بیت مین تینون استعارہ کی رعایت کی ہی اسواسطے
کہ تشبیہ مژگان کی باز کے ساتھ استعارہ بالکنایہ اور وجہ تشبیہ گرفت اور گیرائی ہی اور چنگل مژگان کے
لیے کہ باز کو لازم ہی استعارہ تخییلیہ اور ذکر زاغ کا کہ باز کے شکار کے لیے ملائم ہی استعارہ [illegible]

تو صحیح ہے اور یہ صفت عمدہ ہے کہ فرگان تیزی کے وجہ سے چنگل کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور آنکھ سیاہی کی سبب زاغ کے مشابہ ہے واللہ اعلم — بیت

تا تو گشتی نائب چشم از رہ نسبت گرفت  مردمک حکم سبل در دیدہ بینای من

معنی بیت کے ظاہر ہیں کہ اے ممدوح جب سے تو نائب چشم ہوا آنکھ کی پتلی نے نسبت کی راہ سے میرے دیدہ بینا میں سبل کا حکم حاصل کیا یعنے معطل اور بیکار ہو گئی سبل ایک بیماری کا نام ہے جسکے سبب پانی آنکھ سے جاری رہتا ہے اور بینائی میں اُس سے فتور آجاتا ہے مراد یہ ہے کہ جس مقام پر کہ ذات حضرت علیہ السلام آنکھ کی پتلی بنجاوے آنکھ کی پتلی بجز بیکار ہو جانے کے اور کیا بن آوے راقم مترجم معنی مشرحہ بالا یہ لطف سے ساقط ہیں اسواسطے کہ ممدوح کے نائب ہونے سے آنکھ کی پتلی کا بیکار ہو جانا مضمون کو بلندی میں نہیں دیتا اور لفظ رہ نسبت بیکار ہوا جاتا ہے بلکہ ناموزون بس میرے نزدیک توجیہ بیت کی اسطرح مناسب ہے کہ اے ممدوح جب سے تو نائب چشم ہوا تیری نورانی اور عزیز ہونے کے سبب مردمک صرف بیکار اور نکمے مصرف ہی نہیں ہوئی بلکہ موجب زحمت اور ہرج اور تکلیف کی ہو گئی جیسے مرض سبل آنکھ کے حق میں سبب زحمت اور تکلیف ہوتا ہے یعنے آنکھ میں تیرے ہوتے مردمک چشم کی موجودگی کھٹکتی اور بُری معلوم ہوتی ہے اور اصل اس توجیہ کی یہ ہے کہ جب انسان کو پہلے ایک عام محبوب سے تعلق ہو بعدہ دوسرا محبوب خاص ملجاوے تو اسکی طرف زیادہ رغبت ہونے کے سبب محبوب سابق سامنے ہو تو وہ بلا زحمت زحمت معلوم ہوتا ہے اور اُس سے نفرت ہوتی ہے بیت

سایہ من ہمچو من در ملک ہستی امّت است  سایہ تو در عدم ہمچو پیغمبر ہمتای من

یعنے سایہ میرا میری طرح موجودات میں تیری امت ہے یعنے امت ہونے میں جو کچھ میرے اوپر واجب آپ کی طرف سے ہے وہی میرے سایہ پر بھی واجب ہے اور سایہ آپکا عدم میں میرے ہمسر ہمتا کا رہتا ہے یعنے جسطرح کہ تیرا سایہ نہیں میرا ہمتا نہیں ہے اور جب ایک شخص امت ہو اُس شخص کا سایہ کہ لازم شخص ہے بطریق اولے امت ہوگا بس تخصیص ذکر کا خاص فائدہ ظاہر نہوا معلوم ہوا کہ شاعر نے اس بیت میں دیوانوں کی طرح مضمون بندی کی ہے۔ راقم مترجم شارح کا اعتراض مصنف پر بیجا ہے اسواسطے کہ جس قضیہ اور قاعدہ پر کہ تخصیص ذکر کا مصرع اول میں بیفائدہ کہا وہ صحیح اور مسلم نہیں ہے اور وہ قضیہ یہ کہ جب ایک شخص امت ہو تو سایہ اسکا

جو لازم شخص ہو بطریق اولے اثبت ہوگا اور وجہ عدم صحت کی یہ ہو کہ فی الجملہ سایہ اپنی خاصیت کے
موافق تابع شخص کی حرکت و سکون ظاہری کا ہوتا ہو نہ کلیۃً جیسا کہ غور سے معلوم ہوگا سایہ
صبح کے وقت جسقدر ہوتا ہو دوپہر کو نہین ہوتا اور اثبت ہونے کے جو احکام ہین وہ ایمان خدا
اور رسول پر لانا اور اُنکے حکمون کا بجا لانا اور اُنکی رضامندی کا طالب ہونا اور اُنکی ناراضی
سے ڈرنا ہو یہ مراتب سایہ مین ہرگز نہین ہین جنکا اوجا اپنے سایہ کے لیے شاعرانہ مصنف نے
کیا پس مضمون مصرع اول کو فرضی اور شاعرانہ ہو جیسا کہ دستور شعرا ہے مگر فی نفسہٖ شخص کے
ساتھ سایہ شخص کو لازم نہین اس سے واضح ہو کہ تخصیص ذکر اُسکی فائدہ خاص دیتی ہو بیفائدہ
نہین ہو بیت

آسمان وحدتم بر عالم فطرت محیط  تو امیت بر نیاید پیکر جوزاے من

اس بیت مین مصنف اپنی یکتائی مین مبالغہ کرتا ہو کہ مین وحدت کا آسمان ہون اور اس
صورت مین حرف میم پر توقف کیا اور حکم تمام کیا یعنے جملہ پورا ہوا اور معنی اسمان وحدتم کے یہ ہونگے
کہ من آسمان وحدت ہستم اور اگر مجموع آسمان وحدت میم متکلم کی طرف مضاف اضافت لامی سے ہو
تو یہ معنی ہونگے کہ میری وحدت اور یکتائی کا آسمان عالم فطرت پر احاطہ رکھتا ہو اور یہ کلام بطور
دفع دخل مقدر کی ہو یعنے اعتراض جو وارد ہوتا تھا اُسکو اس طریق سے دور کیا یعنے اُسکے احاطہ
کرنے کو ایک عالم چاہیے پس عالم فطرت مخصوص ہوا از مترجم ۔ توجیہ ثانی کو مصرع ثانی مشکر ہو
اور میرے جوزا کے پیکر کو توامیت کی طاقت تحمل نہین کسواسطے کہ جوزا ایک برج ہو بارہ برج سے کہ وہ
دو مرد کی تصویر ایک کے ہاتھ دوسرے کے گلے مین پڑے ہوئے اتر منجم خیال کیے گئے یعنے
جوزای فلک دو پیکر ہو اور مین چونکہ آسمان وحدت ہون تو میرا جوزا مناسب محل ایک پیکر ہی
جوڑوان ہونے کا متحمل نہین جسمین دوئی ہو خلاف وحدت کے

## قصیدہ در منقبت امیر المومنین علی علیہ السلام بیت

دمیکہ لشکر غم صف کشد بخونخواری  دلم بنالہ دہد منصب علمداری

معنی بیت کے ظاہر ہین کہ جسوقت غم خونخواری کے لیے صف آرائی کرے دل میرا نالہ کو
منصب علمداری دیتا ہو ۔ ممکن ہو کہ لفظ خونخواری سے خونخواری عام ارادہ کرین کہ افراد دیگر
جو مشارک عرفی ہین از خونخواری اور نالہ گری کے مدعی ہین سب داخل ہون اور ممکن ہو کہ

صفحہ ۲۷

خونخواری مخصوص بذات خود ارادہ کرین یعنے اگر غم خونخواری یا خاص میری خونخواری کے لیے طیار ہو
اور صف آرائی کرے دل میرا نالہ کو علمدار اُسکا بناتا ہے اور وہ سامان غم کی طیاری مین مصروف ہوتا ہے
بہرحال دونون صورت مین مراد یہ ہے کہ دل میرا غم کے ساتھ موافق ہے جس کیفیت کے ساتھ کہ غم ہے

مریض عشق ترا اشتہا از ان بیش ست — کہ بعد مرگ بیاساید از جگر خواری

ولی توجہ آن حسن جاودان باید — کہ فیض نامیہ اش با جگر کند یاری

یعنے تیرے عشق کے بیمار کو جو ہمیشہ اپنے دل کا خون پیتا ہے اور بہترین غذا اپنے جگر کو سمجھا ہے
اس سے زیادہ اشتہا ہے کہ مرنے کے بعد جگر خواری سے آسودہ ہو لیکن اے معشوق تیرے حسن
قدیم کی توجہ درکار ہے کہ اُس حسن کا فیض نامیہ اس بیمار کی درمان سازی مین جگر کی امداد کرے
تاکہ اسکے رہنے تک وفا کرے ورنہ محال ہے کہ وجود جگر کفایت کرے اور ہو سکتا ہے کہ جاودان صفت
توجہ حسن اس صورت مین دوام توجہ پر ہوگا بیت

زخوش متاعی بازار عشق می ترسم — کہ دست حسن بہ بندد کساد بازاری

لفظاً ان جواہر معانی پر پوشیدہ نہ رہے کہ خوش متاعی کنایہ مرغوب اور عزیز دل ہونے سے ہے معنی
بیت یہ ہین کہ عشق کے مرغوب ہونے سے کہ ہر دل عزیز ہو گیا ہے اور ہر کس و ناکس دانا اور بوالہوس
سب کے سب عشق کے قبول کرنے کو طیار ہوئے ہین مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہو حسن کے ہاتھ کو
بے رونقی باندھ دے اور حسن کا ہاتھ باندھنا عبارت ہے حسن کے بیکار کرنے سے۔ ظاہر ہے کہ
عشق کے اختیار کرنے مین حسن خوش متاع واسطہ تھا اب جو عشق آپ خوش متاع ہو گیا تو کسی
واسطے کے محتاج نہونگے اور واسطہ بے رونق ہو جائیگا بیت

دران دیار بسودا رود دلم کہ دہند — جو ہی ملال بعمر ابد ز بسیاری

یعنے میرے دل کا کاروان اُس شہر مین خرید فروخت کے لیے جاتا ہے کہ جو برابر ملال کو عمر ابد کے
عوض مین کثرت کے باعث دیتے ہین یعنے اسواسطے کہ اُس شہر مین متاع ملال زیادہ ہے ایک
جو برابر دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ جہان متاع بہت ہوتا ہے کثرت کے سبب سستا ہاتھ آتا ہے اور
قیمت زیادہ نہین ہوتی بیت

مخالفش چو درآید بزمرۂ اسلام — کند بدست ملک تار سبحہ زناری

مصنف مذمت مخالف کی اُسکے کفر کے سبب سے کرتا ہے کہ اگر مخالف کا فرضاً ممدوح کا اسلام کے
گروہ مین داخل ہو تو شامت کفر سے فرشتہ کے ہاتھ مین تسبیح کا ڈورا زنار کا کام کرے زمرہ

اسلام مین ملک سے یا مسلمان مثل ملک مراد ہو یا کہ زمرۂ اسلام مین اگر خود ملک مراد ہو اسکا
کفر اسمین اثر کریگا۔ (از مترجم) شارح علیہ الرحمۃ کے معنی شرح کا حاصل یہ ہو کہ مخالف ممدوح
اس درجہ کا سخت کافر ہو کہ اگر مسلمان بھی ہو جاوے اُسکے کفر کی شامت سے یہ اثر پیدا ہو
کہ فرشتے کے ہاتھ مین تسبیح کا دُور اجنیؤ کا کام دے اور یہ مضمون اس حدیث کے قیاس مقابل پر
مبنی ہو کہ الناس معادن کمعادن الذہب الفضۃ خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا بیت

بدیدۂ کہ بنوک سنان او نگرد
کند بگاہ اعادت نگاہ مسماری

اس بیت مین مصنف نے تیزی سنان کی تعریف کی ہو۔ بے کا حرف بدیدہ مین ظرفیت کے
لیے ہو اور دیدہ ظرف نگاہ ہو اور اعادت مصدر ہو باب افعال کا معنی عود کرنا اور پھرنا اور
مسمار کے معنی میخ ہو اور مسماری مین یاء مصدری اور تقریر معنی یہ ہو کہ اُس آنکھ مین جو تیری
نوک سنان کی طرف دیکھے اُس سے نگاہ واپس آکر میخ بنجاتی ہو اور آنکھ پھوڑتی ہو اسواسطے
کہ صرف دیکھنے سے نوک سنان کی تیزی نگاہ مین آجاتی ہو قطعہ

اگر بعون سبکروحیت عوارض ثقل
ز طبع سلسلۂ حادثات برداری

سزد کہ حسرت دیدار بر دل عاشق
بگاہ نزع شود مایۂ سبکساری

اگر کا لفظ حروف اور ادات شرط اور بیت اول جملہ شرط ہو اور بیت ثانی اُسکی جزا اور سبکروحیت
مین حرف تا بمعنے خود کے ہو اور عوارض ثقل مفعول برداری کا جو دوسرے مصرع مین واقع ہو
اور حرف یا جو آخر لفظ برداری مین ہو خطاب کے واسطے اور تقریر معنی یہ کہ ای ممدوح اپنی لطافت
اور سبکروحی کی مدد سے اگر عارضہ گرانی کے حادثات کی طبیعت سے تو رفع کرے تو سزاوار ہی
کہ معشوق کے دیدار کا ارمان جو عاشق کے دل پر جانکنی کے وقت جو عارضون مین سب سے
زیادہ گران ہو مایہ سبکساری ہو جاے اور یہ عارضہ آسیر آسان ہو (از مترجم)۔ حاصل معنی
یہ کہ ای ممدوح تیری فصاحت اور خوش کلامی ایسی ہو کہ اسکی مدد سے گرانی کے عارضے جو سبکروحی کے
ضد مین طبائع کو نے سے تو رفع کر دے تو لائق اور سزاوار ہی کہ معشوق کے دیکھنے کا ارمان جو عاشق کے
دل پر سب سے بڑھکر عارضہ ثقیل ہو ایسا ہلکا اور بھلکا بلکہ مزیل ثقل ہو جاے کہ عاشق کی جان نزع مین
اُسکے سبب آسانی سے نکلجاے (بیت)

شعاع دیدۂ آن کس کہ روی خصم تو دید
کند بآئینۂ آفتاب زنگاری

اس بیت مین مبالغہ دشمن ممدوح کی سیاہ روئی کا کرتا ہو یعنے جسنے تیرے دشمن کا منھ دیکھا اُسکی

اُنکا نور آفتاب کے آئینہ کو تیرہ اور زنگار آلود کرتا ہی۔ قطعہ

نہیب عدل تو در طبع آسمان محیل
کہ شیشہ الست لبالب ز مردم آزاری

بسان رنگ زلیخا و زلف مشکینش
بروی ہم شکنند شیوہاے طراری

یعنی ای ممدوح تیرے انصاف اور عدل کا خوف ایسا ہی کہ آسمان حیلہ ساز جو ایک شیشہ مردم آزاری کا بھرا ہوا ہی اسکی طبیعت مین عیاری اور کینہ پروری کے شکنجون کو اوپر تلے اسطرح توڑ کر چکنا چور کردے کہ جسطرح زلیخا کا رنگ شکستہ اور زلف اُسکی پُر شکن تھی۔ محیل اسم فاعل ہی باب افعال سے۔ اور زلیخا عاشق کے رنگ کی شکست اور اُسکی زلف کے شکن کا حسن اسواسطے کہ خود بھی حسین تھی ظاہر ہی اور ممکن ہی کہ شکستگی رنگ اور زلف سے خواری ارادہ کیجاے لیکن وجہ اول بہتر ہی۔ شکنند فعل متعدی اور فاعل اُسکا نہیب عدل کہ پہلی بیت مین ہی اور شیوہاے طراری مفعول ہی۔ بیت

برنج خصمت اگر بوالہوس در آمیزد
چو تیر عشق شود نالۂ ہوس کاری

یعنی نالہ ہوس کو تیر عشق کی تاثیر نہین ہوتی لیکن چونکہ تیرے دشمن کی غنا طبعی غرض ہی تو دشمن کے رنج دینے مین ہوس کا نالہ بھی خوب کام کرتا ہی (از مترجم)۔ حاصل توجیہ شارح علیہ الرحمہ یہی ہی کہ نالے اثر ہوس کا بھی تیرے دشمن کے رنج پہونچانے مین موثر ہی اسواسطے کہ ہلاک دشمن مقصود ہی خلاصہ یہ کہ جو کوئی اُسے چبھوتا ہی رنج ہو کر لگتا ہی کیونکہ تیرا دشمن ہی لیکن اس توجیہ کو الفاظ اور ترکیب مصرع اول تائید نہین کرتی اسواسطے کہ رنج حاصل بالمصدر رنجیدن کا لازم متعدی کے معنے یعنے رنج دینا جو شارح نے ارادہ کیے اُس سے مستفاد نہین اور بہ سبب اسیر د محاورہ مین اثر موقع پر فیصلہ ہی ثانیاً اگر اسمین مسامحت کیجاے تو یہ توجیہ مدح مین خوبی ظاہر نہین کرتی اس سے بہتر میرے نزدیک یہ معنی ہین کہ ای ممدوح تیرے اقبال روز افزون اور ترقی روز بروز کا رنج جو بوجہ رشک اور حسد کے تیرے دشمن کو ہی اسقدر دشمن کی کاہش اور سوگواری مین شدت سے پر تاثیر ہی کہ اگر بوالہوس کو اُس سے آمیزش یعنے ملابست اور لگاو ہو جاے تو نالہ ہوس جو بوالہوس کے منہہ سے بناوٹ کا نکلتا ہی آمیزش اور رنج دشمن کے لگاو سے تیر عشق کے موافق کارگر ہو جاے اور ہوس یعنے عشق مصنوعی عشق اصلی کا حکم تاثیر مین رکھے۔ بیت

بمدح کردہ ام ابیات رموز عشق سوال
گذشتش از سر این نیست علت ساری

معنی یہ ہین کہ مین ممدوح کی مدح کہتا تھا اور رموز عشق اسمین آگئی یہ جائز ہی اسواسطے کہ علت

ساری سریان کیے بغیر نہین رہتی ۔ رموز عشق کو تشبیہ علت ساری سے دی ہے جو صبح مین داخل ہو گئی سریان بفتحتین ایک چیز مین جانا اور اسمین نفوذ کرنا اور گھس جانا اور علت ساری وہ مرض ہے کہ ایک سے دوسرے کو پہونچے اور باپ دادا سے ورثہ ہو اور گزیرش مین ضمیر شین راجع جانب علت ساری بطریق اضمار قبل الذکر ہے بیت

منم کہ طالع فیروز من بگاہ عروج ٭ دہد بہ تحت ثری مایۂ نگونساری

مصنف اپنے طالع پر طنز کر کے کہتا ہے کہ مین ایسا ہون کہ میرا مبارک ستارا بلندی کے وقت زمین کے پتال کو پستی اور سرنگونی دیتا ہے ۔ ثری فتحہ سے زمین کا ساتوان طبق ہے کہ جو سب سے اسفل ہے ۔ جس کے طالع کی حالت بلندی مین یہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ اتارا اسکا کس درجہ کا ہو

فلک بسہو اگر راہ داد بر در کام ٭ کلید فتح بوی بستہ عہد سماری

اس بیت کا مضمون بیت گذشتہ کا تتمہ ہے یعنے آسمان میرے طالع کو مطلب کے دروازے تک نہین پہونچاتا اور اگر بھولے سے پہونچا بھی دیا تو کنجی اور دروازے سے کچھ بدی ہو گئی کہ ہرگز نہ کھلے

دلم چون شکایت ز غم تہی نشود ٭ چو نظم من ز معانی بسعی ایثاری

عام نسخون مین نثاری لکھا ہے اور وہ صیغہ مبالغہ ہے نثر سے جو نثر کہنے کے معنی مین ہے یعنے دل شکایت کرنے کے سبب غم سے خالی نہین ہوتا جسطرح میری نظم نثاری کی سعی سے خالی معانی سے نہین ہوتی ہے یعنے خواہ کسقدر شعر کہون ذہن میرا نظم مین معنی سے کمی نہین کرتا اسی طرح خواہ کسی قدر غم کی شکایت کرون دل غم سے خالی نہین ہوتا ۔ اور ایک نسخہ مین بجاے لفظ نثار کے ایثار بمعنی ریختن لکھا ہے اور یہ نسخہ بہت وجیہ ہے راز مترجم شارح کی تفسیر ثانی مین لفظ شعر بجاے لفظ نثر سہو کاتب سے ہے اور نسخہ عام نثاری راجح ہے نسبت ایثاری جسکو شارح نے وجیہ لکھا اسواسطے کہ اول ایثار مصدر خود بھی ضرورت یاے مصدری نہین اور اگر زاید تصور کرین تو شان مصنف سے بعید ہے اور اس نسخہ کے اختیار مین لفظ سعی بیکار ہوا جاتا ہے بیت

بزیر تیغ بلا کم ز بار درد بر واست ٭ کہ بار منت مردن کشم لسر باری

لفظ روا کا ذکر اس بیت مین مثل شکایت طالع کے ہے اور سرباری اسے کہتے ہین کہ جو سر پر بوجہ رکھین اور اسکو عربی مین علاوہ کہتے ہین یعنے مین درد کے بوجھ سے مرا جاتا ہون اور موت کے درپے ہون کچھ مضایقہ نہین کہ بار احسان مرگ کا بھی علاوہ انکے اٹھاؤن

مرنے سے مجھے کیا نفع تھا کہ منت مرنے سے نفع ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ ذکر روا کا مرنے پر خوشی
ظاہر کرنے کی غرض سے کیا ہو یعنے سزاوار ہے کہ مرجاؤن اور مرنے کے احسان کا بوجھ بھی علاوہ
اپنے سر پر لون یہ تقریر فائدہ مرنے کی روسے دیتی ہے واللہ اعلم - داز مترجم - توجیہ ثانی ارجح
اسواسطے کہ بار درد کی تکلیف سے قائل خواہشمند موت کا ہے اور چونکہ موت اسکے ذریعے
نفع خلاص کا بار درد سے متصور ہے تو موت کا بار احسان سر پر لینا روا ہوا **قطعہ**

ہمیشہ تا نفس گرم نیکبختان ست　　　بیک لباس درون با اجابت باری
حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان　　　چنان بعید کہ ناقوسیان زناری

یہ قطعہ جملہ شرطیہ ہے یعنے جب تک کہ نیکبختون کی دعا اجابت جناب باری عز اسمہ کے ساتھ ایک
لباس مین ہو یعنے جیسے کہ یہ لوگ دعا کے ساتھ سانس کھینچیں گے یہ شرف قبول اُسے حاصل ہو تیرے
مرتبہ کا حاسد رحمت خدا سے ایسا دور رہے کہ سنکھیا جنیو والے یعنے کفار دور ہوتے ہین —

## قصیدہ در منقبت مدینہ علم گفتہ سہ

ای مرتفع ز نسبت ذات تو شان علم　　　کلک گہر فشان تو رطب اللسان علم

یہ قصیدہ روشن مدینہ علم کی تعریف مین لکھا ہے کہ تحت الثرے سے لامکان تک سب سایہ نشین
اُسکے علم کے ہین یعنے ای ممدوح شان علم کو تیرے ذات کی نسبت سے بلندی حاصل ہوا اور موتی بہانے والا
قلم تیرا علم کے دہن مین شیرین زبان ہے - داز مترجم - رطب اللسان کی ترکیب سے استعارہ بالکنایہ
قلم اُسکے واسطے مستنبط ہے نہ فائدہ اُس مفہوم کا جسکی نظر سے شارح وہان علم تشبیہاً لایا فافہم بیت

ای ساکنان مصر معانی بحسن خلق　　　نادیدہ یوسفی چو تو در کاروان علم

وہ قافلہ کہ یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر مین لیگیا تھا مصنف نے اپنے مطلب کے اظہار مین
اُس قصہ کی طرف اشارہ بطور تلمیح کیا ہے یعنے ای ممدوح اہل معانی نے کوئی یوسف تیری خلق کے
ساتھ علم کے قافلہ مین نہین دیکھا کاروان علم مین اضافت بیانی ہے اور مراد کاروان سے خود علم
مصرع اول کی شروع مین ای کا لفظ ممدوح کی ندا کے لیے ہے یا اظہار کے لیے بیت

سلک عقول و نظم جواہر بباد رفت　　　تا صیت گوہر تو برآمد ز کان علم

ارباب علم پر پوشیدہ نہین کہ دوسرے مصرع مین لفظ تا ابتدائے مدت کی غرض سے ہے اور مفہوم
اُس مصرع کا مبتدا اور مفہوم مصرع اول خبر اُسکی کہ مقدم واقع ہوئی یعنے جب سے تیری ذات

گوہر نے بہانے ای ممدوح انتہا خروج کا کان علم سے دیا ہو عقول کی لڑی اور جواہر مجرد کی نظم
کہ پاکیزگی مین مشہور ہین ضائع ہوگئی — (از مترجم — مصرع ثانی جملہ فعلیہ شرط ہی اور مصرع
اول فعلیہ جزا اُسکی — م) بیت

پیش از وجود صلب فلک بود ذات تو — در بطن صنع نادمہ تا تو امان علم

یعنے آسمان کہ باپون کا بھی باپ ہی اور وجہ پیدائش کہ سوالید ثلاثہ سے ہوتی ہی اُسکی پشت سے
نکلتی ہی پس ذات ممدوح کے تقدم کی صفت مین کہتا ہی کہ فلک کے وجود لینے سے بیشتر ای
ممدوح تیری ذات صنع الٰہی کے شکم مین علم کی توامان یعنے جوڑوان تھی — بیت

دست مجردات ستون زنخ شود — آنجا کہ فطرت تو زند سایبان علم

ارباب علم پر پوشیدہ نہین کہ مجردات عقول عشرہ کو کہتے ہین اور دست در زیر زنخ ستون کردن
کنایہ ہی حیران ہونے سے اسواسطے کہ حیرانی کے وقت اکثر ہاتھ کو ٹھوڑی تلے رکھتے ہین خلاصہ یہ کہ
جہان تیری عقل سایبان علم کا تانتی ہی عقول عشرہ حیران ہوجاتی ہین — بیت

ذات تو اعتدال و سلیمان مزاج عدل — عقل تو مغز و جوہر کل استخوان علم

کلمہ ذات تو مبتدا اور لفظ اعتدال اُسکی خبر اسی طرح سلیمان مبتدا اور مزاج عدل اُسکی خبر ہی حاصل
کہ مزاج کا قیام اور استقلال اعتدال سے ہی پس سلیمان علیہ السلام بذات خود مثل مزاج عدل کے
ہین اور تیری ذات مبارک ای ممدوح اعتدال ہی کہ موجب قیام سلیمان ہی اور یہی ترکیب دوسرے
مصرع مین ہی — (از مترجم تفصیل یہ ہی کہ سلیمان علیہ السلام کو جو عدل مین مشہور ہین مصنف نے
مزاج عدل سے تشبیہ دی اور مزاج کا قیام اعتدال سے ہوتا ہی جسکے ساتھ ممدوح کو تشبیہ دی
اور ماحصل یہ ہی کہ سلیمان ہم مزاج عدل ہین اور مزاج حسب قاعدہ محتاج اعتدال قیام مین ہی
اور ای ممدوح تیری ذات اعتدال ہی نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت مین سلیمان کو قایم رہنے مین احتیاج
تیرے ذات کی ہی جسطرح مزاج کو اپنے قیام مین اعتدال کی حاجت ہی اور اس سے فضل اور
ترجیح ممدوح سلیمان علیہ السلام پر ظاہر ہی — م) بیت

برگوش فطرت تو زاول نفس شمرد — ہر نکتہ کہ داشت لب استان علم

علم معنی کے نکتہ سنجان پر معنی بیت ظاہر ہین یعنی جو نکات دقیق کہ لب تقدیر و استان علم سے
رکھتا تھا اول ہی تیرے گوش فطرت مین ای ممدوح ڈالدیئے یعنے تیری فطرت کو سکھلائے اس
مقام پر لفظ تقدیر جو کہ مضاف الیہ لب کا ہی محذوف کلام سے ہی (از مترجم — میرے نزدیک

تقدیر لفظ تقدیر کی لب مضاف اور داستان علم مضاف الیہ کے درمیان درست نہین ہی
اسواسطے کہ یہ تقدیر مصنوع طبعی ہی نہ حسب قاعدہ نحوی اور تقدیر لفظ کا جواز نہ اسطرح ہوتا ہو
کہ بیان ہوا جیسا کہ اہل فن پر روشن ہی حالانکہ بدون تقدیر کسی لفظ کے معنی درست
ہوسکتے ہین اسطرح کہ اضافت لب کی طرف داستان کے اضافت سبب کی ہی طرف مسبب کے
اور اضافت داستان کی جانب علم کے اضافت لامی ہی یعنے علم کا لب داستان کو جو نکات
اپنے اندر کہنے کے لیے مہیا رکھتا تھا تیری فطرت کے گوش مین ایک ایک کرکے سنا دیے
اور اب کوئی نکتہ اور دقیقہ علم کے لب مین باقی نہین جسکو تو نجانتا ہو گویا کل معلومات کو تجھے علم نے
پہلے ہی بار بتلا دیا ابیات

آنجا کہ دانش تو نہد رسم تقویت ای آیت شعور تو نازل بشان علم

دست ضعیف جہل کہ در آستین شکست از عقل اولین برباید عنان علم

یا پشتناسان دانش جہل کے ذہن پر اس قطعہ کے معنی عیان ہین کہ بیت اول کے مصرع
اول کا مفہوم موضع مبتدا مین ہو اور مصرع ثانی کا مفہوم جملہ معترضہ ہے اور جملہ معترضہ کی تقریر یعنی
یہ کہ جس چیز کی شان مین آیت نازل ہو وہ چیز معتدبہ ہوتی ہی پس علم کا اعتبار تیرے شعور سے ہی اور بیت
ثانی کے مصرع اول مین دست موصوف اور ضعیف صفت اسکی ہی اور اضافت دست ضعیف مجموعہ
مرکب کی جانب جہل کے اضافت لامی ہی — اور ممکن ہی کہ ضعیف سے شخص مراد ہو جو زبون جہل ہی
اس صورت مین اضافت لامی کہینگے گر ارادہ اول کسی قدر مناسب ہی اور دست فاعل فعل شکست
اور تمامی کلام اس مصرع کو رسم کلام کہتے ہین اور مصرع ثانی کا مفہوم خبر اسکی ہی — یعنے جہان کہ تیری
عقل عالم کی تقویت کرے جہل کا ٹوٹا ہاتھ جو آستین سے نہین نکلتا عقل اولین سے عنان علم کہا
یعنے اسیر غالب آوے دراز مترجم مفہوم مصرع اول بیت اول کا مبتدا نہین ہی بلکہ جملہ فعلیہ شرطیہ ہو
اور بیت ثانی جزا اوسکی اور مصرع ثانی بیت اول جملہ معترضہ نہین ہی جیسا کہ شارح نے لکھا بلکہ جملہ ندائیہ
کہنا چاہیے تقدیر اگر حرف ندا مقید معنی انادی ہی اور منادی اسمین مرکب تامہ کہ بجاے خود ایک جملہ
اسمیہ ہی اور دست ضعیف جہل مین دونون ترکیب شرح شارح علیہ الرحمہ ممکن ہین لیکن بیان اضافت
جو شارح نے کیا قاصر ہی اور دونون ترکیب کے بیان مین اضافت لامی کہنا سامع کے لیے موجب
التباس اور شک کا ہوتا ہی پس ایسا بیان جسمین شبہہ نہ پیدا ہو اور دونون ترکیب کی صورتین الگ الگ ہون
اور اضافت مین تفاوت واضح ہو یہ ہی کہ صورت اول مین دست موصوف اور ضعیف صفت

اُسکی اور کسرہ دست مین کسرہ موصوف کا جانب صفت کے ہی جسے کسرہ توصیفی کہتے ہین اور وہ ضعیف مجموعہ مرکب اضافی کی اضافت جانب جہل کے اضافت لامی ہی اور صورت دوم مین یعنے جب کہ ضعیف جہل سے مراد ایسا شخص لین کہ زبون جہل ہی بجای کسرہ توصیفی دست کی اضافت جانب ضعیف کے اضافت لامی ہوگی اسواسطے کہ اب ضعیف صفت دست نہین ہی اور اضافت ضعیف کی جانب جہل کے اضافت مفعول ہی جانب فاعل کے اور اسکا بیان شرح مین چھوٹ گیا اور واضح ہو کہ صورت ترکیب ثانی ترکیب اول سے اولی ہی اسواسطے کہ اسمین تقابل جہل کا علم سے قائم رہتا ہی ابیات

گر صنع ایزدی ز ازل مصلحت نداشت    تا سازد امتیاز تو خاطر نشان علم

الا در آستان حریم فطانتت    ذیل ملازمت نزدی بر میان علم

سازد فعل اور صنع الٰہی فاعل اور امتیاز مفعول اور الا حرف استثنا اور مفہوم بیت اول استثنے اور دامن بر میان کسی زدن عبارت ہی اُسکے مستعد کرنے سے کسی فعل کی طرف یعنے صنع الٰہی کو پہلے سے اگر اسکی مصلحت نہوتی کہ تیری امتیاز علم کو سمجھا دے کہ مادہ علم مین ممدوح کے سوا کوئی متمیز اور ممتاز نہین ہی تو علم تیرے حریم دانائی کے آستان کے سوا دوسرے کا ملازم نہوتا یعنے دوسرے کسی کو علم روزی نہوتا اور اس صورت مین تیرا امتیاز بحیثیت علم ہونا اے ممدوح غیر معلوم رہتا اسواسطے کہ تمیز ایک چیز کی جو دو طرف مین متحقق ہو بمقتضاے الاشیاء تعرف باضدادہا نہین پائی جاتی پس علم اورون کو بھی نصیب ہوا اور اس تمیز نے صورت دکھلائی کہ تیرے علم کو کسی کا علم نہین پہونچتا۔ داز مصرع الاحرف استثنا مفید معنی حصر ہی اور چوتھا مصرع جو مستثنے منہ ہی اسکے متعلق ہے اور مصرعین اخیرین جزا اور مصرعین اولین شرط اور قطعہ جملہ شرطیہ ہی ابیات

روزی ز روی نسبت اجزا ز یکدگر    ترتیب دادمے بہ تصور جہان علم

در دل فتاد سایۂ طبع بلند تو    گفتم کہ این سزد بصفت آسمان علم

آشفتہ گشت طبع غیورم کہ ہان خموش    زین پس غلط مکن کہ بلندست شان علم

گر سایۂ طبیعت او ہبطیش ہست    آن ذرہ ہمے سزد کہ شود لامکان علم

اس قطعہ چار بیت کے معنی یہ ہین کہ جس روز خیال کے میدان مین تکوینات معنی کی تکوین علم کے اجزا کو فراہم کر کے مین ترتیب دیتا تھا اور جہان بناتا اور آراستہ کرتا تھا اور آسمان اسکے لیے درکار تھا کہ دفعتہ میرے دل مین تیری طبیعت بلند کا سایہ پڑا مین نے کہا کہ یہ آسمان بننے کے

راہ سے اُس جہان کا آسمان ہو تو مناسب ہی میری غیرت مند طبیعت برہم ہو گئی کہ بعد ازین غلطی
کر کہ علم کی شان بلند ہی اسواسطے کہ تو نے علم کی شان کو ایسا بلند جانا کہ جہان علم کے لیے جہان
سایہ طبع ممدوح کو تجویز کیا اور تو نہین جانتا کہ اُسکے سایۂ طبیعت کے لیے فرودگاہ ہی نہین اور بالفرض
اگر کسی محل پر اُترے تو وہ اُسکی سزاوار ہی کہ لامکان بنایا جاے اور بیت سوم کے مصرع دوم مین
زین پس کی جگہ زین پی بھی دیکھا گیا اُسکے معنی بھی بعد ازین کہ سکتے ہین جیسے کہ لکھے گئے اور معنی
پی کے سراغ ہین اور مشار الیہ لفظ ازین کا وہ کلام ہی کہ بعد کاف بیان کے بلندست شان علم
واقع ہوا واللہ اعلم ۱۲ از مترجم — نسخہ زین پی غلط لکن کہ بلندست شان علم مشہور اور راجح ہی
اور زین کا مشار الیہ شارح نے بیان کر دیا اور پی غلط کردن اصطلاح مشہور ہی اور فروہ بالفتح
والکسر بالای ہر چیز و بالا سے کوہان کذا فی المنتخب

قصیدہ در نعت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم بیت

آنکہ گر رخش برافلاک جہاند گردد    پشت نسر فلک از نقش سمش سینۂ باز

یہ قصیدہ نعت مین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا معنی بیت یہ ہین کہ
ممدوح وہ ہی کہ اگر گھوڑا اپنا آسمان پر پھیرے اور اُسکو جولان دے کر گس آسمان کی پیٹھ اُس گھوڑے
کے سم کے نقش سے سینۂ باز یعنے دو رنگ ہو جاے اور اس سے یہ قصد کیا کہ کرگس فلک
جو آٹھوین آسمان پر ایک ستارہ ہی اُسکی پشت سم کی خراش سے دو رنگی حاصل کرے مقصود
یہ کہ اُس گھوڑے کے سم کی صلابت آٹھوین آسمان پر یہ کام کرتی ہی اور کرگس اور باز مناسب
الفاظ ہین اور بجاے نسر بعضے نسخون مین لفظ شیر بھی دیکھا گیا اس صورت مین اضافت
لامی کے اعتبار سے شیر فلک یعنے برج اسد کی پیٹھ سم کے صدمے سے کج کر دو رنگ ہو جاے گی بیت

آنکہ گر افعیٔ رمحش رود اندر تہ خاک    دل محمود برون آورد از زلف ایاز

محمود کا دل زلف ایاز سے ایسا نہین اولجھا ہوا ہی کہ اسکے علاحدگی جو وہان سے بحالت
حیات محال تھی مرنے کے بعد ممکن متصور ہو اور اب دونون خاک مین دفن ہین اُسپر
نظر کر کے کہتا ہی کہ ممدوح کے نیزہ کا افعی اگر خاک کی تہ مین گھس جاے محمود کے دل کو کہ اُسکا
زلف ایاز سے نکلنا از قبیل محالات ہی باہر نکال لاے یعنے امر محال کو موجود کر دے — نیزہ
افعی سے اسلیے تشبیہ دی کہ خاک کے نیچے جانا افعی کا کام ہی اور نیزہ صورت مین افعی سے بہت

صفحہ ۲۹

مشابہ ہی۔ بیت

شعاع خاطر اوراچہ شد ز چشمۂ مہر گرۂ خامۂ اورا چہ ا ز خشندہ راز

مصنف خاطر ممدوح کی روشنی کی تعریف کرتا ہی اور لفظ چہ بغرض ترکیب مین سوال کے طریق پر ہی اور چشمۂ مہر اسکا جواب ہی اور مصرع ثانی کی طرز ترکیب بھی مثل اول مصرع کے ہی یعنے جو کچھ اسکا قلم لکھتا ہی تمام راز لکھتا ہی۔ بیت

تا بہ از نیر رایت تو زمین مرغ ا نزا سایہ بر چشمۂ خورشید فتد در پروانہ

قاعدہ کلیہ ہی کہ جب ہوا مین جانور اڑتا ہی سایہ اسکا کہ بکدر ہی زمین پر کہ کدورت رکھتی ہی آفتاب کی چمک سے گرتا ہی اور اس بیت مین روشنی رائے کی تعریف ہی تو کہتا ہی کہ اگر تیری رائے کا ستارہ چمکے آفتاب زمین کے موافق تیرہ اور بکدر نظر آئے اور زمین آفتاب کی مانند روشن ہوجائے اور سایہ مناسبت مذکور کی وجہ سے آفتاب کی طرف گریگا۔ بیت

اعتبار صدف از نسبت دُرست بلی انوری گر بود از مہنہ منم از شیراز

بیت کے معنی ظاہر ہین مگر ترکیب اسطرح کہنی چاہیئے کہ لفظ بلے اس دعوے کے قبول کرنے کے واسطے ہی جو صدر بیت مین ذکر ہوا اور مصراع ثانی کا مفہوم دلیل دعوے کی صورت ہی۔ اور بعض نسخون مین بجاے لفظ بلے کے ولے دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر اسطرح ہوسکتی ہی کہ اعتبار صدف کا موتی کی نسبت سے ہی مگر مین شیراز کے سبب کا موتی ہون اور انوری مہنہ کا اوسکے سبب کا موتی ہی اور اس صورت مین موتی کی قدر سیپ سے پیدا ہوئی اور نسخہ پہلا اور تقریر اسکی بہتر ہی۔

| قصیدہ در منقبت شیر دلدل سوار سپہ سالار گفتہ۔ بیت |
|---|

این بارگاہ کیست کہ گویند بے ہراس کای اوج عرش سطح حضیض ترا مماس

یہ قصیدہ تعریف مین شیر دلدل سوار سپہ سالار میدان کارزار امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ کے عرض کیا اور تمہید اسکے بارگاہ آسمان جاہ کی صفت مین کی ہی اور لفظ کای مصرع دوم مین ازروی ترکیب حرف ندا ہی اور بارگاہ منادی اسکا۔ اوج عرش مبتدا اور مماس اسکی خبر اور مماس کے معنی ایک دوسرے سے ملا ہوا اور سطح کے معنی بام اور معنی حضیض پستی بام ہی یعنے اے بارگاہ عالیجاہ عرش برین کی بلندی تیرے بام پست کو مماس یعنے لاحق ہی۔ بیت

منقار بند کردہ ز سستی ہزار جا تا اولین دریچۂ آن طاق قیاس

یعنے قیاس کا پرندجو بلند پروازی مین مشہور اور معروف تھا اُسنے بارگاہ رفیع الشان کی بہت
کنگرہ کی تک پہونچنے مین سستی اور تکان سے ہزار مرتبہ چونچ بندکرلی - بیت

زسایہ اش لباس سیہ کرد از علو ز کرده نور مهر زرانددوده اش لباس

یعنے بارگاہ اسقدر بلند ہو کہ کسی چیز کا سایہ اُسپر نہین کرتا اسواسطے کہ بلند چیز کا سایہ پست چیز پر
اور بارگاہ سے بلند کوئی چیز نہین ہو اور آفتاب کی دھوپ اُسکے لباس کو زرین نہین کرتی اسواسطے
کہ فلک چہارم مقام آفتاب سے بالاتر ہو - بیت

گر بشنود نسیم ہواے حریم او بر مغز نوبہار ہجوم آورد عطاس

بشنود فعل اور بہار مصرع دوم مین فاعل اسکی اور معنی بشنود کے بوید یعنے اگر اُسکے ایوان کی
معطر ہوا کو بہار سونگھے تو اسکو چھینک پر چھینک آنے لگے اور عطاس معنی عطسہ ضمہ سے ہو بیت

معجونی از بلادت خصم و شعور اوست کیفیتے کہ کردہ قضا نام آن نعاس

معجون صیغہ اسم مفعول کا مشتق ہی عجن سے کہ خمیر کرنا معنے اُسکے ہین اور معجون وہ چیز ہو کہ دو یا زیادہ
چیز سے مرکب ہو پس دشمن کی حماقت اور کند ذہنی اور اُسکے شعور سے ایک معجون طیار ہوئی کہ
قضا نے اُسکا نام نعاس یعنے پینک رکھا ہو - لفظ است کا پہلے مصرع مین فعل اور کیفیت فاعل
اُسکی اور نعاس بضم اول غنودگی اور اونگھ - از مترجم است فعل ناقص اور کیفیت موصوف
با صفت یا موصول مع صلہ مابعد اُسکا اسم ہو اور معجون مع متعلقات ماقبل اُسکی خبر ہو اسواسطے کہ
جب لفظ است تامہ ہو اسم اُسکا فاعل کہلاتا ہو اور ممکن ہو کہ کیفیت با متعلقات مابعد مبتدا کیا جاے
اور لفظ معجون مع متعلقات خود اُسکی خبر اور لفظ است کا حرف رابطہ ہو بیت

با صیقل ضمیر تو چون عکس آینہ مرئی شود ز ظل بدن صورت حواس

معنی یہ ہین کہ اگر تیرے دل کا صیقلی کر بدن کے سایہ کی تیرگی دور کرے تو اُسمین حواس کی صورت
اسطرح ظاہر اور نمایان ہو کہ جیسے آئینہ مین عکس کسی چیز کا معلوم ہوتا ہو - ممدوح کی فرط روشن ضمیری
کی نظر سے خالص حواس بدن کے سایہ سے ارادہ کی کہ اسمین مبالغہ زیادہ ہو کسواسطے کہ حواس جو
بدن سے محسوس نہین ہوسکتے بدن کے سایہ سے محال ہین لفظ مرئی مفعول معنی دیکھے ہوئے کے
از مترجم - میرے نزدیک توجیہ بیت کی یہ ہو کہ تیرے دل صیقل کرکے صیقل سے بدن کی
تیرگی جو مثل زنگ تھی اسقدر زدودہ اور دور ہوئی کہ بدن کے روشن ہونے کا کیا ذکر ہو بدن کے
سایہ سے سیاہی دور ہو کر ایسا مصفا اور مجلا وہ سایہ ہوگیا ہو کہ حواس موجودہ بدن سایہ بدن سے

ایسا محسوس اور مرئی ہوتا ہے کہ جیسے آئینہ میں عکس نمودار ہوتا ہے اور اسمین مبالغہ روشنی ضمیر کا
زیادہ ہے بہ نسبت توجیہ شارح کی اور اس توجیہ مین صیقل ضمیر کی جو بدن کی نسبت ہے وہ بڑھ کر ہے بہ نسبت
سایہ بدن کے جو توجیہ شارح مین ہے اسواسطے کہ دل اور اسکی روشنی کو بدن سے زیادہ قرب اور تعلق
ہے بہ نسبت سایہ بدن کے کما لا یخفی اور لفظ مرئی صیغہ اسم مفعول کا ہے مصدر رویت سے بمعنے دیکھے
گئے کے مفعول ظاہر لفظ اسم سہو کاتب سے رکھا ہے بیت

لیل و نہار صورت شان منعکس شود  گر بہ ضیا کند ز ضمیر تو اقتباس

معنی اس بیت کے ظاہر ہین لفظ شان فارسی کے محاورہ مین ضمیر جمع ہے اور راجع اسکی مرجع کی طرف
ہے کہ مقتضی ضمیر جمع کا ہے اور وہ بجز لیل و نہار کے نہین اور اس مقام پر ضمیر بدگو بمعنی بہمدگر بین واقع
ہوئی ہے معنی اسطرح کہ سکتے ہین کہ شب و روز بہمدگر منعکس ہو جائین یعنے شب روز کو پیدا
کرے اور روز حکم شب کا اگر چاند تیرے ضمیر روشن سے روشنی حاصل کرے یعنے چاند تیرے دل سے
نور لینے کے سبب اس درجہ روشن ہو جاوے کہ آفتاب اسکے آگے چاند کے مثال نظر آوے اقتباس
کے معنی چراغ اور شبیہ اس بیت کی عبارت مین مسامحت کو دخل ہوا اسواسطے کہ اگر تقدیر مصرع اول
یہ ہوتی لیل و نہار نسبت ہم منعکس شوند مضائقہ نہ تھا (از مترجم اعتراض نادرست ہے اسواسطے
کہ جمع مین احاد اور افراد معتبر ہین) بیت

جاہ ترا سپہر سمندی بود کہ ہست  از آفتاب شعشعہ در گردنش قطاس

یعنے مرتبہ تیرا ایسا بلند ہے کہ آسمان اسکا گھوڑا ہے اور شعشعہ آفتاب سے اسکی گردن مین قطاس زیبا اور
سزاوار ہے آفتاب شعشعہ محمول بر قلب ہے گہیان خار لوسکے قبیل سے اور قطاس بضم اول جنور کہ
ہاتھی گھوڑے کے سر پر لگاتے ہین اور بعض نسخون آفتاب و شعشعہ واو عاطفہ کے ساتھ ہے
درین صورت معنی یہ ہو سکتے ہین کہ مشہور ہے زبان سلف مین جنور کے ساتھ ایک آئینہ اسکی
زینت کو لگا دیا کرتے تھے اس حالت مین آئینہ جنور کے بالون مین بعینہ آفتاب اور شعشعہ کے
مشابہ ہوگا اور بوفراس جو بیت آئندہ مین واقعہ ہوا نام شاعر ہے

صفحہ ۴۸

## قصیدہ در منقبت امیر خافقین ابوالحسنین کرم اللہ وجہہ بیت

منم آن سحر بیان کز مدد طبع سلیم  بندہ ناطقہ نام سخنم سبع تعظیم

یہ قصیدہ منقبت مین امیر مشرق و غرب حضرت ابوالحسنین رضی اللہ عنہ کے کہا اور تمہید اسکی

اپنی فخر سے کی اور معنی بیت یہ ہے کہ مین وہ جادو بیان ہون یعنے ایسی باتین جادو کی بھری کہتا ہون کہ قوت ناطقہ اپنی طبع سلیم کی مدد سے میرے سخن کا نام بلا تعظیم نہین لیتی ہے بیت

منم آن مایۂ فطرت کہ گر انصاف بود　　با وجودم نتوان گفت باندیشہ فہیم

عالی فطرتان منصف پر پوشیدہ نہو کہ ہر چیز سمجھنے کے لیے مبدا اندیشہ ہے اور مین وہ سرمایۂ فطرت ہون کہ جہان مین اگر انصاف ہو جب تک مین موجود ہون کوئی اندیشہ کو فہیم سمجھے — بیت

گر بیاد سخنم عود بر آتش مانند　　حشر اموات شود ہر طرف از نشر شمیم

اہل معنی جانتے ہین کہ اس بیت مین مصنف نے اپنے سخن کی تعریف مین مبالغہ کیا ہے یعنے اگر میرا شعر جان بخش پڑھکر عود کو آگ پر رکھین تو اسکی خوشبو جہان تک پہونچے مردے زندہ ہو جائین بیت

از حجاب سخنم بسکہ عرق داد برون　　صورت شیشہ برآورد زلال تسنیم

یعنے میرے سخن کی شرم کے سبب تسنیم سے جو بہشت مین ایک چشمہ ہے اسقدر پسینا نکلا کہ تسنیم کا پانی شیشہ کی صورت بنگیا اسواسطے کہ شیشہ بظاہر پانی ہے اور حقیقت مین سنگ افسردہ تسنیم حجاب رکھتا ہے گویا میری لطافت سخن کے آگے اُنکا عرق ہے ورنہ درحقیقت وہ بھی حباب کے قبیل سے ہے از مترجم — زلال کے لفظ سے نکلتا ہے کہ تسنیم کو حجاب اور شرم شیرینی کلام مصنف سے ہے گو لطافت بھی اسمین شریک ہو جسکو شارح علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہے اور شیشہ کی صورت جو شفاف اور اندر سے خالی ہے تسنیم کا بنجانا اس علت سے ہے کہ شرم سخن کی وجہ سے کہ تسنیم اسکی شیرینی اور لطافت کو نہین پہونچتا اسقدر پسینا لایا کہ اندر سے خالی ہو گیا — بیت

فوج فوج ست معانی بدلم در پرواز　　ہمچو مرغان اولی اجنحہ در باغ نعیم

یعنے میرے باغ دل مین فوج کی فوج معنی کے پرند پرواز کرتے ہین جسطرح باغ بہشت مین مرغان اولی اجنحہ خواہ ملائکہ مقدسہ مراد ہون یا کہ ارواح اولیاء اللہ بیت

غنچہ از نسبت سحبان بسخن عار کند　　گر کنم طرز سخن باد صبا را تعلیم

اہل فصاحت پر اس بیت کے معنی پوشیدہ نہین کہ از روے ترکیب مصرع ثانی کا مفہوم کہ شعر ابتیم [illegible] مقدم ہے حاصل معنی یہ کہ باد صبا جو مربی سگفتگی اور شادابی غنچہ کی ہے طرز سخندانی مجہسے سیکھ لے اور تعلیم پاوے اور بعد ازان غنچہ کو شگفتہ کرے تو غنچہ خوش بیانی مین یہ صفت پیدا کرے کہ سحبان کی نسبت سے جو مشہور فصیح ہے عار اور ننگ کرنے لگے — بیت

آن خردمند حکیم کہ لب بار عقل　　گیرم اندر حسرم چو سر گل نفس سقیم

نیاشناسان سخن پر مخفی نرہے کہ جبرئیل کنایہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہے جیسا کہ اس کتاب میں بار بار
لکھا گیا چونکہ امتزاج اور آمیزش عناصر کے میل سے نثر او رتبرا ہو بس سقم کو جو اختلاف عناصر کا نتیجہ ہے
اُسکے محل مین کہان دخل ہو اسواسطے مصنف کہتا ہے کہ مین وہ دانا حکیم ہون کہ مجھسے جبرئیل معالجہ
فطرت کا چاہتا ہے جسکی فطرت علیل تھی خلاصہ یہ کہ میری دانش کو جبرئیل نہین پہونچتا اور مجھسے اسطرح تقریر
کرتے ہین کہ کسی حکیم کا کام نہین ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کے حضور مین مریض کے معالجہ مین جرأت
کرے اور مین وہ حکیم ہون کہ اُسکے گھر مین علاج کرنے پر سبقت کرتا ہون اور حرم جبرئیل مین بیماری جسمانی کے
فرض کرنے سے تفاوت بین المعنیین ظاہر ہے بیت

گر بازیچہ بشوم ملزم ارباب کلام    خندۂ جوہر فرد است دلیل تقسیم

جوہر شناسان سخن پر پوشیدہ نہین کہ اس بیت مین مضمون بطریق کلام محکی اور مروی کے ہے یعنے حکایت
کرتا ہے کہ متکلمین جزء لا یتجزی کے اثبات اور حکما اُسکے ابطال پر دلائل اور براہین قاطع لاتے ہین چنانچہ
کتب مطول اور مختصر عقائد اور حکمت اُنسے مملو ہین اور ترکیب بیت یہ ہے کہ مصرعہ اول جو متضمن شرط ہے مبتدا
اور مصرع دوم کہ جزا کو شامل ہے خبر ہے اور بازیچہ وہ چیز ہے کہ لڑکے اُس سے کھیلین اور ملزم اسم فاعل ہے باب افعال
سے یعنی الزام دینے والے کے اور جوہر فرد متکلمین کے نزدیک وہ جز ہے کہ تجزیہ کو قبول نکرے اور معنی بیت
یہ کہ قطع نظر دلائل صحیحہ اور علل معتبرہ سے اگر متکلمین کو بازی اور کھیل کو دمین الزام دینا چاہون
جوہر فرد کہ شدت تنگی کے سبب دہان معشوق سے کنایہ ہے اور جمہور کے اتفاق سے مصداق
جزء لا یتجزی مشہور ہے اُسکا خندہ تجزیہ پر دلیل واضح ہے واللہ اعلم بیت

زہرخندی کند از چشمۂ طبعم بہشت    در دکان حلاوت نکشاید تسنیم

چاشنی یابندگان سخن پر پوشیدہ نہو کہ مصنف اپنی شیرینی طبیعت کی تعریف مین مبالغہ کرتا ہے اسطرح کہ
اگر چشمہ میرے شیرین طبیعت کا بہشت پر زہرخند کرے وہ زہرخند اسقدر شیرینی دے کہ تسنیم چشمہ
بہشت اُسکے آگے شرمندگی سے دکان نہ کھولے بس اُسکے شکرخند کو یہین سے قیاس کرلینا
چاہیے کہ کس درجہ ہوگا بیت

با من از جہل معارض شدہ نامنفعلی    کہ گرش مدح کنم این بودش مدح عظیم
کہ بصد قرن دگر امر بدیہی نکند    عقل اول بہ براہین شنیدش تفہیم

اس قطعہ کے معنی بدیہی ہین کہ چندان محتاج شرح نہین منفعل لغت مین وہ ہے کہ دوسرے سے
اثر قبول کرے اور نامنفعل جو ایسا نہو اور ویسا ہی رہے جیسے بعض سپاٹ کہتے ہین کہتا ہے کہ مجھسے

براہ جہالت ایک نامنفعل مزاحم اور مقابل ہوا کہ اگر اُسکی مدح کہوں اسطرح پر تو اُسکے لیے بڑی تعریف ہو کہ سو قرن کی مدت مین امر بدیہی کہ بے دلیل ظاہر ہے عقل اول باوجود قوت تفہیم لایق سمجھ سے نہ سمجھا سکے (از مترجم) مصرع ثانی مین نسخہ ہے بجاے مدح اول مشہور ہے اور اس صورت مین بیت ثانی دلیل ہوگی اُس دعوے کی جو مصرع دوم بیت اول مین کیا یہان مدح کا جو نسخہ متن کی رو سے ہے بیت

آنکہ با مرتبۂ ہمت او اوج حضیض وانکہ با نازکی طبع وے اندیشہ جسیم

یعنے اُس بادشاہ کی بلند ہمتی اُس مرتبہ ہے کہ بلندی اُسکے مقابل پستی اور اُسکی طبیعت پر لطافت اور نزاکت کے سامنے اندیشہ مین کثافت اور جسامت ہے از روی ترکیب اوج مبتدا ہے اور حضیض اُسکی خبر ہے اور اسی طرح ترکیب مین کلمہ اندیشہ اور جسیم ہے — بیت

آید از دور چو سیلاب سیاہی بنظر متاثر شود از برق عتابش چو نسیم

ترکیب مین آید فعل اور نسیم فاعل جو دوسرے مصرع مین ہے فاعل اور سیلاب سیاہ مشبہ حسی کہ بصری اور نسیم مشبہ جیسے عقلی کہ بیشتر اُسکو اثر برق عتاب سے جسمی قرار دیتا ہے اور اُسکو استعارہ تخیلیہ کہتے ہین اور لفظ شود کا مصرع دوم مین فعل اور برق عتاب کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے ہے عتاب مراد ہے فاعل اُسکا یعنے اُسکے غضب کی بجلی سے نسیم جو ہواے لطیف ہے اثر قبول کرے تو وہ جلکر سیاہ ہو جاے پھر چلنے مین ایک سیلاب سیاہ نظر آوے جلی ہوا کے بہنے کو کالی سیلاب کا چلنا خیال خوب ہے — (از مترجم) برق عتاب مین اضافت تشبیہی ہے اور سوزش اور حرارت وجہ شبہ ہے نہ کہ اضافت بیانی بیت

چشم اشہل بصفت دیدۂ احول گردد گر حسام تو نگاہش بشگافد بدو نیم

چشم اشہل وہ ہے جسکی پتلی سیاہ اور روشن ہو اسواسطے کہ ولایت مین شہلا وہ نرگس ہے کہ زردی کے بجاے اُسمین سیاہی ہو نظر بران چشم سیاہ کو کہتے ہین اور یہ افعل التفضیل نہین ہے کسواسطے کہ اخوات اور امثال اُسکی نظر سے نہین گذرے بلکہ فارسی مین اس وزن پر مستعمل ہے اور احول جو ایک کو دو دیکھے اور خلاصہ یہ کہ ممدوح کی تلوار موشگاف چشم اشہل کی نگاہ کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو چشم اشہل دو بین ہو جاے (از مترجم) — قاموس مین ہے الشہل محرکۃ والشہلۃ بالضم اقل الزرق فی الحدقۃ و احسن منہ ان تشوب الحدقۃ حمرۃ ولیست خطوطا کالشکلۃ ولکنہا قلۃ سواد الحدقۃ حتی کانہ یضرب الی الحمرۃ شہل کفرح واشہل اشہلالا والنعت اشہل وشہلاء بیت

گر بعمان نگرد راے تو در بینائے نائب مردمک دیدہ شود دُرّ یتیم

اے ممدوح کی تعریف مین مبالغہ کرتا ہے کہ اگر راے تیری دریاے عمان یعنے سمندر کی جانب نظر فرماے

ہوتی اس درجہ روشن ہو جاے کہ بینائی مین تجلی کی نیابت کو سزاوار ہو اور اسمین یہ رمز ہے کہ گرز تیغ نور افزاے چشم ہے — بیت

ہر کرا ضربت گرز تو در آید بضمیر  ور بہ تنہا شود از ضربت او عظم رمیم

یعنے جس کسیکے خیال مین تیرے گرز استخوان شکن کی ضرب آوے اور سایہ اوس خیالی ضرب گرز کا لوگون پر گرے تمام ہڈیان اسکی پسجاتی ہین بیت

شبہہ نیست درین واقعہ کاصحاب بہشت  من فی سلوی نفروشند بہ قوم و ہمیم

اور یہ بیت قطعہ بند بیت اول کی ہے (از مترجم — بیت اول یہ ہے — بیت

گر دہند اہل محبت نعم لطف ترا  کہ ستانند عوض مائدہ باغ نعیم

اور ذکر اسکا باین غرض ہے کہ اصحاب کا لفظ جو پہلے مصرع مین فاعل ہے اور فروشند دوسرے مصرع مین کہ جو خبر واقع ہوا مقتضی اسکا ہے کہ فعل بصیغہ جمع لانا جیسے کہ فارسی مین فعل تثنیہ اور جمع کا آتا ہے اور مفرد بھی لاتے ہین پس جائز ہے کہ فعل مفرد ہو اور فاعل بصیغہ تثنیہ و جمع لاوین اور ممکن ہے کہ تاویل جمع کی بلفظ واحد کرین اور نظر اسکے معانی سے اٹھالین اور جمع کا لفظ مفرد کی جگہ مذکور کرین چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے صم بکم بجاے اصم وابکم کے استعمال کیا ہے چند متاخرین اسکی رعایت کم کرتے ہین — از مترجم شارح علیہ الرحمہ سے ان توجیہات کا لانا محل تعجب ہے اسواسطے کہ فروشند کا لفظ مصرع ثانی مین خود بصیغہ جمع ہے نہ بصیغہ مفرد جسکے لیے ضرورت توجیہ و تاویل کی ہوتی اسکے علاوہ سند مین لانا صم و بکم کا بجاے اصم وابکم کے اس مقام پر عجیب تر ہے) بیت

داورا بے لب اگر تو ہمین آمدہ ایست  کہ عدیم ست عدیلت چو خداوند علیم

اس مین حرف الف جو لفظ داور کے ساتھ متصل ہے اظہار عرض کے واسطے ہے ندا کے لیے مقصود نہو تاکہ مراد مرزا نہو جاے اور اس لاف کی تحقیق مین شارحین نے بہت کچھ لکھا ہے — بیت

آنکہ از روضہ لطف تو شود فیض پذیر  کہ بود غیرت فردوس ز لبس ناز و نعیم

گر بشمشیر سیاست بدو نیمش سازند  نشود تا ابدش سلب حیات از ہر نیم

بیت اول کا مصرع دوم جملہ معترضہ ہے اور اسکو حشو متوسط بھی کہتے ہین یعنے جسنے تیری مہربانی کے باغ سے فیض حاصل کیا ہے اور وہ باغ ایسا ہے کہ بہشت کو اسکے ناز و نعمت سے رشک آتا ہے اگر اسکو سزا کی تلوار سے دو ٹکڑے کر ڈالین تو اسکے ہر ٹکڑے سے حیات کا قطع محال اور ممتنع ہو جاے آنکہ دو ٹکڑے ہونے کے بعد زندگی محال ہے اور یہان ہر ایک ٹکڑے کو وجود عالم کا حکم ہوگا

ای کہ در عالم اجسام حکیمانہ اگر  رفع افساد عوارض کنی از طبع سلیم
گفتگوئے کہ بتان را بہ نگہے باشد  پیشتر از دل عاشق شنود گوش صمیم

معنی اسکے ارباب حکمت پر پوشیدہ نہین اور وہ یہ ہین ای ممدوح اگر جان ابدان مین حکیمون کی طرح اپنی طبیعت صحیح سے تو بیماریون کے فساد کو دور کرنا چاہے تو جوبات چیت معشوق لوگ نظر کی زبان سے کرتے ہین اور عشاق باہمی مناسبت اور محرمیت سے سن لیتے ہین بہرے تیرے لوگ عاشقون کے دل سے پیشتر اُس گفتگو کو سماعت کرلین حاصل یہ کہ بہرے اعلے درجہ کے کان والے او شنوا ہو جائین

ای کہ بانسبت سیر فلک عزم تو چرخ  نے نصیب از حرکت آمدہ چون حلقہ میم

خط ثلث مین میم کے سرے کو گول لکھتے ہین اور سفید نقطہ اُسکے بیچ مین چھوڑتے ہین جر اسلیے حلقہ میم اسے کہتے ہین لیکن اور حرفون کے دائرہ برابر اسمین حرکت نہین ہی اسلیے کند ہی اور گردش مین مشبہ یہ آسمان کا مقابل سیر عزم ممدوح کے ہوا ہے

آسمان ہمین حصر شکوہ تو کند  درمیان گیرد اگر دائرہ را نقطہ جیم

یہ کلام تعلیق المحال بالمحال ہی یعنے نوان آسمان جو تمام دنیا کو گھیرے ہوے ہی تیرے شکوہ پر ابسوہ کو حاوی ہوا اگر جیم کا نقطہ جیم کے دائرہ کو کہ محیط اس نقطہ کا ہی احاطہ کرے یعنے یہ محال ہی تو وہ بھی محال اور ناممکن ہی

## ابیات

شکر للہ کہ ازان جمع نیم گرچہ زمن  ہمہ اقوال قبیح آید و افعال ذمیم
کہ بصد حیلہ اگر راہ کنم در بزمے  دلم از غصہ شود ہیچو دل پستہ دو نیم
کز چہ معنی کنم از سفلہ نہادان تاخیر  ورچہ بر صدر نشینان بنمایم تقدیم

ان تینون بیت کے معنی ایک دوسرے سے ملے جلے ہین اور مصنف نعمت کا شکر یہ جناب الہی مین ادا کرتا ہی یعنے اللہ تعالی کا شکر ہی مین اُس گروہ سے نہین ہون ہرچند کہ مجھسے بُرے فعل سرزد ہوتے ہون کہ سو مگر جلکرے سے اگر کسی مجلس مین پہونچون گو میری عادت کسی مجلس مین جانے کی نہین ہی اگر جانا ہو بھی تو میرا دل رنج کے مارے بیتاب ہوجاے کہ کسواسطے دنیا کے سفلہ لوگون سے پیچھے رہون اور کس لیاقت سے کہ بڑے بڑے جان کے مسند نشینون سے نہ بڑھکر بیٹھون سو اسواسطے [illegible] بلکہ حال یہ ہے کہ سب کہین جائین تو پیچھے بیٹھنے مین اپنی ذلت سمجھتے ہین اور مسند نشینون سے بڑھ چڑھ کے نہین بیٹھتے کہ اتنی لیاقت نہین اور اسی افسوس مین رہتے ہین اور بعضے نسخون مین بجاے بنمایم کے نتمایم دکھایا گیا۔ دریں صورت تقریر اسطرح ہو سکتی ہی

صفحہ ۳۷

اور دنیا کے صدر نشیں بیٹھنے والون پر کس وجہ سے بڑھکر نہ بیٹھون اور یہ ثبوت رنج کے لیے سب قریب ہی
کم سفلون سے اگر نیچے بیٹھون تو مرتبہ میرا گھٹتا نہیں اور شرفا لوگون سے اونچا رہون تو کچھ رتبہ میرا نہیں بڑھتا
نہیں پس مین آن لوگون سے نہین کہ ان باتون کا منصوبہ باندھا کرون

## قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیم گوہر دیہیم

صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم  گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم
نشاط طبع بحدے کہ نشنود دانا  بجز ترانۂ اطفال و ترہات ندیم

یہ قصیدہ مثل آب تسنیم شاہزادہ سلیم کی مدح مین کہا ہی جو تاج سلطنت کا گوہر ہی اور بہت اچھا کہا ہی
اور تمہید اُسکی عید کی خوشی کے لوازم سے بیان کی یعنی عید کے صبح کو کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے ناز و
نعمت کے مقام پر خوش و خرم بیٹھا فقیر ہی تو نمدے کی ٹیڑھی ٹوپی دیکر اپنی جھنگ مین سرشار ہی اور
بادشاہ ہی تو اپنا تاج رکھے ہوئے سلطنت کے نشہ مین چور ہی — خوشی اسقدر کہ دانا لوگ بچون کے
گیت غزلیات اور مصاحبون کی ہزلیات کے سوا جو محض بیہودہ ہی دوسری بات پر کان نہیں دھرتے
یعنی خوشی کے مارے اپنی دانائی کا پاس نہین کرتے اور بالکل مصاحبون کا انداز اختیار کر لیا —
ترکیب مین پہلی بیت کا مضمون دوسری بیت کے مضمون پر محمول ہی کہ وہ مبتدا ہی اور یہ خبر —
از مترجم — ترکیب شارح محل تامل ہی — صباح عید موصوف اپنی صفت مابعد کے ساتھ ظرف
متعلق بیت ثانی ہو سکتا ہی یا مبتدا اور خبر اُسکی محذوف بتقدیر لفظ بود یا ہست کہ ہم بیت

بر از معانقۂ نازکان غلبس شجاع  لب از مصافحۂ شاہدان بوسہ کریم

یعنی عاشق لوگ بیدھڑک معشوقون سے ملتے جلتے اور انکو گلے لگاتے تھے اسواسطے کہ
نازک بدن اس بات سے چونکتے تھے اور ملتے کم تھے اور عاشقون کو گلے سے نہین لگاتے تھے —
یہ حال ہی کہ عید کی خوشی مین عاشقون سے ملتے ہین اور انکو گلے بھی لگاتے ہین اور عاشقون کے
لب معشوقون کے دست بوسی سے سخی داتا ہو گئے اسواسطے کہ پہلے بوسے کی آرزو انکے لب پر آتی تھی
مگر خوف کے سبب دے نہین سکتے تھے اب خوب بوسہ بازی کرتے ہین — بیت

بچشم وہم زفیض شگفتہ روئی ہر  نمود چہرۂ امید از شکست طور بیم

اس بیت سے ظاہر ہی کہ جاندارون کے نقوش احوال کی صورتون کو وہم کی آنکھون مین دکھلا دیتے ہین
اور اُسے خوف مین ڈالتے ہین اور وہ در اصل کچھ نہین ہوتین اسواسطے کہتا ہی کہ زمانے کی

کے غیض سے ڈر کی شکل وہم کی نظر مین امید کی صورت دکھلائی پڑتی تھی یعنے خوف نے اُس رجہ امید کا رنگ پکڑا تھا کہ وہم کو بھی امید کے سوا دوسری صورت نظر نہین آتی تھی بیت

نہیب ہیبت اودر شیمۂ لفت در ۔۔۔۔ شکست گوہر گفتار بر زبان کلیم

معنی یہ ہین کہ ممدوح کی ہیبت کا خوف ایسا ہی کہ کلیم کی زبان پر تقدیر مین اُسنے بات کا موتی توڑ ڈالا اسواسطے کہ اُسکی ہیبت تقدیر مین اثر رکھتی ہی ۔ از مترجم ۔ برہان مین نہیب کے معنی ترس اور بیم ہین اور منتخب مین ہیبت کے معنی ہین ترسیدن اور بزرگ داشتن پس نہیب ہیبت مین اضافت مثل کی طرف نہین رہی جو ممنوع ہی الا مشیمۂ تقدیر سے مراد عالم مثال لینا مناسب ہی اور جو دنیا عالم شہادت کے مطابق مگر لطیف غیر قابل خرق والتیام ہی اور موجودات پہلے اُس عالم مین ہوتی ہی اُسکے بعد اس عالم شہادت مین آتی ہی اور معنی بیت یہ ہونگے کہ ممدوح کے بزرگ داشت کا خوف ورائے عالم شہادت عالم مثال مین بھی اثر رکھتا ہی اور یہ انتہا کا شاعرانہ مبالغہ ہی اور مضمون بیت حسن التعلیل کی قسم سے ہی بیت

بعہد معدلت او کہ عاملان فساد ۔۔۔۔ زبس بطالت تعطیل فارغ اند ز بیم

کشیدہ فتنہ معزول سر بزیر لحاف ۔۔۔۔ دریدہ ظلم فراموش طبل زیر گلیم

اس بیت کے معنی یہ ہوسکتے ہین کہ تیرے انصاف کے زمانے مین فساد کے عامل بیکاری کے سبب تنبیہ اور تادیب کے ڈر سے فارغ ہین اور فتنہ اور ظلم کہ دونون عمال فساد سے ہین معزولی کی وجہ سے ایک نے سر لحاف مین چھپا لیا اور دوسرے نے کمبلی کے نیچے نقارے کو پھاڑ ڈالا ۔ زیر گلیم کا طبل خاموش یعنے بے آواز نقارے سے ہی ۔ اور ظلم ترکیب مین موصوف اور فراموش صفت ہی ۔ از مترجم ۔ بہار عجم کتاب مصطلحات کچھ بہار مین ہی طبل در زیر گلیم پنہان کردن وزدن وکردن وبانگ پوشیدہ رکھنا اُس امر کا ہی جو نہایت درجہ ظاہر ہو لیکن طبل دریدن اصطلاح ہی راز کے کھلجانے اور رسوا ہونے سے پس بیت اول کے معنی یہ ہین ممدوح کے انصاف کے زمانہ مین کہ فساد کے عمال اس سبب سے کہ اُنکو بطالت منجانب ممدوح بیکار رہنے کی ہی اور وہ فعلاً فساد کرنے سے باز رہے بخوف اور ڈر سے ہین اور بیت دوم فتنہ ۔ ۔ ۔ ظلم کے پیچھے رہنے مین واقع ہوا اور بہت مدت اسیر گذری تو خاطر خلائق سے فراموش ہوگیا ہو اور بیت دوم کے مصرع ثانی کے معنے یہ ہونگے کہ اُسکے عہد معدلت مین سابق کے ظلم جو خاطر خلق اللہ سے مدت دراز کے گذر جانے سے فراموش اور کسی کو یاد نہ رہے تھے ظاہر

اور فاش ہوتے ہین کہ ارباب آنکے مرتکب ہون اور یہ محاورہ فارسی اس قبیل سے ہے کہ اردو مین
کہین فلانے کے سر پر خون بول رہا ہے اور یہ ایک مصرع بیت دوم کا قسم جملہ فعلیہ ہے اور ایک دوسرے پر
معطوف ہے واو عطف کا دونون کے درمیان مقدر ہے بیت

برے از بہر گر آستین برافشاند    شود بسی تموج زبان حال قدیم

معنی بیت یہ ہین کہ زبان حال جو ماضی اور استقبال کا ایک واسطہ ہے اور بہ زبان ماضی مین زیادہ
سمایا ہونے اور قایم رہنے کے سبب اسکی حالت اور حیثیت کے بقا پر حکم ہو سکتا ہے اور حکیمون نے
اسکی تشبیہ آب روان سے قرار دی ہے کہ چلتے پانی مین آنے والے قطرون کو گذرے ہوئے قطرون سے
الگ نہین کر سکتے اسی طرح حال کو ماضی سے علاحدہ نہین کر سکتے۔ اور آستین افشاندن کنایہ ہے دو چیز
سے ہے اول ناچیز دوم رد کرنا اور یہان پر دوم مراد ہین یعنے ممدوح اگر زبان حال کو رد کرے تو زبان حال
گذرنے کی روش سے ماضی مین داخل ہو یعنے اسکا داخل ہونا سب کو معلوم ہو جاوے جو پہلے کسیکو
معلوم نہین ہوتا تھا از مترجم شارح کی توجیہ سے زبان حال کا قدیم ہونا نہین نکلتا اسواسطے کہ ممدوح کے
زبان حال کو رد کرنے سے تموج ہوا اور اسکا زبان ماضی مین چلا جانا معاینہ او تجسیم ہوا اس سے قدامت
زبان حال کی ظاہر نہین ہوئی اسواسطے کہ قدیم اصطلاحی حکما کا وہ ہے جسکی بدایت اور نہایت نہو اور
بالفرض اگر زبان حال زبان ماضی مین داخل ہو کر کالواحد ہو جاوے تب بھی اسکی نہایت ملتقی زبان استقبال کی
موجود ہی ہین اس بیت کی توجیہ مین کہتا ہون کہ ہر چند دونون معنی آستین افشاندن کے جو شارح نے
لکھے کتب اصطلاحات فارسی کے مطابق ہین مگر آسکے معنی کا حصر انہین مین نہین ہے بلکہ آستین افشاندن
حکم دینے کے معنی مین بھی آتا ہے جیسے کہ سعدی علیہ الرحمہ کے ان اشعار سے مستفاد ہوتا ہے ۔ شنیدم کہ در
تنگنائے شتر ✦ بیفتاد و بشکست صندوق دُر ✦ بہ یغما ملک آستین برفشاند ✦ وزانجا بہ تعجیل
مرکب براند ✦ اور یہ اشارہ حکم کا آستین سے قریب اسکے ہے کہ جسطرح ہاتھ کے اشارہ سے حکم دیتے ہین اور
بیت کے یہ معنی ہونگے کہ ممدوح کا حکم اسطرح کا نافذ اور روان ہے کہ زبان حال کو ماضی اور استقبال کے
درمیان جو مثل نقطہ کے بہت ہی چھوٹا اور جزو لایتجزی ہے حکم دے تو وہ زبان قدیم ہو جاوے جسکا اور چھور نہین
اور یہ ایک مبالغہ شاعرانہ ہے اور ادعائے محض اسکے ثبوت کی ضرورت نہین ہے بیت

زفیض لطف تو شاید کہ بے سرایت عشق    شود باہل محبت دل کرشمہ رحیم

یعنے معشوق کے ناز کا دل بدون اسکے کہ عشق کا اثر ہو عاشق پر مہربان ہو جاوے۔ از مترجم
تفصیل معنی کے یہ ہے کہ تیری مہربانی کا فیض اپنے اثر پہونچانے مین اسقدر غالب ہے کہ ناز معشوق کا دل

جو عاشق کی نسبت عشق کے اثر بغیر کبھی موم نہین ہو سکتا تھا اب بغیر اُسکے مہربان ہو گیا ہے

ز بحر و کان کرمت آن نفایس آورد ہ است　　که احتیاج بگو ہر گرفتہ است و نہ سیم

اس بیت کی ترکیب مین آورد فعل کرم اُسکا فاعل اور دوسرے مصرع مین احتیاج فاعل گرفتہ کا ہو اور گوہر و سیم مفعول یعنے تیرے کرم نے وہ پاکیزہ اور خوش آئین چیزین ظاہر کی ہین کہ جواہر اور چاندی کی احتیاج کسی کو نہین رہی اسطرح سے کلام کو حشو ملیح اس مطلب کے لیے کہنا چاہیے اور حرف کاف کو احتیاج متعلق قرار دینا لازم ہو۔ بیت

ہمای قدر تو اوجی گرفتہ در پرواز　　کہ دام کسب شرف باز چید عرش عظیم

بیان معنی یہ ہو کہ بای مجہول لفظ اوجی مین موصولہ ہو اور دوسرے مصرع مین باز چید فعل اور عرش فاعل اسکا ہو یعنے تیرے مرتبہ کا ہما اسقدر اونچا اوڑا ہو کہ بڑے عرش نے جو بزرگی حاصل کرنے کے لیے جال بچھایا تھا اُٹھا کر تہ کر رکھا اس خیال سے کہ ایسے اونچے چڑھے ہوئے ہما کا نیچے اُترنا خیال مین نہین آتا

ز زادۂ دل و طبعم اگر شود آگاہ　　باصل خویش نتازد ز شرم دُرِ یتیم

بیت کے معنی یہ پیدا ہوتے ہین کہ شود پہلے مصرع مین فعل اور دُرِ یتیم کہ موصوف اور صفت کا مجموعہ ہو فاعل اُسکا ہو یعنے میرے دل اور طبیعت کے قیمتی نتیجہ سے اگر موتی خبر پاے تو اپنی اصل کی طرف رجوع کرے یعنے بحر پانی ہو جاے اور بعض نسخون مین نتازد کی جگہ نتازند لکھا ہو مگر اس نسخہ کا مہمل ہونا ظاہر ہو اور مہمل کہنا لفظ شرم کی خواہش سے ظاہر ہو (از مترجم) شارح سے تعجب ہو کہ ایسے نسخہ کا ذکر کیا جسکے سبب سے شعر بے معنی اور ناموزون ہوتا ہو اور مین نے یہ نسخہ کہین نہین دیکھا ہو

## قصیدہ در رشتہ نصیحت عشاق کشیدہ بیت

صفحہ ۶۹

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن　　حلقۂ شیون زدن ماتم ہم داشتن

یہ قصیدہ نصیحت مین لکھا ہو اور ترکیب مین عادت عشاق چیست سوال کے لیے ہو اور مجلس غم داشتن جواب کے لیے اور اکثر ہوتا ہو کہ شاعر آپ ہی سوال کرتا ہو اور آپ ہی جواب دیتا ہو یعنے عاشق کے عادت ہو غم کی مجلس کرے اور ماتم کا جلسہ کرنا اور رنج اور درد کا کہرام مچانا۔ بیت

حمد غم و نعت درد بر لب و دل دوختن　　شہر دل و باغ جان وقف الم داشتن

غم اور دکھ کی تعریف کو مونھ اور دل پر سینا اول پر لازم کر لینا ہو اور حمد کی خصوصیت درد کے لیے اسواسطے ہو کہ حقیقی درد اور غم خدا اور رسول خدا کی معرفت ہو اور دل و جان کو اسمین کھپانا۔ بیت

باخط آزادگی سند بکف آموختن　　با دل بے آرزو چشم کرم داشتن

بازار عشق کے درم ناخریدہ لوگون کی روش ہے کہ آزادی اور خود مختاری کی سند ہاتھ مین ہے اور غلامی
کرتے ہین اور باوجودیکہ معشوق کے سوا دوسرے کی آرزو اُنکے دل مین نہین معشوق سے کرم کا انتظار
کرنا یعنے وہی معشوق چاہنا اُنکا کام ہے۔ بیت

از ابدی ذوق غم روی زیان تافتن　　وز ازلی بیع درد سود سلم داشتن

ترکیب مین لفظ ابدی ذوق غم کی صفت کہ موصوف پر مقدم ہے یعنے غم کے ذوق سے کہ پایدار
اور ہمیشہ ہمیش کو ہے اُس سے نقصان کا مُنہ پھیرنا یعنے اُس غم مین زیان نہ سمجھنا اور اسی طرح لفظ
ازلی بھی صفت اپنے موصوف بیع درد سے مقدم واقع ہے یعنے درد بیع سابق کی ہے اور اس بیع
سود سلم یعنے نفع پورا پانا۔ سود سلم اُسکو کہتے ہین کہ مثلاً ایک گاہی خریدین جسکے پیٹ مین بچہ ہو اور
بچہ اُسی قیمت مین ٹھہرے یا کسان کو بیع دین اور دو چند اُسکے ذمہ مقرر کرین۔ دراز شرح سلم کی
یہ تعریف اور یہ معنی اسی شرح مین دیکھے گئے۔ اور اصل یہ ہے کہ جب سود اس آیۃ کریمہ کے نزول سے
حرام ہوا احل اللہ البیع وحرم الربوا ترجمہ حلال کیا اللہ تعالی نے خرید فروخت کو اور حرام کیا سود کو تو
عوض نقصان ظاہری کے اللہ جل شانہ نے اپنی رحمت سے مسلمانون کے فائدہ کے لیے بیع
سلم کی اجازت بخشی جب آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ اور
وہ خریدا پیداوار آیندہ فصل کی ہے زر نقد فوراً دیکر اس شرط کے ساتھ کہ جنس بھی ہوئی کے قسم سے
بازار مین برابر موجود ہو اور جنس اور وزن معینہ تبدیل نہونے پاوے مثلاً آج کے دن گیہون بازار
روپیہ کا بیس سیر بک رہا ہے اور مزارع کو روپیہ دیکر اُسے پچیس سیر گیہون فصل کٹنے پر لینا ٹھہرایئن
اور بعد ازان گیہون کے بدلے نہ دوسری جنس لین اور نہ پچیس سیر کا تیس سیر۔ پس فائدہ سلم کا
مشہور اور ضرب المثل ہوگیا ہے اور مصرع ثانی کے یہ معنی ہین کہ درد کی خرید جو قدیم اور ازلی ہے
اور اُسکے سبب ابتدا سے دُکھ اور تکلیف ہی سہنی پڑتی ہے اُسکو یہ سمجھنا کہ اسقدر فائدہ اُس سے
حاصل ہوا کہ جسقدر خریدار کو روپیہ پہلے دیکر معاملہ بیع سلم مین ڈیوڑھے اور دوگنے کا نفع حاصل
ہوتا ہے۔ بیت

حسن عبادات را برقع نسیان بدوختن　　زشتی اعمال را لوح وقلم داشتن

کسی چیز پر برقع بھول کا ڈالنا اشارہ اُس چیز کے بھول جانے سے ہے اور کسی چیز کے لیے کاتب
قلم طیار رکھنا اشارہ اُسکے اظہار اور افشا سے ہے۔ بیت کے معنی یہ ہین کہ عابدان صاحب نیاز

لا مراد ہے بحث عیش کی منہ مین سینا عیش سے کے کرنے سے مراد ہے اور کر کی اضافت درس کی طرف
بھی اضافت لامی ہے اور علے ہذا القیاس درس کی اضافت عشق کی جانب۔ یعنے تحصیل عشق کی
کمر گاہ مین قبولیت کا ہاتھ دینا مدرسہ عشق سے کے دو زانو بیٹھنے والون کا کام ہے۔ راز مترجم
دہن بحث اور کمر درس دونون کی ترکیب مین اضافت تشبیہی ہے نہ اضافت بیانی جو شرح مین بیان کی
ہوئے بحث عشق کو تشبیہ شخص سے دی جسکے لوازم سے لا و نعم کا کہنا ہے اور اسی طرح درس
عشق کی تشبیہ شخص سے جسمین ہاتھ دینا لوازم سے ہے اور ناوک دوختن جو نسخہ شارح نے اختیار
کیا ہے وہ اچھا نہین اسواسطے کہ مصطلحات فارسی کی کتابون مین موجود نہین اور نہ کہین مستعمل
پایا گیا البتہ ناوک دوختن آیا ہے اور اگر یاے موحدہ مقدر مانین تو معنی مشرحہ راست آسکتے ہین
مگر اس صورت مین لفظ در کا در دہن مین بیکار ہوا جاتا ہے پس مناسب ہے کہ بجاے دوختن کے
نسخہ ریختن کا اختیار کیا جاے اور ناوک ریختن محاورہ فارسی ہے جیسا کہ بہار عجم مین لکھا ہے اور وہ
ناوک انداختن کے معنی مین ہے یعنے تیر کا پھینکنا اور اسوقت معنی مصرع کے یہ ہونگے بحث عیش مین
لا کا تیر مارنا اور اُسکو زخمی اور بیکار کرنا کہ بار دیگر عیش کی بحث نکرے جو عشق کی شان سے بعید ہے ۔ بیت

در جگر اشتہا آب ہوس سوختن || وز اثر امتلا درد شکم داشتن

ترکیب کی رو سے جگر کی اضافت اشتہا کی جانب اضافت لامی ہے اور آب ہوس مین اضافت
بیانی اور در جگر اشتہا آب ہوس سوختن اشارہ اشتہا کا اقتضا دور کرنے سے ہے یعنی اشتہا کو مارنا اسواسطے
کہ حکیمون نے ثابت کیا ہے کہ جب تک جگر کے آس پاس پانی رہتا ہے جگر قرار کے ساتھ ہوتا ہے اور
جب پانی سوکھ جاے دوسرے پانی پہونچنے تک جگر گرم اور پیاس کی طرف مائل ہوتا ہے اور از
اثر امتلا درد شکم داشتن کے یہ معنی ہین کہ اشتہا یعنے بھوک کے موجود ہوتے ہوئے کھانا کہ پیٹ مین گرانی
اور پیٹ مین درد ہے۔ اس صورت مین جملہ مصرع ثانی حرف عاطفہ واو کے وسیلہ سے منجملہ مصرع اول ہوگا
اور ممکن ہے کہ یہ جملہ جداگانہ ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہوا یعنے جامع اضداد ہونا کسواسطے کہ صاحب اشتہا اور
صاحب امتلا ہونا عشاق سے امر غریب اور عجیب ہے۔ راز مترجم میرے نزدیک جگر اشتہا اور آب ہوس دونون
مرکب مین اضافت تشبیہی ہے نہ لامی اور نہ بیانی جیسا کہ غور کی نظر کرنے سے واضح ہو اور دونون جملہ جداگانہ
نہین بلکہ معطوف اور معطوف علیہ مین بیت

خامہ تراشی ستم نامہ خراشے گناہ || سادہ دستی زخم بر لوح قلم داشتن

خامہ تراشی اور نامہ خراشی مین یاے معروف مصدری ہے اور نامہ خراشیدن سے مراد نامہ لکھنا ہے۔

یعنے صاحب استعداد ہونا اس زمانہ مین اپنے اوپر ظلم کرنا اور گناہ کرنا ہی اور دوسرے مصرع مین لف و نشر مرتب ہی مراد یہ کہ تختے کو سادہ اور بغیر لکھا اور قلم کو بغیر تراشے اور بغیر قط لگائے رکھنا بہتر ہی ـ

## قصیدہ در فخر خود گفتہ بیت

صفحہ ۱۱۳

من کیستم آن سالک کونین سیرم  کز بیختہ جوہر قدس است خمیرم

ملا عرفی نے یہ قصیدہ اپنے فخر مین کہا ہی ـ اور معنی بیت کے یہ ہین کہ من کیستم بطریق سوال ہی جسکا جواب خود سائل دیتا ہی اور سالک پر حرف آن ایک نشان اسلوب جواب کا ہی کہ وہ سالک کونین سیر ہی اور کاف دوسرے مصرع مین اسکے بیان کے لیے اور سیر میم کے زبر سے سیرگاہ اور کونین سیر سالک کی صفت ہی یعنے مین وہ راہرو ہون کہ دو جہان میرے سیر کے تلے ہی اور بیختہ ایک چیز صاف کی ہوئی جو کہ چھنی ہو یا چھلنی مین چھان کر بھوسی اسکی الگ کر دین اور جوہر قدس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی یعنے مین خلاصہ اور لب لباب جبرئیل کا ہون کہ اسکو چھان بین کر اسکے میدہ سے

خمیر مرا طیار کیا ہی ـ بیت

بر صفحہ تصویر جلال است مثالم  در پردہ تقدیر محال است نظیرم

تصویر کے صفحہ پر مثال کے جلال ہونے سے مصنف نے شاید یہ قصد کیا ہو کہ صفحہ تصویر مین کہ اس سے مراد ذہن ہی میری مثال جلال ہی اور خارج مین اجزاے کونیہ سے متمثل نہین ہون یعنے میرا وجود متمثل ہی ذہنی ـ اور بعضے نسخون مین جلال کی جگہ جلال جیم عربی سے لکھا ہی اس صورت مین صفحہ کے معنی دو طرح ہو سکتے ہین تنکیرا یا اتفاقا ـ تنکیرا بر صفحہ کہ تصویر کے لیے بنایا گیا اور اتفاقا تین طرح مراد ہو سکتی ہی اور ہر ایک طرح فی نفسہ ایک خاص ارادہ کا فائدہ دیتی ہی یعنے اگر صفحہ تصویر سے تختہ مراد لین تب بھی مناسب ہی اور اگر دل مراد لین کہ صفحہ خاطر کی تصویر سے معقولات کی صورتین اسپر کھنچے ہین یہ بھی درست ہی اور اگر لوح محفوظ کا ارادہ کیا جاے کہ اعیان خارجیہ کی صورتین اسپر لکھی ہوئی ہین اور زیادہ لائق ہی ـ بہر حال صفحہ تصویر مین اگر میری مثال بنائین جلال ہی اور بیان خبر کہ جلال ہی مقدم ہی مبتدا پر کہ لفظ مثالم ہی اور پردہ تقدیر میری نظیر اور ہمسر سے خالی ہی جو اپنے پیچھے طرح طرح کی نظرین رکھتا ہی ـ غرض یہ کہ تصویر اگر قبول کرون صورت جلال سے تصویر ہون اور اگر تقدیر مین کہین تو میری نظیر محالات سے ہی واللہ اعلم از مترجم جلال نسخہ اول مشہور راجح ہی اور میرے نزدیک معنی صاف اور حسن تقابل کے ساتھ یہ کہ

صفحہ تصویر پر تیری مثال جلال یعنی روا اور ممکن ہی اور نظیر مرا پردہ تقدیر مین غیر ممکن ہی یہ جاے
کہ دنیا مین ہووے اور ہر چند جلال جیم عربی کے نسخہ مین لکھے ہی معنی مندرج ہوں لیکن جمال کے مقابل
بجز جلال کے جلال نہین ہو سکتا بیت

چون حسن کشد جام صفا رنگ شرابم      چون عشق دہد رنگ جبین آب زریم

معنی کے شراب نوشون پر ظاہر ہی کہ شراب حسن کو تیز کرتی ہی اور اسی سبب سے شعرا اسکو افروزندہ
حسن کہتے ہین سہ چیست دانی بادہ گلگون مصفا جوہری + حسن را پروردگاری عشق را
پیغمبری + ترکیب مین چون حرف شرط اور کشد فعل اور جام صفا مفعول اور رنگ شراب جزا
شرط ہی اور شرابم کا میم متکلم ہی اور ارباب عشق جانتے ہین کہ عشق آسودہ لوگون کے سرخ
و سفید چہرہ کا زرد کرنے والا ہی اور زر ایک کہانس ہی کہ اسکا رنگ جامہ کو دیتے ہین اسی رنگ اسکا
نام ہی یعنے اگر عشق چاہے کہ عاشق کا منہ زرد کرے اس رنگ کا مادہ مین ہون حاصل مطلب
دونون مصرعون کا یہ کہ حسن اور عشق دونو کے مطلب مقصود کا علت ہون بیت

آنجا کہ وفا تشنہ شود چشمہ خونم      وانجا کہ صفا غسل کند آب غدیرم

اہل وفا پر ظاہر ہی کہ وفاداری کی آبرو خون ریزی مین ہی یعنے جہان وفا پیاسی ہو مین لہو سے
وفا کو سیراب کرون مطلب یہ کہ وفاداری کے موقع پر جان تک حاضر کرون اور جہان صفائی
خواہشمند پاکیزگی کی ہو تو اسکی لطافت کا سبب بہی مین ہوتا ہون بیت

در قامت عاشق شکن آموز کمانم      در غمزۂ معشوق کشایش دہ تیرم

ارباب عشق پر ظاہر ہو کہ عشق مین زیادہ غم کہانے سے آدمی اس درجہ خم ہو جاتا ہی کہ اسکی تشبیہ
کمان سے دیتے ہین اور عاشق کے قد کو کمان کا خم سکہاتا ہون یعنے جیسے کمان خمدار ہی اسی طرح
عاشق کے قد کو خمدار کر دیتا ہون اور اصحاب شوق جانتے ہین کہ معشوق کا غمزہ تیر کا کام کرتا ہی
اسلیے کہتا ہی کہ تیر کا کام میرے غمزہ مین رکہا ہی ۔ داز مستر جم ۔ دوسرے مصرع کی عبارت شرح میں
ظاہرا سہو کاتب ہوا ہو اور معنی مصرع دوم یہ ہین کہ معشوق کا غمزہ جو عشاق کے دل پر تیر لگاتا ہی
اسکی کشایش اور اسکے پہینکنے کا مبدا اور سبب مین ہون اور میرے ہاتہ مین اسکا کام ہی بیت

در ہندسۂ فقر و فنا صفر الوفم      در مزرعۂ عز و علا ابر مطیرم

اصطلاح اہل ہندسہ مین حساب کے تختہ پر مرتبے بیشی کے صفر ہین چنانچہ ایک صفر ہندسہ کو
دس کے مرتبہ تک اور دو صفر سو کے مرتبہ کو اور تین صفر ہزار کے مرتبہ تک پہونچاتا ہی مصنف

اپنے فقر و فنا پر نظر کر کہتا ہی کہ جہان فقر و فنا کا ہندسہ ہی وہان پر مین ہزارون کا صفر ہون
بہت ترقی دیتا ہون اور عزت اور بلندی کی کھیتی مین برستا ابر ہون کہ اُسکی سرسبزی کا باعث
اور مطیر میم کے زبر سے صیغہ صفت مشبہ کا معنی برسنے والا — بیت

درکوزۂ لذت شکنان چشمۂ زہرم    درکاسۂ کودک منشان جرعۂ شیرم

مصنف اپنی مشیخت کا اظہار اس بیت مین اس راہ سے کرتا ہی کہ ہر ایک چھوٹے بڑے سے مو
ہون کہ تلخ کامون کے کاسہ مین جو لذت کو دور کرتے ہین چشمۂ زہر کا ہون یعنے اُنکی طبائع کو پ
اور شکر خوردن کے پیالہ مین جو بچون کی سی طبیعت رکھتے ہین اور ایک گھونٹ کے خاطر انگڑ ائیا
اور جمائیان لیتے ہین میٹھے دودھ کا گھونٹ ہون — بیت

آنجا کہ ادب نغمہ طراز ست سمیعم    آنجا کہ ہنر جلوہ فروش ست بصیرم

یعنے جہان ادب راگ گاتا ہی اور نکتہ ظاہر کرتا ہی قبول ادب کی نظر سے خوب کان لگا کر سنتا ہ
اور جہان ہنر کے جلوے ہوتے ہین اُسکے مقبول ہونے کے لحاظ سے ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھتا ہون — بیت

پای طلبم در روش سعی تمامم    دست ادبم در کشش کام قصیرم

ظاہر ہی کہ جسقدر طالب کے راستہ طی کرنے مین کمی نہو مناسب ہی اسلیے کہتا ہی کہ مین خود طلب کا
پانون ہون اور چلنے کی روش مین کامل ہون اور ادب کا تقاضا ہی کہ مطلب کے کھینچنے مین
جتنا ہاتھ کوتاہ ہو بہتر ہی اسلیے کہتا ہی کہ مین ادب کا ہاتھ ہون اور مطلب کے حصول مین قاصر ہون
از روے ترکیب پاے کی اضافت طلب کی جانب پہلے مصرع مین اضافت لامی کہنی چاہیے یا اضافت
عام کی خاص کی طرف ہر ایک وجہ بن سکتی ہی اور در روش سعی تمامم کا مجموعہ صفت اُس پانون کی
یا حرف عطف کا مقدر مانین اور جملہ مستانفہ اسکو کہین اور مصرع دوم کی ترکیب مصرع اول کے مطابق ہی — بیت

چون سجدۂ بت گرم شود ناصیہ سوزم    چون تیغ صنم کند شود بہیدہ میرم

یعنے بت کا سجدہ اگر گرم ہو یعنے کام مین آئے اور رواج پائے مین ناصیہ سوز یعنے سرگرم سجدہ
ہون یا اس کثرت سے پیشانی سجدہ کے لیے زمین پر رکھون کہ وہ جلنے لگے اور جب صنم کی تلوار
کند اور کھوٹی ہو جاے مین یون ہین مرجاؤن اسلیے کہ معشوق کے حضوری مین جان سے
گذر جانا ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنی ہی ہر چند دوست قتل نکرے مین خواہ نخواہ اپنے تئین ہلاک کر ڈالون — بیت

با ناطقہ گلریزم و با سامعہ گلچین    باوا ہمہ نابالغ و با عاقلہ پیرم

ناطقہ ایک قوت ہی جو ڈان کی جانچنے والی ہے جسکے کلام سے موتی گرتے ہین اور پھول جھڑتے ہین

اسواسطے کہتا ہی کہ مین ناطقہ گلریز ہون یعنے میری گویائی کی قوت سے پھول جھڑتے ہین اور سامعہ
ایک قوت ہی کہ مناسب آوازون کا سننا اُسکا اقتضا ہی پس کہتا ہی کہ مین سامعہ گلچین ہون یعنے میری
قوت سامعہ شمایم ریاحین سے ملی ہوئی ہی اور واہمہ ایک قوت ہی وسوسہ کی بنانے والی کہ اُسکی
قوت اور اُسکا غلبہ قوت عاقلہ کے لیے باعث ضعف ہی اسواسطے کہتا ہی کہ مین قوت واہمہ کے
ساتھ نابالغ ہون یعنے اُس سے کم ملتا جلتا ہون اور بہت الگ رہتا ہون اور چونکہ بوڑھے کو
بہت تجربہ سے دانائی زیادہ ہی کہتا ہی کہ عاقلہ کے ساتھ بوڑھا ہون یعنے میری قوت عقل زیادہ
پختہ تدبیر ہی (از مترجم یا واہمہ نابالغ شرح مین مخالف موقع ہی مناسب ہی کہ اسکے برابر
جملون سے موافق بیان معنی کیا جاے اور وہ ظاہر ہی) بیت

از کلک تبان لوح خراشندہ ماہم　　　　ور تیغ زبان خامہ تراشندہ تیرم

لوح خراشیدن تختے پر نقش یا رقوم کا لکھنا ہی اور اضافت لوح خراشندہ کی ماہ کی جانب اضافت
بمعنی من ہی یعنے جب انگلی کے قلم سے لکھتا ہون چاند کی تختی کرتا ہون اور تیر فارسی مین عطارد کو
کہتے ہین اور منشی فلک ہی پس اُسکو قلم تراشنے سے مناسبت تمام ہی اور تیر خدنگ کو کہتے ہین اور
تیر و بیر فلک بھی ہی اور کلک بھی جو مناسب تیر ہی اور اضافت خامہ تراشی تیر کی طرف بھی اضافت
بمعنی من ہی پس خامہ تراشی تیر کے لیے مناسب ہی یعنے تیغ زبان کے تیرے سے عطارد کہ دبیر
فلک ہی اُسے قلم بناتا ہون - بیت

در کندی شمشیر زبان قاتل سیفم　　　　در پردہ اندیشہ خرد پوش ظہیرم

یعنے جب میری زبان کی تلوار کند ہو سیف الدین اسفرنگی کو جو اپنے زمانہ کا رئیس الشعرا تھا قتل
کرتا ہون اور ظہیر ایک شاعر ہی فاضل نحوا کہ متقدمین کے جمہور شعرا کا پیش رو تھا یعنے اپنی فکر کے
پردہ مین اُسکی عقل کو چھپا لیتا ہون کہ اُسکا نغمہ میرے برابر نہین پہنچ سکتا - بیت

در اوج سخن بہر فرود آمدن طبع　　　　بر داشتم این نغمہ کہ اعشی و جریرم

اعشی اور جریر دونون شاعر معتبر اور فصیح عرب کے تھے اسواسطے کہتا ہی کہ میری طبیعت
بلندی اور ہواے سخن مین بہت چڑھ گئی ہی اُسکے اُتارنے کے لیے یہ بات کہتا ہون کہ مین اعشی
اور جریر ہون اُسکے اوج گیری کو اس پستی کی نسبت سے قیاس کر لینا چاہیے - بیت

در آب و ہواے چمن خلد سرورم　　　　در لبت وکشاد در فردوس صریرم

یعنے چمن کی آب و ہوا جو سرور بخشتی ہی مصنف کہتا ہی کہ وہ مین ہون اور صریر آس آواز کا نام ہی

جو کواڑون کے کھولنے اور بند کرنے سے پیدا ہوتی ہو یعنے بہشت کے دروازہ کھولنے

ہونے کی آواز مجھے سمجھنا چاہیے بیت

توفیق جو صورت شکستہ قوت دستم　　تحقیق چو معنے طلب جوش ضمیرم

معنے توفیق کے ہین مہیا اور موجود ہونا اسباب مطلوب کا کہ ارادہ کے موافق ہو اور کسی

توڑنے والے کو ہاتھ کی طاقت ضرور درکار ہے یعنے جب توفیق کی خواہش ہو کہ صورت

توڑ دلے ہین ہاتھ کے لیئے طاقت ہون اور اسکی شکست کا سبب ہون اور دل مین جوش

آنا باعث ہے معنی کے ظہور کرنے کا اور تحقیق کے مطالب اور مقاصد سے معنی کے

اور غرض ثابت نہین یعنے تحقیق جب معنی کی طالب ہو تو مین دل کا جوش ہون یعنے معنی

پیدائش مجھسے ہی —

## قصیدہ ایضاً در تحریص مخاطب جانب ہمت بیت

صفحہ ۶۸

گر مرد ہمتی ز مروت نشان مخواہ　　صد جا شہید شو دیت از دشمنان مخواہ

یہ قصیدہ مصنف صاحب ہمت سے مخاطب کو جانب ہمت متوجہ کرنے کے لیے واقع ہو

بیت کے معنی ظاہر ہین کہ مروت کا نشان ڈھونڈھنا یعنے مروت کی امید کسی سے رکھنے اور مارے

جانے کے بعد دشمن سے خونبہا چاہنا ہمت کا خون کرنا اور بلند ہمتی کے درجے سے اترنا ہے

لبتان ز جاج و در جگر افشان و نم مجو　　بشکن سفال و در دہن اندازونان مخواہ

شیشہ جگر پر چھڑکنا ہلاکت کا موجب ہے یعنے اپنے تئین ہلاک کر اور پانی تلاش نکر — پانی کی جا

یا اس ارادہ سے ہے کہ جب ایک سخت شے کو نگلجاتے ہین تو اسکے اوپر پانی پیا کرتے ہین کہ گلے

اترنے یا معدہ کی تہ مین بیٹھنے مین اس سے سہولت ہو یا کہا جاسے کہ پانی کی تلاش نکر لیکن شیشہ

آب سے نوالہ گلے سے نیچے اتارنے کہ دوسرے مصرع کی وضع اس انداز پر ہے اور شیشہ کی تشبیہ

اور بدلیت پانی سے بہت مستحسن ہے جیسے ٹھیکری کا بیان کیا کہ اس سے نفس کو تسلی دینا اور

روٹی کا نہ مانگنا اہل ہمت کا آئین اور قانون ہے — بیت

خاک از فلک بخواہ و مراد از زمین مجوی　　باد از زمین بجوی و وفا ز آسمان مخواہ

آسمان سے خاک چاہنا عقل کے خلاف ہے اسواسطے کہ آسمان مین خاک نہین ہے یا آنکہ بہ غرض

کہ آسمان سے خاک کی خواہش کریگی لیکن زمین سے مراد طلب کر کہ نہ ملیگی اور اسی طرح دوسرے

مصرع میں زمین سے چاند کا مانگنا محال غیر ممکن کا طالب ہونا ہے اسواسطے کہتا ہے کہ جیسے اس محال کو
نہیں پا سکتے وفا کو آسمان سے نہیں حاصل کر سکتے — بیت

کر بے شہادت از در عشقت روان کنند — تیغ کرشمہ و دل نامہربان مخواہ

یعنے اگر تجکو عشق کے دروازہ سے الٹا بغیر شہید کیے پھیر دین چاہیے کہ تو وہان سے سیدھا
چلا آ ناز کی تلوار او معشوق کا دل نامہربان کی تمنا نہ کر تا کہ شہادت مین معشوق کا بھی ممنون نہو — بیت

طاؤس ہمتی سر منقار تیز کن — یعنے کہ بال ویر کن و سائبان مخواہ

مور کا سائبان اُسی کی دم سے بن جاتا ہے اسواسطے کہ مستی کے وقت مور اپنی دم چھتر کے موافق
سر پر پھیلاتا ہے اسواسطے کہتا ہے کہ اے مخاطب تو ہمت کا مور ہے چونچ سے دُم کے پر نوچ ڈال اور
سائبان کی خواہش نکر — بیت

آہوی عصمتار گریزد ز صیدگاہ — گیرائی از کمند و شتاب از کمان مخواہ

یعنے پاکدامنی کی ہرنی کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے یہی عصمت مراد ہے تیری شکار گاہ سے اگر بھاگ جاے
اُسکے پکڑنے کے لیے تقاضاے وقت سے کمند کی گرفت اور کمان کی عجلت کا احسان نہ لے
جیسے کہ ہرن کو کمند سے پھاندتے ہین اور کمان کا حلقہ اُسکے گلے مین ڈالتے ہین اور بعضے نسخون
مین بجاے کمان عنان دیکھا گیا اور یہ باگ کی جلدی کے مناسبت سے ہے — بیت

کر ناگست بر روے ہوس دیدہ وا شود — بہر خراش تیزی نوک سنان مخواہ

جو آنکھ ہوس کی صورت دیکھے وہ پھوڑ دینے کے لائق ہے اسواسطے کہتا ہے کہ اگر ناگہان تیری آنکھ
ہوس کی صورت پر جاے اُسکے کوچے دینے کے لیے نیزہ کی انی کی تیزی مت مانگو یعنے نقصان آنکھ کا
تحمل کر جو ہوس کے دیکھنے سے پہونچے لیکن سنان کا منت کش اور احسانمند نہو — بیت

دستان زنی و بال فشانی کہ دلکش است — از کبک طالع من و زاغ کمان مخواہ

چہچہا اور ترنم اور بازوون کا پھٹ پھٹانا کہ پرندکی خوشی کی علامت ہے اسواسطے کہ تفریح کے
وقت جانور ایسا ہی کرتے ہین میری قسمت کے چکور یعنے خود قسمت سے اور کمان کی زاغ
کہ گوشہ کمان کو کہتے ہین طلب نکر جسطرح زاغ کمان سے چہچہانا اور بازو کا پھٹ پھٹانا نہین
بن پڑتا میرے نصیب کے چکور سے بھی اسکی توقع رکھنی چاہیے زاغ بال افشانی تو مضایقہ نہین
مگر داستان زنی زاغ کی نسبت درست نہین ملا غیرت نے اسی معنی کا خیال کیا ہوگا کہ ایسے محاکم
مین عرفی پر خوردہ گیری کی میری خاطر مین اسکے سوا دوسری توجیہ ہے یعنے لف و نشر مرتب کہیں

دستان زنی چکور کی طرف اور بال افشانی زاغ کی طرف نسبت کرین یعنے جسطرح زاغ کمان سے
بال افشانی ممکن ہی ہے بہت مطالع کے کبک سے داستان زنی محال ہے اور بال افشانی کو مستی اور
نشاط سے پرندون سے نسبت کرنی وجہ پسندیدہ ہے واللہ اعلم۔

## قصیدہ در مدح نامور خانخانان بہت

صفحہ ۵۷

زخود گذر دیدہ بر بندی چہ گویم کام جان بینی ہمان کز اشتیاق دیدنش زادی ہمان بینی

یہ قصیدہ دو مطلع کا مصنف مدعی معرفت ظاہر و باطن نے خانخانان نامور کی تعریف مین بہت خوب لکھا ہے اسکے مطلع کی تمہید بطور وعظ کے سلوک کی راہ مین کی اور بیت کے معنی یہ ہین اگر تو اپنی آنکھ تو بند کرے یعنے خودی سے تو نظر اٹھائے اور اپنے تئین موجود نہ جاننے مین تو کیا کہون تجھے کیا نتیجہ حاصل ہو بس اپنی جان کا مقصود اور محبوب نظر آئے اور جسکے دیکھنے کے اشتیاق سے تو دنیا مین آیا اور وہ ذات خالق کل اشیا ہے اسی کو دیکھیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو خلعت اپنی مشاہدہ کی قوت کی استعداد کے نقش سے سنوار کر پہنایا ہے اور دنیا روح کی تکمیل کو بھیجا تاکہ وہ نظارہ جمال بیزوال الہی کے لائق ہوا اور آیہ کریمہ من کان فی ہذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی یعنی جو شخص اس دنیا مین اندھا ہے وہ آخرۃ مین بھی اندھا ہے اسکا مصداق ہے اس تقریر مین کام جان یعنی جواب استفہام چگویم کا تھا چونکہ شاعر خود مجیب ہے اسطریق سے بیان کیا اسی واسطے تقریر مین کیا نتیجہ حاصل ہو ایزاد کیا گیا کہ وہ تتمہ استفہام کا ہے اور دوسرے مصرع کا مضمون بدل کام جان سے ہوگا یا کہ کام جان کو مفعول چگویم کا کہین اور اس مفعول سے انکار کرین اور مفہوم مصرع ثانی کی مفعولیت کا اقرار کرین واللہ اعلم۔ بیت

زر ناقص عیارت بیش ازین کیمیا منگن کہ ہم زر ہم محک را شرمسار امتحان بینی

یعنے اپنے کم درکے سونے کو پیشتر اس سے کیمیا یعنے مرشد کامل کے پاس لیجا کو غرض عیار کامل کی تلاش کر کہ سونے اور کسوٹی دونون کو امتحان سے شرمندہ دیکھو یعنے فرصت کے زمانے مین نقد کو کھرا کر لینا چاہیے تاکہ آزمائش کے دن کہ بازپرس کا ہی وقت ہے سونا کہ وہ تو اور بھی کسوٹی کہ قابلیت تیری ہے امتحان مین شرمندہ نہون۔ بیت

تو سلطان غیوری از کمند خصم بدگوہر بکش زان پیشتر خود را کہ جور آسمان بینی

تو بادشاہ صاحب غیرت ہے دشمن یعنے نفس بد ذات شریر کی کمند سے باہر نکل قبل اسکے کہ تو

ظلم دیکھے اسواسطے کہ آسمان کا ظلم تیری رسوائی کا باعث ہوگا اور یہ سلطنت کی غیرت کا تقاضا نہیں ہے

روان از خشم و شہوت در عذابے بہر تسکینے
دو گرگ میش پرور را جگر خوار شبان بینی

روان را بے مہابکے فتح سے جان کے معنی مین تحقیق ہوا مطلب یہ کہ غضب اور شہوت کی بدولت کہ تیرے نفس سبعی اور شہوی اور اوزار بھیڑیے کے مانند ہین جان یعنے نفس ناطقہ کو عذاب مین رہتا تو کب تلک پسند کریگا یعنے ذات کو آلات کے کام مین رکھتا ہی شرم نہین آتی اور مصراع دوم مصراع اول کی تمثیل ہے اور دو بھیڑئے سے غصہ اور خواہش مراد ہین اور بھیڑ سے کنایہ بدن ہے اور چرواہہ سے جان کو تشبیہ دی یعنے یہ دو بھیڑئے بھیڑ کو پالتے ہین اور بھیڑ کی عوض چرواہے کا کلیجہ کھاتے ہین اسواسطے کہ غضب اور شہوت کی شدت سے روح کو ہلاکت ہوتی ہے ۔ بیت

طرب را پاے بر سر زن کہ جنت را خجل سازے
ہوس را دست بر دل نہ کہ دوزخ را طپان بینی

یعنے ظاہر کی خوشی کو پامال کر کہ بہشت جو خوشی کا مقام ہے تیری اس بے پروائی سے شرمندہ ہو اور ہوس جسکے سبب تو دوزخ کے لائق ہوتا ہے اُسکے دل پر ہاتھ رکھ یعنے ساکن کر اسواسطے کہ ہاتھ کسی کے دل پر رکھنا کنایہ اُسکی جنبش روکنے سے ہے پس دوزخ کو اُس ہوس سے اپنی نفرت کے سبب خوشی سے اچھلتا ہوا دیکھیگا ۔ بیت

بہ نزہتگاہ معنی میہمان شو تا ز استغنا
مگس را باد زن در دست بر اطراف خوان بینی

باطن کے عالم نزہت مین چاہیے کہ تو مہمان ہو تا کہ شدت بے پروائی سے مکھی جو کھانے سے حرص کے مارے نہین ہٹتی پنکھا ہاتھ مین لیے خوان کے کنارہ تو دیکھے کہ ہرگز کھانے کی طرف اُسکو رغبت نہین ہے ۔ بیت

زبان از شکر منعم تا بہ بندی سعی عرفان کن
کہ قدر نعمتش پروانہ عزل زبان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہے کہ نعمت دینے والے کے شکر سے زبان بند کرے یعنے زبان کوتاہ اور آلودہ کرے ادائے شکر کے لائق تو نجانے تو چاہیے کہ تو معرفت کو حاصل کرے تا کہ اُسکے نعمت کی قدر کو پروانہ زبان کی معزولی کا دیکھے کسواسطے کہ جب تک معرفت کے مرتبہ کو تو پہونچیگا بیہودہ زعم تجھے ہوگا کہ میری زبان کوتاہ بیان اُسکی نعمت کا شکر کرسکتی ہے ۔ بیت

اگر خواہی کہ با شی عیب جو شاگرد ہمت شو
کہ نام ہر چہ بر دی عیب آنش بر زبان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہو کہ تو عیب جوئی کا شیوہ کرے ہمت کا شاگرد ہو اسواسطے کہ ہمت کی تعلیم سے جس شی کا نام زبان پر آئے اُسی کا عیب تیری زبان پر ہوگا کسواسطے کہ بلازین جو چیز تیری ملحوظ ہوگی اُسپر تجھے قناعت نہوگی بلکہ اُسکو تو عیب لگائیگا اور اس قسم کی عیب جوئی داخل کمال

سالک ہی۔ بیت

سر روحانیان داری ولی خود را ندیدستی　　بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہی کہ تو فرشتہ پہچانے ہان اپنے کو تو تو نے نہین دیکھا اور نہ پہچانا ہی اپنے خواب مین
تو آ یعنے اپنے تئین محو کر تا کہ فرشتون کا قبلہ تو نظر آوے کہ البتہ انسان کامل ملائک کا مسجود ہی
راقم مترجم۔ اس بیت کی شروع شرح مین لفظ اگر سہو کاتب سے ہوگا اسواسطے کہ اصل بیت مین
نہین اور نہ معنی اگر کے وہان درست آتے ہین جیسا کہ ظاہر ہی اور بیت کے معنی یہ ہین کہ ای مخاطب
تیری خواہش اور تیری تمنا ہی کہ فرشتہ پہچانے ہان یہ تعجب کی بات نہین اسلیے کہ تو نے اپنے تئین
نہین دیکھا ہی۔ بیت

مخور دم گر زبان شیشہ گر سرمے نہد خود را　　کہ چون فال خرابیہا ز ندپیل دمان بینی

دم فریب کے معنی مین ہی اور فاعل فعل نہد کا وہی نفس بدخو ہی کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہی معنی
اگر نفس حیلہ ساز پچر کے پرسے بھی کمتر یعنے عاجز اور ضعیف بنے چاہیے کہ تو اُسکے دم مین نہ آوے کسواسطے
کہ اگر وہ شریر خرابیان کرنے پر آوے تو ایک مست ہاتھی نظر آئیگا دمان کے معنے مست الا یہ لفظ ہاتھی
اور اژدہا کے سوا دوسرے کی صفت مین نہین آتا۔ بیت

ز بیرون پنبہ در گوش و افغان از درون گسترا　　اگر در نفس خود را انتعاشی از بیان بینی

دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہی کہ آخر مین واقع ہوا اور مصرع اول کا مضمون جزا ہی مطلق کہ اگر
نفس الامر مین خوشی اپنی بیان سے تو دیکھے یعنے اپنی تعریف سے چاہیے کہ باہر سے روئی
کان مین تو رکھ لے تا کہ تعریف اپنی تو کسی سے نہ سنے اور دل سے دہائی تہائی دے یعنے نا خوشی
ظاہر کر۔ المطلع الثانی۔ بیت

بخواب خود در آ تا قبلۂ روحانیان بینی　　بہ بین در آئینہ تا آتش صد خانمان بینی

ان دونون مصرعون کو دو بیت اول سے لیکر دوسرا مطلع مصنف نے قرار دیا ہی معنے اسطرح ہی
معشوق سے خطاب کرتا ہی ای علوی اصل شوخی کے پتلے جسکے خمیر مین ناز و افتخار داخل ہی تیری نظر
اپنے اوپر نہین ہی سزاوار تیرے یہ ہی کہ اپنے خواب مین تو آوے اسلیے کہ ظاہرا اپنے اوپر تیری نظر
خواب مین اپنے تئین دیکھ تا کہ فرشتون کا قبلہ تو اپنی ذات کو دیکھے اور اسے معنی کے مطابق تم
دوسرے مصرع کی ہی اور یہ خطاب معشوق کے سوا راست نہین آتا کہ گریز اور تخلیص کے وقت تمہید
اور تشبیب سے مصنف کہتا ہی کہ راگ گانا موقوف کر اور غزل کہنے سے علاحدہ ہو اور وعظ اور نصیحت

قدم رکھ۔ بیت

ہلاکم میکند گردون و غمگین نیست آری — تو نتوانی کہ بر احباب دشمن مہربان بینی

محبوب کی سنگدلی میں مبالغہ ہے یعنے آسمان مجھے مارے ڈالتا ہے تو غمگین ہوتا ہی میں جانتا ہوں
کہ تجھسے یہ نہیں ہوسکتا کہ عاشقوں پر دشمن کو کہ آسمان ہے مہربان دیکھے کسواسطے کہ احباب کا
ہلاک ہونا آسمان سے خالصی تیری ظلموں سے ہے اور سنگدلی شفقتی کی وجہ سے اس امر کو تجویز
نہیں کرتا۔ بیت

تو محبوب جہانی من انکہ مدارا باورم نایدا — تو شمع انجمن باشی و در پروانہ جان بینی

اس بیت کے معنی میں تعلیق بالمحال ہے یعنے تو جہان کا محبوب ہوا اور پھر صلح کا امکان عشاق گمان
کرین مجھے اسکا یقین نہیں ہوتا اسواسطے کہ جس مجلس میں تو شمع ہے پروانہ کی زندگی ممکن
نہیں ہے بیت

دلت الماس ہمت بود اگر دریابی الکونش — ترنج زر دست افشار پرویز جان بینے

ارباب ہمت پر معنے بیت واضح ہے کہ تیرا دل ہیرا تھا کہ دنیا کی رعایت کی ہوس سے نہین پتا تھا
اور اب اگر تو غور سے اُسے دیکھے تو وہ دنیا کے بادشاہون کے ہاتھ کا کھیل اور اشغولہ معلوم ہوگا
یعنے قیمت سے اُتر گیا اور شرح معنی ترنج زر دست افشار کی اُس قصیدہ میں کہ نرگس اُسکی
ردیف ہے لکھی گئی۔ بیت

نشان جان ہمی جوئی نشان نےز نشان یابی — مکان دل طلب کن تا مکان در لامکان بینے

دل کھوئے ہوئی ہو اور جو نے نشان ہو کر نے نشان یعنے ذات بحت کے نشان کا سراغ پا چکے
ہین معنی اسکے مخفی نہین ہین کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی حدیث کی سند سے جسکے یہ معنی
ہین کہ جسنے اپنا نفس پہچانا اپنے رب کو پہچانا چاہیئے کہ اپنے جان کے نشان کی خواہش میں تو رہے
کہ تحقیق جان سے نے نشان کے نشان کو کہ مطلب اصلی ہی پہونچنا آسان ہو اور دل کے
مقام پر آگاہی حاصل کر کہ اپنا مکان لامکان مین تو پائیگا۔ بیت

ز چنگ دی و فردا رستہ ام بی منت امروز — تو این دولت کجا یابی کہ ہستی در زمان بینے

یعنے مشہور تین زمانے ماضی مستقبل حال کی قید سے مین آزاد ہوگیا ہون یعنے گذشتہ اور آئندہ کی
گرفتاری سے بلا منت حال کے چھوٹ گیا اور جو شخص موجود کا احسان نہ اُٹھائے ظاہر ہے کہ
وہ گذرے اور آئیگا منت کش کیا ہوگا اور تجھے یہ دولت کہان نصیب کہ اپنی ہستی کو زمانے مین

دیکھتا ہی کہ زمانہ کا مقید ہی — بیت

بچشم مصلحت بنگر نظام ملک ہستی را — کہ ہر خاری در آن ادنی درفش کاویان بینی

کہتا ہی کہ مصلحت کی نظر سے دنیا کے انتظام کا ملاحظہ کر کہ اسکے جنگل مین ایک ایک کانٹا درفش کاویان یعنی شی عظیم العجب انگیز ہی — درفش کاویان ایک نیزہ کا نام ہی کہ کاوہ نامی ایک لوہار نے اسے طیار کیا اور سبب اسکے بنانے کا یہ تھا کہ جب ضحاک بادشاہ ظالم نے کاوہ لوہار کے دو بیٹے قارن اور قباد کو جان سے مار کر اپنے شانہ کے سانپون کو دیا جب قارن اور قباد کی نوبت آئی کاوہ ہندوستان کی طرف چلا گیا اور فریدون کو ضحاک کے ڈر سے لیکر ہندوستان کی طرف بھاگ گئے تھے اور گاے کے دودھ سے اسکو پالا جب کاوہ لوہار نے فریدون کو دیکھا اسکے ساتھ اور وہان سے آگے بڑھا اور اپنی جماعت کا حال اس شخص کے حضور مین عرض کیا جو نیرنجات لیئے طلسمات کے عمل مین مشہور معروف تھا اس عامل نے نقش صد در صد کا اس پوست چرمین پر بھرا کہ کاوہ اپنی کمر مین بندھا رکھتا تھا اور حکم دیا کہ اسکو ایک نیزہ پر باندھکر جھنڈا اٹھا کر بہت لوگ جمع ہو جائینگے کاوہ نے ایسا ہی کیا خلقت گروہ کی گروہ جوش کرتی ہوئی کاوہ کے ہمراہ ہوئی اور فریدون ضحاک پر چڑھ گیا اور غالب آیا ضحاک مارا گیا اور فریدون کو بادشاہی ملی اسکے بعد یہ رسم ہو گئی کہ جو بادشاہ لڑائی پر جاتا وہ نیزہ مذکور کو برکت کی نظر سے آگے بڑھاتا تھا اور فتح پانے کے بعد بہت سے جواہر اور موتی بیش بہا اسمین باندھ دیتا — درفش کسر اول سے تحقیق کیا گیا ہی بیت

تو از ملک عراق واژگون کن عادت پیشین — اگر خواہی کہ حسن رونق ہندوستان بینی

ملک عراق سے مراد سفیدی ہی جو درحقیقت سیاہ رو ہی اور ہندوستان سے معنی کا ملک وسیع مقصود ہی یعنی اگر تیری خواہش ہی کہ باطن کے شہر کی تو سیر کرے تو لازم ہی کہ اپنے وطن کی روش اور راہ کو تو ترک کرے بیت

ازان تاراج مینی در بیابان کاندرین کشور — بآبادی چو آئی راہزن ادیدبان بینی

بیابان سے مراد عرصہ حشر اور کشور سے دنیا مراد ہی یعنے دنیا کی آبادی مین کہ فی الحقیقت ویرانہ ہی جب تو نے نفس اور شیطان کو کہ دو بٹ مار تیرے دائین بائین لگے ہوئے ہین تو غفلت سے انکو نگہبان خیال کیے ہوئے ہی اور وہ غفلت کے پردہ مین تیری طہارت اور پاکدامنی کے اسباب کو لوٹے لیے جاتے ہین اور جسوقت قیامت کے میدان مین کہ واقعی شہر آباد ہی تیرا گذر ہو تو پائیگا کہ ہمارا مال اڑائے لیگئے ہین — صاحب فرہنگ جہانگیری نے لفظ کشور کو فتح اول سے تحقیق کیا ہی بیت

تو ہمرا دیدہ بر شعلہ می تازی زخاکستر — بہ بینی حسن خاکستر چو در دستگران بینی

ظاہر ہو کہ جاڑا کھایا ہوا شعلہ کی طرف دوڑتا ہو کہ اُس سے گرم ہو جاوے اسواسطے کہتا ہو کہ تو نے دنیا کا ہلکا اور معلوم
کیا ہو لہذا اُسکے علاج کے درپے ہو کہ جاڑے کے مارے آگ کی خواہش ہو اور راکھ کی تجھے قدر نہین اگر
آئینہ دل کے صیقل کرنے والون کے مجاور ہین تو جانے تو راکھ کا حسن دیکھے کہ اپنے تئین گلا جلا کر
دل کے شیشہ کو کیسا صاف شفاف کرتی ہو پس خاکساری اور نیازمندی کرنی لازم ہو ۔ بیت

هرود در عرصۂ دانش ز آسیب تنک فهمان      یقین را در پناه پرده داران گمان بینی

محبت والے جانتے ہین کہ عقل مکار ایک کانٹا ہو جسکے پانو مین وہ لگتا ہو راستہ چلنے سے آہستہ ہو جاتا ہو
او عقل والے اپنے قیاس باطل کے سبب ہمیشہ زعم اور پندار مین گرفتار رہتے ہین اور یہ جو کہا اور مقصود ہو
اسلیے مصنف منع کرتا ہو کہ عقل مندون کے جھگڑے مین نجا تاکہ وہان شک کی آڑ مین یقین چھپا ہو یعنے

شک غالب ہو ۔ بیت

مشوش خواہمت آنجا کہ بینی رہبر خستہ      در آتش خواہمت جائیکہ دستی عنان بینی

کہتا ہو کہ جہان کوئی عاجز راہ کا چلنے والا تجھے ملے وہان تجھے متفکر چاہتا ہون یعنے میری خواہش ہو
کہ تو دلسوزی اُسکے لیے کرے اور آگ مین تجھے لوٹتا چاہتا ہون یعنے تو بیقرار ہو جسوقت کہ ایک شخص
ہاتھ کو اپنی باگ مین تو دیکھے دست در عنان کے دو معنی ہین اول مزاحم دوسرے سائل یہان
اخیر معنی مراد ہین ۔

## قصیدہ در مدح ابو الفتح گیلانی نعت

بسکہ لذت دوستم یک لخت دل      بر متاع صد نمکدان میزنم

یہ قصیدہ حکیم ابو الفتح گیلانی کی تعریف مین کہا ہو اور بیت کا مطلب یہ ہو کہ بہت ہی لذت
مجھے عزیز ہو دل کے ایک ٹکڑے پر سو نمکدان جھکا دیتا ہون اور ایک لخت کی خصوصیت
اسواسطے ہو کہ دل کے سب ٹکڑون کو بہت زیادہ نمکدان درکار ہین اور عاشق کے دل کا ٹکڑے
ٹکڑے ہونا ظاہر ہو اور دل کے اوپر نمکدان کا خالی کرنا بظاہر سو طرح کے رنج کا آمادہ ہونا ہو لیکن
ہمت کے لوگ ایسے رنج اور درد کو بڑا آرام جانتے ہین اور اگر لخت کو دل کا مضاف نکرین یہ
معنی ہونگے کہ لذت کے پانے کے لیے دل کو برابر نمکدان پر جھکاتا ہون ۔ کلمہ یک لخت اگرچہ اور نا گاہ
یکبارہ اور یکبارگی کے معنی مین آیا ہو مگر پہلی تقریر بہتر معلوم ہوتی ہو ۔ بیت

آن خلیلم مین کہ فضل الحذر      بر دہان دست سہان میزنم

صفحہ ۶۹

حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ مہمان بغیر کھانا نہ کھاتے اور اگر کسی
ہستی پر پہیز پکڑنا چاہیں تو الحذر کا کلمہ کہتے ہیں مراد یہ کہ بچو اور پرہیز کرو یعنے میں وہ خلیل ہون کہ
مہمان کے منھہ پر الحذر کا قفل لگاتا ہون اور جتنے اپنے ہم کاسہ اور ہم نوالہ ہوتے پر کرتا ہون اس
سبب سے کہ غذا جو میں کھاتا ہون جسکی حقیقت پہلی بیت میں ذکر کی چھپا نہیں سکتا بیت

جاہ را کوس بلند آوازگی ۔۔۔ بر فراز بام نسیان میزنم

دستور ہی کہ دور آواز پہونچنے کی غرض سے نقارہ کو اونچے مقام اور چھت پر بجاتے ہیں اسلیے
کہتا ہی کہ شہرت کے نقارے کو فراموشی اور نسیان کے بام پر بجاتا ہون یعنے مرتبہ اور جاہ کو مین نے بھلادیا ہی
اور اس مقام پر بامعنی اضافت ہی اور جاہ مضاف الیہ کوس بلند آوازگی ہی بیت

بحر طوفان خیز دردم موج زن ۔۔۔ از تحمل کہا نشتر یان میزنم

بحر طوفان خیز دردمیم متکلم کے ساتھ مرکب تامہ ہی یعنے دریای طوفان خیز دردہستم اور دریاے
طوفان خیز درد میں خون کی لہر مناسب ہی خلاصہ رگون کی حرکت او جنبش سے خون کی لہر
مارتا ہون نشتر نہیں مارتا بیت

زہرہ مے درزد ز نواے خون چکان ۔۔۔ زخمہ چون بر عود افغان میزنم

عود ایک ولایتی باجے کا نام ہی اور افغان کو اس سے استعارہ کیا یعنے شور اور افغان کے
باجے کو جب مضراب سے چھیڑتا ہون تو آواز اسکی ایسی پر تاثیر ہی کہ زہرہ جو آسمان کی مطربہ ہی
میری آواز درد انگیز کو کہ بہت ہی دلمین تاثیر کرتی ہی چرا لیجاتی ہی بیت

تا بکے ہر سو دوم در سومنات ۔۔۔ تیشہ بر پاے ایمان میزنم

یعنی کب تک بتخانے میں ڈھونڈتا پھرون کہ بیدرد ایمان اسلام کے پانو پر کلہاڑے کا مارنا اور ایمان سے درگذر کرنا ہی
اور اس توجیہ میں تقاضا نہیں نکلتا مگر یہ کہ اس سے رجوع کیجائے اور اس سے یہ بہتر ہی جو بعضے کہتے ہیں
کہ کب تک آوارہ رہون سومنات میں کہ کفر کا عباد تخانہ ہی ایمان کے پانون پر کہ خلاف اور منافی
دین ہی اور ہر طرف اپنی نے وقتی سے نازش کرتا ہی کلہاڑی مارون یعنے راضی سومنات ہی کیون

بت پرستان سے فریبندم نے ۔۔۔ شیشہ بر سنگ ایشان میزنم

اس بیت کا حاصل یہ ہی کہ بت پرست لوگ مجھے پھسلاتے ہیں کہ خوب بت پرستی کر مگر میں انکے
داؤن میں نہیں آتا اسواسطے کہ فریب دینے کے وقت شیشہ کو انکے پتھر پر پٹک دیتا اشارہ انکے
فریب کے قبول نہ کرنے سے ہی ہان شیشہ توڑنا صحبت کے برہم کرنے کی چال ہی اور شیشہ

برسنگ زدن سے دوسرے معنی بھی ظاہر ہوتے ہین کہ شیشہ سے مراد دل ہو پتھر پر کہ بت سے مراد ہی ٹیکنا اشارہ بت پرستی کا گرویدہ ہوا ہی یعنے یہ لوگ فریب دیتے اور بہکاتے ہین اور اپنی مراد حاصل کرنے کی نظر سے انکے دم مین نہین آتا۔ یہ ارادہ بیت سابق کے ارادہ سے مناسب ہی واللہ اعلم۔ (از مترجم۔ شیشہ برسنگ زدن کنایہ عیش کے منغص ہونے اور بھید کے ظاہر ہونے سے ہی جیسا کہ بہار عجم مین پایا گیا پس محاورہ کے موافق معنی بیت کے یہ ہین کہ بت پرست لوگ مجھے پھسلاتے اور فریب دیتے ہین لیکن مین انکا راز فاش اور خود انکو رسوا کرتا ہون) بیت

بسکہ کج بنداشتم نقش درست ۔۔۔ خندہ بربازیچہ پنہان میزنم

بنداشت فعل اور میم متکلم اسکا فاعل اور کج صفت فعل مذکور کی کہ مقدم واقع ہوئی اور نقش درست موصوف مع صفت مفعول اسکا ہی۔ یعنے مصنوعات کہ صانع ازل نے پیدا کیے ہین سب کے نقش درست ہین غفلت کی راہ سے ان درست اور سیدھے نقشون کو مین نے ٹیڑھا جانا اور یہ خیال کھیل اور بازیچہ کے سوا نہین ہی اسواسطے کہتا ہی کہ مین اس جاننے پر کہ بازیچہ ہی ہنستا ہون اور دوسری ترکیب یہ بھی ممکن ہی کہ بنداشت فعل اور میم متکلم اسکا فاعل اور کج اسکا مفعول مقدم اپنے فعل یا فاعل پر اور نقش درست مفعول ثانی یعنے دنیا کو جو ٹیڑھی صورت ہی مین اپنی نادانی سے اس کج کو نقش درست خیال کرتا ہون اور وہ خیال کرنا ایک کھیل ہی پوشیدہ اس کھیل پر ہنستا ہون اور پہلی نظر پر اور ترکیب کسی قدر بہتر ہی۔ (از مترجم۔ شارح نے پنہان کا فائدہ ظاہر نہین کیا پس معنی اسطرح کہنے چاہیین کہ ہمیشہ مین کج کو نقش درست یا نقش درست کو کج تصور کرتا تھا اب جو اسکی تمیز ہوئی کہ مجھسے غلطی ہوئی کہ حق کو باطل یا باطل کو حق کو جانتا رہا تو اپنی نوبت پر ہنستا ہون اور پنہان اور چھپ کر اسواسطے کہ اگر ظاہر مین ہنسون اور میری اس غلطی سے لوگ واقف ہون تو ملامت ہوگی کہ سب نے جان لیا کہ مین نے عمر اپنی لغویات مین صرف کی اور شارح کے آخر تقریر سے نکلتا ہی کہ خود معنی بیت مین متردد اور فکر اسکی ڈانوان ڈول ہی کہ ایک توجیہ پر بھی اسکو اطمینان نہین ہی)

بسکہ بر پیش ست پایم ہر قدم ۔۔۔ دشنہ بر خار مغیلان میزنم

یعنے مین محبت کا بتلا کہ بلا کے جنگل مین آوارہ پھرنے والا ہون بسکہ ہر قدم مین پانون ڈنک کی نوک پر رکھتا ہون تیغ ارمان کی چھری ببول کے کانٹون کے گلے پر پھیرتا ہون اسواسطے کہ ببول کو اپنی خاطر مین نہین لاتا اور اسکو ملائم جانتا ہون اور بعضے نسخون مین پیش یا سے فارسی سے لکھا ہی اس صورت مین دشنہ مارنا پانون سے کہ آگے بڑھ کر جاتا ہی رفتار مین ببول کے

کانون پر ظاہر ہی مگر پہلا نسخہ واضح ہی بیت

کعبہ در آغوش دل دارم و سے　فال آتشگاہ گبران میزنم

یعنے کفر کا طالب ہون اسلیے کہ فال کسی چیز کے لینی اسکے طلب کرنی ہی حاصل بیت یہ کہ اسلام
بعید حاصل کرلیا کفر کا بھید ڈھونڈھتا ہون یا یہ معنی کہ اپنی آوارگی کا اظہار غرض رکھتا ہون یعنے
کعبہ کو بغل مین لیکر کوئی شخص آتشگاہ کی تمنا نہین کرتا لیکن مین آوارگی سے ایسا ہی کرتا ہون

می فشاند بر لبم خون مراد　عطسہ کز مغز ایمان میزنم

می فشاند فعل اور عطسہ فاعل کہ موخر واقع ہوا اور خون مراد مفعول اُسکا ہی اور چھینک مین
خون کا آنا ممکن ہی کسواسطے کہ خون کے جوش یا دوسری بیماری سے یہ امر ظاہر ہوا ہی اور خون
مراد سے ضائع ہونا مراد کا ہی یعنے ایمان کے دماغ سے جب چھینک لیتا ہون وہ مراد کہ
ایمان کی قرارگاہ مین ٹھہری ہوئی تھی اُس مراد کا خون ہونٹھون پر آتا ہی اس صورت مین مراد
مجازی کہ اُسکا قتل اور تلف ہونا عین مراد ہی غرض ہوگی خلاصہ ناکام اور نامراد ہونے پر ایمان
رکھتا ہون کہ نہ کوئی مقصد پورا ہوا نہ کوئی مراد ملے — بیت

دست شیون در گلستان نشاط　بر سر گلہاے خندان میزنم

مین ماتم کا دوست اور خوشی کا دشمن اگر باغ مین گذر کرون ہنستے پھولون کے سر پر ماتم کا ہاتھ مارتا ہون
اور جہان کہین خوشی کی بہار ہو مین شگفتہ نہین ہوتا ہون بلکہ اُس مقام کو بزم غم اور رنج کا گھر بناتا ہون
خلاصہ یہ کہ ہنستے پھولون کو ماتمی کرتا ہون اور اُنکو کدام پہچاننے پر لاتا ہون بیت

شیشہ از زہر ہلاہل شد تہی　کاسہ در خون شہیدان میزنم

شہیدون کا خون زہر ہلاہل سے زیادہ موثر ہلاک کرنے مین ہی اسواسطے کہ خون کا پینا باعث
ہلاکت ہی علی الخصوص خون شہیدون کا جو اللہ تعالے کی راہ مین مارے گئے اور اُس خون کی
حرمت اور تعظیم زیادہ ہی اور صورت یہ کہ زہر کا شیشہ چڑھا کر مین نے خالی کردیا اب شہیدون کے خون
کہ شربت مرگ سے جام کو بھرتا ہون اور اُسی زہر کو خوشگوار شراب جانتا ہون — بیت

عقل میگوید گل ایجاد او　بر سر تقدیر امکان میزنم

عقل کا مقولہ ہی کہ ممدوح کے پیدا کرنے کا پھول تقدیر امکان کے سر پر کلغی کی طرح
رکھتی ہون یعنی وجود ممدوح سب موجودات کی پیدائش پر مقدم ہی کسواسطے کہ ممدوح کی عقل تمنا
مین روشنی ہی جسکو فلسفی علت اولے کہتے ہین یہی وجہ ہی کہ اس مقدمہ مین عقل اختیار ہوئی

عشق سے گوہ عجب نہیب او　　بر دماغ پیر کنعان بستہ نم

پیر کنعان سے اشارہ یعقوب علیہ السلام سے ہی اور وہ قصہ مشہور ہی کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر مین لیگئے اور یعقوب علیہ السلام نے اُنکے فراق مین حزن کا گھر اختیار کیا اُسکو برابر رویا کرتے ایکدن عشق کی ہوا نے مصر سے یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو لیجاکر اُنکے دماغ تک پہونچادی اسواسطے کہتا ہی کہ ممدوح یوسف علیہ السلام کا مرتبہ رکھتا ہی اور عشق اس قصہ کے مناسبت سے مخصوص ہوا

## قصیدہ در مدح خانخانان گفتہ و تتبع انوری بردہ است مطلع قصیدہ انوری اینست

اے قاعدہ تازہ ز دست تو کرم را　　وے مرتبہ تو زبان تو قلم را

## قصیدہ عرفی ۵

اے داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را　　وے ساختہ پیرایۂ ہم فضل و کرم را

معنی یہ ہین کہ ای ممدوح تلوار اور قلم کو ایک دوسرے کے سایہ مین تونے رکھا ہی کہ تلوار تیری قلم کے سایہ مین ہی اسواسطے کہ قلم اُسکے منصب سے زیادہ منزلت حاصل کی اور قلم تیری تلوار کے سایہ مین ہی اسواسطے کہ تلوار کی تیزی اور کاٹ سے قلم کا حکم بڑھتا ہی اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ تلوار تیری قلم کے سایہ مین ہی یعنی انتظام سیاست مدنی کا کہ تلوار سے مضبوط ہی تیری تدبیر کے ساتھ وابستہ ہی اور اسی طرح قلم کے زیر سایہ تیغ ہونے سے تیری تدبیر سیاست سے متعلق ہی حاصل یہ کہ تو صاحب قلم ہی اور بھی صاحب سیف اور مصرع کے معنی ظاہر ہین مگر چونکہ فضل اور کرم کے معنی قریب قریب ہین اسواسطے اس مصرع کا لفظ ہم اول مصرع کے ہم سے مقابل نہین ہوتا اسواسطے کہ لفظ فضل کا کرم کے ساتھ بہت بخشش کے معنی مین آتا ہی اور علم و دانش کے معنی مین کم الا جب کہ لفظ فضل علم کے ساتھ مذکور ہو تو فضیلت علم کے معنی دیتا ہی بیت

جم مرتبۂ خانخنان کر اثر نطق　　چون گل ہمی گوش کند جذر اصم را

اس بیت مین مصنف نے ایک الف خانخانان کے نام سے کم کردیا ہی اور اسقدر تخفیف نام ممدوح شعر مین انکے لیے تجویز جائز رکھی ہی خلاصہ معنی جذر حساب مین دو قسم کے ہین جذر ناطق اور جذر اصم جذر ناطق وہ ہی کہ ایک مجذور فرض کرین کہ جذر اُسکا قاعدہ کے موافق مضروب فیہ مین ضرب دینے سے مجذور فرضی کے بتلانے پر ناطق ہو جیسے سولہ مجذور کا چار جذر ناطق ہی اور جذر اصم ہو کہ ایسا نہو جیسے سترہ یا اونیس کو مجذور قرار دین کوئی جذر

نہین کہ اُس حد تک پہونچی۔ مصنف کی غرض یہ ہو کہ ممدوح کی نطق مین یہ خوبی ہو کہ عذر اصم کو شنوا اور سامع کر دیتی ہو (از مترجم اصم بہرے کو کہتے ہین) بیت

جاوید ہمی بخشد وا ز پایہ نگاہد  رشح قلمت ثروت اصناف امم را

اس بیت مین بخشد فعل اور رشح قلم فاعل اور ثروت مفعول اور اضافت ثروت کی اصناف امم کی طرف تجویز کیجاے تو اس تقدیر پر شک کی بات یہ ہو کہ خلائق کے اقسام اور اصناف کو جو ثروت حاصل ہو اُسکی موجودگی ممدوح کی بخشش سے پہلے ہو اور یہ مقام تعریف کے منافی اور برخلاف ہو مگر تاویل کیجاے کہ جو ثروت اصناف خلائق کو حاصل ہو ممدوح کی دی ہوئی ہو اور ارادہ حصول ثروت کا ممدوح کی بخشش کے بعد کیا جاے مگر اسمین تکلف ہو اور نیز اضافت مین فصاحت نہین ہے تصحیح کہتا ہون کہ عرفی کے قلم سے سہو ہوا اور معنی کا چہرہ خراشیدہ ہو گیا اور ثروت بالفتح ثا و تشدید معنی تونگری ہو (از مترجم) شارح علیہ الرحمۃ کو سہو ہوا کہ بخشیدن متعدی بدو مفعول ہو ترجمہ اعطا کا جیسے کہ اعطیت زیدا درہما بخشایم زید کو ایک درم اسی طرح فعل بخشد کے بھی دو مفعول ہین اس بیت مین ایک مفعول ثروت دوسرا مفعول اصناف امم اور ثروت جو ایک مفعول ہو بلا کسرہ اضافت کے پڑھنا چاہیے اور مصنف اسمین سہو سے پاک ہو بیت

گنجینۂ احسانش تنک مایہ نگردد  گر تا ابد انعام دہد صفر رقم را

پوشیدہ نرہے کہ صفر اہل حساب کی اصطلاح مین نقطہ جو فدار کو کہتے ہین یعنے ایسا نقطہ کہ اندر سے خالی ہو (٥) اور اُسکو عدد کے برابر داہنی طرف رکھتے ہین اور وہ رقم کی بیشی کا باعث ہوتا ہو جیسے اکائی کو دہائی سیکڑے اور ہزار کے مرتبے تک پہونچا دے مثلاً ایک کے عدد کو لکھین اور اُسکے برابر ایک نقطہ رکھین دس ہو جاے اور اگر دو نقطہ رکھین تو سو ١٠٠ اور تین نقطہ رکھین تو ہزار ہو جائین ١٠٠٠۔ حاصل معنی یہ کہ اگر رقم پر صفر ہمیشہ تک انعام دیتا چلا جاے جس سے اُسکا مرتبہ زیادہ ہو اُس صفر سے خزانہ احسان کم نہو اور اُس صورت مین ضمیر شین کہ لفظ احسان سے متصل ہو بطریق اضمار قبل الذکر راجع صفر کی طرف ہوگی اور اس بیت کو موید بیت سابق کہینگے اور بعضے اس ضمیر کو راجع ممدوح کی طرف کرتے ہین اور معنی بیت کے اسطرح کہتے ہین اگر ممدوح رقم کو ہمیشہ تک صفر انعام کرے کہ اوس بخشش سے زیادہ ہوتی ہے احسان کا خزانہ کم نہو بیت

چرخ از شرف خاک درت ساخت علمے  کز درگہت آن سجدہ بود راہ قسم را

طلسم ایک صورت ہی کہ عمل نجات سے بناتے ہین اور اسکا فائدہ یہ ہی کہ کوئی اوسکی حد سے
بڑھ نہین سکتا اور دوسری طرف اُسکے نہین جا سکتا پس آسمان نے تیرے دروازہ کی خاک سے
ایک طلسم طیار کیا ہی کہ اوسطرف قسم نہین جا سکتی یعنی وہین بجاتی ہی خلاصہ یہ کہ تیرے دروازہ کی خاک
مقسم بہ ہی — از مترجم — شرح کی عبارت بیان معنی مین قاصر ہی — قسم اُسی کی کھاتے ہین
جسکی عزت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہی آسمان نے جو ممدوح کے دروازہ کی خاک سے طلسم بنایا ہے
اسطرف قسم نہین جاتی اس سے شاعر کا یہ ارادہ پایا جاتا ہی کہ ممدوح کی خاک منتہای عزت اور
بزرگی کی ہی کہ اس سے آگے بڑھ کر اور کسی کو حاصل وہ عزت دنیا مین نہین ہی جسکی قسم کھائی
پس مراد یہ نہین کہ خاک ممدوح مقسم بہ ہو گیا بلکہ ذکر لازم یعنی قسم کا ہی اور ملزوم اُسکا یعنی عزت
اور بزرگی مقصود ہی یعنی ممدوح کی بزرگی کو دوسری چیز دنیا مین نہین پہونچی اور وہی اعلی رتبہ کا
بزرگ اور معزز ہی — بیت

بگرفت ز انفاس تو در معرکہ لاف — شادی طرف شادی و غم جانب غم را

یعنی تیرے انصاف کی اقتضا کے محافظ افراد موجودات ہی معرکہ لاف و گزاف مین جہان
ایک دوسرے پر غلبہ اور تصرف کرنا چاہتا ہی خوشی نے اپنی طرف اختیار کی ہی اور غم نے اپنی طرف
یعنی جو مقام خوشی کے لائق ہی اُسی کی طرف خوشی مائل ہی اور جو موقع غم کے سزاوار ہی اُسی
طرف کو رجوع کرتا ہی اور بجاے بگرفت صیغہ مثبت کے نگرفت بصیغہ منفی بھی لکھا ہی درینصورت
طرف کے معنی حمایت اور جانبداری کے صادق آئینگے — از مترجم — شرح مین موافق نسخہ
انصاف کے معنی بیان ہوے بہتر ہی کہ متن مین بجاے انفاس کے لفظ انصاف درج ہو
اسواسطے کہ انفاس کا لغت مین انصاف مدلول نہین ہی — بیت

آگہ نیم از شبہ تو دانم کہ نزاد ست — دوشیزہ از دودہ شبہ تو عدم را

یعنی تیرے مثل کے خاندان سے ایک لڑکی پیدا نہین ہوئی یعنی تیرے ہمسر کے وجود کی علت نے
عدم مین وجود حاصل نہین کیا پس ممدوح کے مثل اور مانند سے ناواقفیت اور لاعلمی ہر چند شبہ کے
لفظ سے شبہ کے گھرانے کی موجودات ممکنہ کا توہم ہوتا ہی لیکن وہ فرضی براے گفتن ہی ورنہ جب
وجود کے عدم کا ارادہ ہو ظاہر ہی کہ اُسکا خاندان بھی قبیل عدم سے ہوگا — از مترجم — بہ
نزدیک معنے آگہ نیم کے وہ نہین ہی کہ شارح نے بطور نتیجہ لکھے پس آگاہی مانند ممدوح کے سے
مجہول ہوگی اسواسطے کہ مقصود مصنف کا آگہ نیم از شبہ تو سے یہ نہین ہی کہ اُسکو جہل ممدوح کا

شبہ سے ہی بلکہ قطعی اُسکو علم شبہ کے عدم کا ہی الا اُسکے عدم کا بیان بلاغت کے ساتھ کرنا چاہا
اور تعبیر اُسکی اسطرح کی مجھے شبہ ممدوح کی خبر نہین کہ وہ ہی یا نہین لیکن یہ یقیناً قطعی طور جانتا ہی
کہ خاندان شبہ مین دختر یا کرہ بھی پیدا نہین ہوئی پس ظاہر ہو کہ جب محل شبہ کی پیدائش کا عدم
وجود مین نہین آیا تو شبہ ممدوح بطریق اولے ممتنع الوجود ہو گا اسواسطے کہ والدہ بغیر معمولاً ولد نہین
ہوتا اور اس بیان پر بلاغت کو یہ بیان سادہ اور صریح نہین پہونچتا کہ مثل ممدوح کا موجود نہین ہی
اور اس حکم نفی شبہ مین حالانکہ قطعی ہی وہ لطف نہین ہی جو مضمون بیت مین ہی ابیات

از عدل تو گر طبع جنین معتدل آید　　آن عہد رسد عالم فرتوت و ژم را

کز گم شدگی در قلم وہم نیاید　　امکان رقم صورت مفہوم سرم را

جنین جیم عربی کے فتحہ سے بچہ خام کہ ماں کے پیٹ مین ہو اور جو خام پیدا ہو اُسے افگانہ کہتے ہین اور اُسکی
طبیعت اعتدال کے غیر قابل ہوتی ہی اسلئے عدل کی تعریف مین مصنف کہتا ہی کہ اے ممدوح تیرے
عدل کی اقتضا سے طبیعت جنین یعنی بچہ خام کے اگر اعتدال حاصل کرے تو عالم کا بوڑھاپا اور
کبرسن ایسے شباب اور تازگی سے بدل جائے کہ اُسکے مفہوم کی صورت مفقود ہو جانے کے سبب وہم کا
قلم بھی نہین لکھ سکتا بیت

گر جاہ حسود ت بہ ہندسہ افتد　　در مرتبہ نقصان رسد از صفر رقم را

ہندسہ سے وہ ہی کہ ہندسہ کے علم مین مشاق خوب ہو اور صفر وہ نقطہ ہی کہ اُس سے رقم کی افزونی
ہوتی ہی حاصل یہ کہ تیرے دشمن کا جاہ جس سے نقصان لازم ہی صاحب علم ہندسہ ہو اُسکے
اثر سے صفر بجائے افزونی نقصان رقم کو پہونچائے بیت

ہر تشنہ کہ لب ماند بر آب لبش خورد　　از بسکہ فشردہ است کف جود تو یم را

ترکیب مین لفظ ماند فعل اور تشنہ فاعل اور لبش مین جو ضمیر شین ہی راجع تشنہ کی طرف ہی
اور خورد بھی فعل اور فشردہ بھی فعل ہی اور کف جود فاعل اُسکی اور یم کہ فاعل ہی فعل خورد کا
اس فعل کا مفعول ہی اور کلمہ بر کی ضمیر کہ پہلے مصرع مین ہی اضمار قبل الذکر کی قسم سے ہی اور مرجع اُسکا
لفظ یم ہی حاصل معنی یہ کہ تیری بخشش نے دریا کو ایسا خشک کر دیا کہ اگر کوئی پیاسا آدمی اپنی
سیرابی کی خاطر دریا پر لب کو رکھے دریا اپنی خشک لبی کے سبب پانی کی خواہش پیاسے
آدمی کے لب سے کرے ابیات

آن روز کہ ایثار شجاعت نگذارد　　نے بہرہ ز تیغت مگر آہوی حرم را

ہر غلطہ کہ از صفت کمانِ تو بر آید ریزد بگریبانِ بقا خونِ عدم را

یہ قطعہ جو ممدوح کی صفت خونریزی اور سفاکی مین لکھا ہی اور عدم کے قتل کا قصد بقا مین کیا ہی واقعی ارادہ امر غیر ممکن کا کیا اسواسطے کہ بقا کا محل عدم ہونا ایک وقت مین بطلان ایک طرف کا محل وحال سے بداہتہ چاہتا ہی لیکن مبالغہ بطور ادعا کیا کہ معنی کے تصور کو وجود کے منقش مکان سے عدم کے کارخانہ مین پہونچایا اور صفر کمان کی چھینک اُس آواز کی طرف اشارہ ہی کہ تیر لگانے کے وقت نکلتی ہی اور یہ استعارہ ناپسندیدہ ہی جو مصنف نے باندھا حاصل معنی یہ کہ جسدن تیری تلوار کہ اُسکا جوہر شجاعت ہی حرم کعبہ کے ہرن کے سوا کسی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑے جو آواز کہ تیری کمان سے کھینچنے کے وقت پیدا ہو ہستی کا خون ہستی کے گریبان مین گرائے یعنے نیستی کو اگر ہستی کی حمایت مین بھی پناہ لے وہان بھی قتل کر ڈالے اہل معنی باریک بین پر پوشیدہ نہین کہ عدم کی خونریزی سے توہم اسکا ہوتا ہی کہ نفی کی نفی اثبات کو چاہتی ہی اور ممکن ہی کہ بقا کو دشمن ممدوح کے عدم سے مراد رکھین اس سبب سے کہ وہ دشمن جب کہ مرنے کو طیار ہی تو گویا وجود اُسکا حکم عدم رکھتا ہی بیت

آنجا کہ نہیب تو تپ لرزہ کند عام اطبا متحرک نگرد نبض سقم را

ارباب سخن پر ظاہر ہی کہ تپ لرزہ کا منشاء غلبہ صفرا اور حرارت خون کا ہی اور سقم سین کے کسرہ سے بیماری ہی لیکن صراح اور قاموس مین نہین پایا گیا شاید یہ نسخہ ہو اور جو ہو تو معنی یہ ہین کہ جہان کہین تیرے خوف سے تپ لرزہ عام ہو کر سب مین پھیل جاے اندھا موجودات کے اٹھائے نہین دیکھ سکتا نبض بیمار کو زیادہ اُچھلنے اور تڑپنے سے متحرک دیکھ لے اور بعضے نسخون مین بجاے سقم لفظ بقم آیا ہی اور بقم ایک لکڑی ہوتی ہی جس سے لال رنگ نکلتا ہی اور ہندی مین مجیٹھ بولتے ہین اس صورت مین یہ معنی ہوسکتے ہین کہ مجیٹھ کے رگ وریشہ مین وہ رنگ خون خشک کے مانند ہی باوجودیکہ وہ خون خشک ہی تپ لرزہ کے سبب جو تیرے خوف کے باعث پیدا ہوا ہی اندھا مجیٹھ کی نبض کو پھڑکتے ہوئے دیکھ لے — قید عام کے وسیلہ سے اس قسم کے معنی کو بنا سکتے ہین ہر چند کہ عموم نبض کا پہلے معنی مین بھی نوع انسانی کے افراد کی نسبت پایا جاتا ہی مگر مبالغہ واغراق اسمین زیادہ ہی بیت

سلطان غم از عدل تو بگریختہ بگذاشت در سینۂ اعدای تو اوتاد خیم را

اس بیت کے معنی دو فائدہ دیتے ہین ایک غم کا جہان سے بھاگنا ممدوح کے عدل سے اور

دوسرے دشمنون کا ہلاک اُسی سے ہوتا ہے جسکے سینون مین خیمون کی میخین گڑی ہیں

ازبسکہ بود یاد تو در طینت اشیا    نسیان تو شرمندہ کند شہرت جم را

اس بیت کے معنے کہ سہو کے خمیر یا یہ سے بنی ہین اسطرح ہوتے ہین کہ تیرے یاد کی کثرت گویا وہ اشیا مین جزو بدن ہوگئی ہے اگر تجھے فراموش بھی کرین وہ بھول یاد کی اُس درجہ پر ہوگی کہ جمشید کی شہرت اُسکے آگے شرمندہ ہو بعد انسان کہ یاد کا اثبات اس مرتبہ کیا ہے پھر نسیان مصنف کے نسیان سے مقصود ہے (از مترجم) شعرائے عجم کے خیالات اسی قسم کے مبالغہ اور محالات کے بھرے ہوئے ہین شارح علیہ الرحمۃ کو ضرورت اعتراض کی نہین تھی (بیت)

ازبسکہ ز رای تو ستد داروی صحت    عیسی بطبابت بنشاند سقم را

اس بیت مین ممدوح کی رای صحیح کی تعریف کرتا ہے لفظ ستد ترکیب مین فعل اور سقم فاعل اُسکا اور حضرت عیسی علیہ السلام طبابت کے ساتھ آئے اسواسطے کہ ہر پیغمبر ایک پیشہ کے ساتھ مخصوص ہے خلاصہ معنی یہ کہ بیماری نے تیری رای سے جو صحت کی دوا افراط سے حاصل کی ہے تو اُسکو عیسی علیہ السلام نے اور بیمارون کے اچھا کرنے کے لیے بھلا اپنے اوپر اُسکو ترجیح دی اور ستد کا فاعل عیسی علیہ السلام کو بھی کہہ سکتے ہین اور کچھ بہتر اور ستد اول حرف کے کسرہ سے اور دوم کے ضمہ اور دال کے سکون سے صیغہ ماضی بمعنی گرفتہ ہے — بیت

راستگر عدل تو صد تنگ مخالف    بنوازد دستے زیر کند کوک نغم را

عدل کی تعریف کرتا ہے اور عدل کا مقتضا ہے کہ ہر شے کو اُسکی حد پر نگاہ رکھے یعنی اوج تیرے عدل کا گویا سور اگ ایک دوسرے کے مخالف گانے تو بھی زیر اور بم کو باہم ملا سکے اور یہ بات تیرے عدل کے سوا دوسرے سے مشکل ہے کوک دو چیز کا ملانا (از مترجم) بم موٹے تار کو کہتے ہین کہ ضد زیر ہے (از جہانگیری) بیت

معلومیت عدیل تو کہ در گم شدن او    دستے ننمود ماحی نسیان عدم را

ممدوح کے عدیل اور ہمسر کے غیر ممکن ہونے مین مبالغہ کرتا ہے کہ اُسکی محویت موجود اتنی ایسی ہے کہ نسیان عدم اور فراموشی عدم کے بغیر محو کیے ذہنون سے جاتا رہا ہے اضافت ماحی کی نسیان کی طرف اضافت بیانی ہے اور اضافت نسیان کی عدم کی جانب اضافت لامی

اور ماحی کے معنے محو کرنے والا اور مٹانے والا۔ اور بعضے نسخون مین لفظ عدم کی جگہ قلم کا لفظ لکھا ہے اس صورت مین قلم سے مراد لوح کا قلم ہوگا اور نسیان اشارہ سہو قلم کی طرف اور نسیان اور عدم کے درمیان واو عاطفہ دیکھا گیا اس صورت مین نسیان اور عدم دو ماحی قرار دئے جا سکتے ہین اور ہر ایک کو بنفسہ اسکی صلاحیت ہے ابیات

زد کوس حیات ابدی خصم تو چون دید — سرمایۂ ہستی ز وجود تو عدم را

تقدیر بیاموخت کہ ہش اجزا و وجودش — اکسیر فنا و گدازش گر غم را

جب کہ ممدوح کا وجود موجب ہستی دشمن ہے اگر ہمیشہ کی زندگی کا دعوے کرے تو بجا ہے اور جب حال ایسا ہو تقدیر اسکی نیست نابود ہونے کے لیے دوسری فکر کرے کہ فنا کی کیمیا غم کے سونار کو سکھلا دی۔ اکسیر فنا مین اضافت بیانی ہے اور اسی طرح ترکیب گداز شگر غم مین خلاصہ غم ہمیشہ اسکا لازم غیر منفک ہے کہ یہ زندگی اوسکی مرنے سے بدتر ہو جاے اور لفظ فنا کے لانے سے بجاے عدم کا توہم ہوتا ہے اسکے دفع کرنے کے لیئے ایسا بیان کرتے ہین کہ فنا اور عدم مین تفاوت ہے کہ فنا بعد وجود کے ہوتا ہے اور عدم وجود سے پہلے بھی ثابت ہے جیسا کہ محتاج تفصیل نہین ہے۔ داز مترجم۔ اکسیر فنا اور گداز شگر غم مین اضافت تشبیہی ہے نہ اضافت بیانی ؎ ابیات

انصاف بدہ بوالفرج و انوری امروز — بہر چہ غنیمت نشمارند عدم را

بسم اللہ ز اعجاز نفس جان دہ شان باد — تا من قلم اندازم و گیرند قلم را

ان دو بیتون کو تمام معنی مین پوری مشارکت ہے اور چونکہ حکیم اوحد الدین انوری اور ابوالفرج رونی نے اس زمین مین بیشتر قصائد کہے ہین مصنف ممدوح سے خطاب کرتا ہے کہ اے ممدوح انصاف دے کہ انوری اور ابوالفرج آج کے دن کہ مین شاعری کے ملک مین صدر نشین ہون اپنا ملک عدم مین ہونا کسواسطے غنیمت نہ جانین اور بسم اللہ اپنے دم مسیحی جان بخش کے اعجاز سے انکو زندہ کرتا کہ مین قلم رکھدون اور وہ دونون اپنی لیاقت کے اظہار کے لیے میرے سامنے قلم اٹھاوین اور بسم اللہ کا کلمہ ایک کام کرنے کی تکلیف دینے کے لیے بولتے ہین بیت

من مدح کرم لیک نہ سر جانے وطامع — گردن نشوم منت سر بذل کرم را

گردن شدن برای منت کے معنی کرم کا قبول کرنا۔ اسلیے کہ منت کی نسبت گردن سے محاورہ مین آتی ہے اور بجاے نشوم نہم بعضے نسخون مین دیکھا گیا اس صورت مین معنے

صاف ہین اور بہتر نسخہ اول سے **بیت**

امکان بود امکان کہ ہمہ عجز و نیاز یست  سرمایۂ فطرت چہ سلاطین چہ خدم

اس بیت مین ایک لفظ امکان معنی مین گنجایش رکھتا ہو اور امکان دوم تاکید کے لیے ہو عجز و نیاز ترکیب مین خبر ہو کہ مقدم واقع ہوئی اپنی مبتدا پر کہ لفظ سرمایۂ فطرت ہو یعنے ممکن ہو کہ پیدایش کا مایہ بادشاہ ہو یا فقیر سب کے واسطے عجز او رنیاز ہو **بیت**

صنعت گہ شان چشم و دل خصم تو بادا  تا صنعت تحلیل بود آتش و نم را

شان فارسی مین ضمیر جمع کی ہو اور وہ بصورت اضمار قبل الذکر ہو اور آتش و نم کی طرف راجع ہو اگرچہ آگ اور پانی دو چیز ہین لیکن اس اعتبار سے کہ منطقی تثنیہ کو جمع کہتے ہین اسواسطے جمع کا حکم رکھتے ہین اور تحلیل کے معنے گلانا حاصل یہ کہ آگ اور پانی کے گلانے کی صنعت کا کارخانہ تیرے دشمن کا چشم و دل ہو اور نسبت آتش و نم کی چشم و دل کے ساتھ نسبت لف و نشر غیر مرتب ہو (از مترجم — خود فارسی زبان مین تثنیہ اور جمع کا صیغہ ایک ہی ہو پس اصطلاح منطق کا ذکر کرنا درکار نہین ہو)

| | قصیدہ در مدح حکیم ابوالفتح **بیت** | |
|---|---|---|

استناع حصول شوکت تو  نشتر سینۂ فریدون باد

یہ قصیدہ حکیم ابوالفتح کی تعریف مین لکھا ہو اس بیت مین ترکیب کی رو سے اضافت اقتناع کی حصول کی طرف اضافت مصدر جانب فاعل ہو اور اسی طرح اضافت حصول جانب شوکت کے غرض یہ ہو کہ فریدون کی شوکت ضرب المثل ہو مصنف کہتا ہو تیری شان و شوکت کا فریدون کو نہ مل سکنا سینۂ فریدون کو زخمی کرتا ہو یعنے فریدون کو تیری شان و شوکت حاصل نہین ہو — **ابیات**

انقطاع حیات دشمن تو  جوہر دشنۂ شبخون باد

ہر سرابے کہ در جہان عطاست  از نم خامۂ تو جیحون باد

یعنے جو بخشش کہ کہنے کے واسطے ہو اور عمل مین لانا اسکا محال ہو تجھسے وہ بخشش مین آتی سراب کا جیحون ہونا اشارہ معدوم کے موجود ہونے سے ہو اور یہ کیفیت بدل جاتی حس بصری کو شبہ مین ڈالنے والا ہو (جیحون بالفتح نام رودیست در بلخ از کشف اللغات)

صفحہ ۸۴ اصل کتاب

سراب بروزن خراب زمین شورہ را گویند کہ در آفتاب می درخشد و از دور بآب می ماند ازبرہان قاطع

ہر سرابے کہ در خم اشیاست　　لب بامہ توشعہ دن باد

یعنی تمام حقیقت اور ماہیت چیزوں کی تیرے نامہ کے نزدیک سراب ہو یعنی حقایق موجودات کے تیرے نامہ کے مضامین ہوں بیت

عالم از فطنت تو مفتون ست　　عقل فعال تیز مفتون باد

یعنی علم ایک محبوب ہو کہ فطنت اُسکی دیوانی ہو مگر فطنت تیری وہ معشوق ہو کہ علم اُسپر عاشق ہوگیا ہو — عقل فعال آسمان ماہ کا نفس ہو کہ اُسکو واہب الصور کہتے ہین وہ بھی تیرا دلدادہ

صورت از بخشش تو ممنون ست　　لوح محفوظ نیز ممنون باد

پہلے مصرع مین صورت سے مراد دنیا اور کائنات ہو یعنی دنیا اپنے نظام و قیام کی نظر سے کہ تیری بخشش اور دید سے حاصل ہو تیری بخشش سے احسان ماننے والی ہو مصرع ثانی مین تائید ہو اس مطلب کی اور لوح محفوظ نفس کل سے مراد ہو اور اُسے عرش بھی کہتے ہین اور وہ صورت ہاے آفریدہ کا اُٹھانے والا اور قبول کرنے والا ہو اگر ایک چیز کا حامل اور قابل کسی چیز کا ممنون اور احسانمند ہو تو محمول اور مقبول اُسکا بدرجہ اولے زیر منت ہوگا واللہ اعلم

دورۂ روزگار دولت تو　　جسم و جان باد لفظ و مضمون باد

یعنی زمانے کی گردش کو تیری دولت سے وہ نسبت ہو کہ بدن کو جان سے اور لفظ کو مضمون سے یعنی لازم اور ملزوم ہو بیت

گر ز ظل تو ابرہ اش باشد　　قاقم صبح شب اکسون باد

اس بیت مین سایہ ممدوح کی روشنی مین مبالغہ کیا ہو جسکو صورت کے اعتبار سے تیرگی لازم ہو — ابرہ اش مین ضمیر شین اضمار قبل الذکر اور قاقم صبح کی طرف راجع ہو کہ مصرع دوم مین ہو اور قاقم پوستین سفید — اکسون ریشمی سیاہ کپڑا — اور معنی ظاہر ہین بیت

روح خصمت کہ زندہ در گورست　　ورنہ پاے فتنہ مدفون باد

یعنی تیرے دشمن کا وجود گویا قبر ہو اُسکی روح جو زندہ در گور ہو فتنہ کی پایمال ہو — یعنی علاوہ اسکے کہ وہ زندہ قبر مین ہو فتنہ کی بھی پایمال ہو — بیت

وعدہ در روزگار رحمت تو　　دلش از عمر کوتہ خون باد

اے وعدہ کا دل خون ہو اور وعدہ مرجاے حاصل تیری ہمت کے سامنے وعدہ نہین بے وعدہ

توڑ دیتا ہے۔ بیت

دشمنت خستہ باد کو ہمہ بست — جادوئے بابلش در افسون باد

دشمن تیرا خراب خستہ ہو اور میں بھی ترقی کرکے کہتا ہوں ہرچند دشمن کو نسلی ہی بابل کا جادو دکھاوے
افسون میں ہو

## قصیدہ در مدح ابوالفتح گیلانی گفتہ است بیت

زہرگاہ کہ ہوائے دلم نقاب کشاد — فلک نگاشتن حسرت نوشت و وا دیباد

یہ قصیدہ بھی حکیم ابوالفتح گیلانی کی مدح میں کہا ہے اور تمہید اسکی زمانہ کی شکایت سے اٹھائی ہے
اس بیت کے معنی یہ ہیں جس مقصود کے منہ پر سے کہ میرے دل نے پردہ اٹھایا آسمان نے
اس پردہ سے انجام کو حسرت دکھلائی۔ بیت

زمانہ غیر الم نامہ نیست تصنیفش — دلم ز صفحۂ فہرست برگرفت سواد

بیت سے اسکے معنے ظاہر ہیں تصنیفش میں ضمیر شین راجع جانب زمانہ ہے کہ الم نامہ کے سوا
دوسری تصنیف اسکی نہیں ہے اور میں نے اس کتاب کی فہرست سے مطلب اسکا
اٹھا لیا۔ بیت

چہ خیزد از نفس سرد من بہل یکروز — کہ زمہریر بخوشد ز گرم حداد

نفس سرد نفس سے اثر کو کہتے ہیں اور زمہریر کرہ ہوا کو کہتے ہیں کہ کرۂ مائی اور کرۂ
اثیر کے درمیان ہے اور مختار اسکی برودت ہے اور زمہریر کی تحقیق میں گفتگو ہمیں ہیں مناسب
یہاں اسی قدر کافی ہے اور حداد لغت عرب میں لوہار کو کہتے ہیں حاصل یہ کہ کیا پیدا ہوا
ای آسمان مجھے کیا بن آئے اور میرا میں کیا کر سکتا ہوں تھوڑی مہلت اور فرصت دی
دوسرے مصرع میں اپنے عجز کو ثابتاً بطور تعلیق بالمحال کے کہتا ہے کہ سردی کی امید لوہار کی
بھٹی فضول ہے اسی طرح بدلا لینے کی خواہش تجھسے ای فلک نے فائدہ ہے اور بعضے نسخوں
میں بجاے بخوشد منفی کی بجوشد بصیغہ ثبت دیکھا گیا اس صورت میں معنے کی تقریر یہ ہوگی
کہ ای آسمان میری ٹھنڈی سانس سے کیا ہو سکیگا بیدردی مت کر اور ایک دن کی فرصت
کر لوہار کی بھٹی یعنے جیسے سینہ سوزاں سے زمہریر ابلنے لگے — بیت

گرفتم آنکہ ز فریاد منع دل بکنم — کہ مہربان شود این عمر لعنت داین فریاد

عجب مدان کہ قدم سودہ از پس گردد ۔ ہم از بدایت سلم نہایت اعداد

اس قطعہ مین مصنف نے چاہا ہے کہ ممدوح کی بزرگی کی تعریف کرے کہتا ہے کہ اُسکی بزرگی کے محل کے کہ ساتون آسمان اُسکی نسبت آدھی پایہ برابر ہین درجے شمار کرین تو معلوم ہو کہ آخری شمار اُس کے محل کے زینے کے پہلے پایہ پر ختم ہو گا بیت

بسیر مرتع جاہ تو آہوان حرم ۔ چرد ز سفرۂ خلق تو گربہ ہا سے زباد

مرتع جاہ مین اضافت بیانی ہے اور آہوان حرم مین اضافت لامی اور اسی طرح سفرۂ خلق مین بھی لامی ہے اور زباد بالکسر ایک قسم کی خوشبو ہے کہ بلی سے وہ حاصل ہوتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ بلی کی منی ہے حاصل یہ کہ حرم کے ہرن جو کمال عزت سے اپنے امن کے مقام پر رہتے ہین وہان سے نکلکر تیرے مرتبہ کی چراگاہ مین سیر کرتے ہین یعنے اس چراگاہ مین اُس سے زیادہ امن کا مقام خیال کرتے ہین اور چونکہ حرم کے ہرن کا ذکر امن امان کے مقام کرنے مین بجاے لفظ جاہ کے اگر حفظ ہوتا تو استعارہ غیر معیوب اور معنی بھی خوب حاصل ہوتے ۔ (از مترجم شارح علیہ الرحمۃ نے دوسرے مصرع کی شرح فروگذاشت کی اور پہلے مصرع کی شرح مین خود اُسکا تردد ہے اور صحیح نسخہ اس بیت کا اُسکی نگاہ سے نہین گذرا اور وہ یہ ہے ۔ بسیر مرتع قدر تو آہوان حرم ✤ بدور سفرۂ خلق تو گربہ ہا سے زباد ✤ دونون مصرع دو لخت ہین یعنے اپنے اپنے معنی کے ساتھ جداگانہ معنی یہ ہین کہ تیری قدر اور عزت کی چراگاہ مین حرم کے ہرن تفریح کو آتے اور سیر کرتے ہین چونکہ یہ تفریح گاہ معمولی مسکن سے کہ حرم ہی قدر مین بڑھکر ہے جو موجب حفظ ہو وجہ اُنکے سیر کی ہے اور تیرے خلق معطر کے دسترخوان کے ارد گرد گربہ ہاے زباد جنکے عرق سے عطر مشہور پیدا ہوتا ہے اکتساب بوی خوش کے لیے گھومتے ہین مرتع جاہ اور سفرۂ خلق مین اضافت تشبیہی ہے)

نثار مقدم اندازۂ تو چشم ملوک ۔ غبار دامن آوازۂ تو گوش بلاد

غبار دامن اور دامن آوازہ اور گوش بلاد سب ترکیبون مین اضافت لامی ہے یعنے شہرون کے کان تیرے دامن آوازہ کے غبار ہین یعنے جسطرح غبار دامن پر بیٹھ جاتا ہے اور دامن سے اتصال پاتا ہے ویسا اتصال پیدا کرنے کے لیے شہرون کی کان غبار تیرے دامن آوازہ کے ہو گئے ہین یعنے کوئی شہر ایسا نہین کہ تیرا آوازہ وہان نہین پہونچا اس سے قطع نظر کہ آوازہ کان کے پاس پہونچتا ہے اور یہان کان کو آوازہ تک پہونچایا استعارہ غبار آلودہ مصنف نے باندھا کہ وہ سخن کے پہونچنے والون کا غبار خاطر ہو گیا ۔ (از مترجم مصنف نے گوش کو

آوازہ تک خلاف دستور نہین پہونچا یا جسپر شارح علیہ الرحمۃ معترض ہین بلکہ خود گوش بلاد شہرت خوش
آیندہ ممدوح کے اشتیاق مین اُسکے دامن سے غبار کی طرح لپٹے رہتے ہین کہ جو بات ہو جلد سُن لین
پس جرح شارح کی مندفع ہی۔ اور استعارہ بھی غبار کدورت سے پاک ہی اسوجہ سے کہ عرفاً خبر اور شہرت
اسکا اعزاز اور افتخار ہوتا ہی کہ کانون تک پہونچین اور مقبول ہون اور عمدہ اثر پیدا کرین اور اسواسطے
شہرت کو درجہ خادم کا ہی اور کان کو مرتبہ مخدوم کا لیکن یہ شہرت ممدوح کی ہی لہذا آنمین نسبت
معمولی منعکس ہوگئی یعنے شہرت ممدوح مخدوم ہوگئی اور گوش خلائق خادم بنگئے کہ اس باریک
معنی کی طرف استعارہ تخییلی متوجہ کرا رہی ہے بیت

نفاذ امر تو گر پنجہ زموم کند کشد انامل وے آتش از دل فولاد

نفاذ حرف اول کے کسرہ سے جاری ہونا اور فتحہ سے بھی آیا ہی وے کی ضمیر دوسرے مصرع مین
پنجہ کی طرف راجع ہی اور انامل انگلی۔ حاصل یہ کہ تیرے حکم سے کمزور زور آور ایسے غالب ہوجاتے
کہ انکے غلبہ کرنے مین امور غیر ممکن ممکن اور موجود ہوجاتے ہین (از مترجم معنی مشرحہ کو لفظ
پنجہ منکر ہی اور غرض مصنف یہ معلوم ہوتی ہی کہ اے ممدوح تیرا حکم ایسا نافذ اور روان ہی کہ آلات نفاذ خواہ
کیسے ہی ضعیف اور کمزور ہون لیکن اپنی قوت سے ظہور حکم ہی اور ما مور بہ کا ہوتا ہی گو وہ محال ہی ہو بیت

چو راز دار تو گردد ز مردن شیرین ملال راہ نیابد بسینۂ فرہاد

اس بیت مین مصنف نے ممدوح کی ہمت کی جو تسلیم دوست ہی تعریف بیان کی کہ سہل رنجون سے خاطر
اسکی آزردہ نہین ہوتی جیسے کہ فرہاد نے شیرین کے مرنے کا درد پایا اور مرگیا اور فرہاد اگر تیرا محرم راز
ہوتا ہرگز شیرین کے مرنے سے ملول نہوتا یعنے رضا و تسلیم مین خوش رہتا مصرع اول مین گردد فعل ہی
در مصرع دوم فرہاد اُسکا فاعل ہی اور اسرار بیانی کے رموز دانون پر پوشیدہ نہیں ہے کہ احتمال ہی
مصنف نے ممدوح کی رازداری کی تعریف کی ہو جیسے کہتا ہو کہ فرہاد نے جان دینے مین افشار راز
کیا اگر محرم راز تیرا ہوتا ہرگز ایسا امر ناپسند نکرتا اور اس توجیہ کا فائدہ معنے اول سے بھی حاصل ہی اسواسطے
تسلیم کا ذکر اسمین ہی۔ اور معنی آخر کی صورت مین بجائے لفظ گردد کلمہ بودی کا پہلے مصرع مین
اور بجائے فرہاد ہوتا اور بجائے لفظ نیابد کے لفظ نکردی کا تو خوب ہوتا۔ (از مترجم بیت مین
اصلاح شارح علیہ الرحمۃ کی حاجت نہین اسواسطے کہ اگر کا لفظ دلیل ذہنی مضمون کا ہی اور
شعر اکے بیانون کے سامنے ایسے لحاظ تقدیم و تاخیر زمانہ کا کچھ وزن نہین ہی بیت

بباغ طبع تو جو شند طائران بہشت چنانکہ فوج مگس بر دکان حلوا و

چونکہ طبیعت کی تعریف شیرین کے ساتھ کرتے ہین اسلیے یہ مضمون باندھا اور طبیعت کو باغ سے تشبیہ پرندون کی نظر سے دی ہے — بیت

اگر صبا بزاری برد غبار درت کنند تہنیت ہم بزیر خاک اجساد

معنی بیت کے یہ معلوم ہوتے ہین کہ اے ممدوح ہوا تیرے دروازہ کی گرد اگر کسی قبر پر لیجائے زمین کے نیچے مردے آپسمین سبار کباد دین یعنے وہ اسے کہے کہ تمہین ہدیہ خاک مبارک کہ معبود جیسے کا نقش پروردہ ہے اور یہ اسکو — لیکن ہم کے لفظ مین شک ہے اور وہ یہ کہ اگر صبا کے غبار پہونچانے سے اجساد مردہ کے باہم مبارکباد کہنے کا تعلق صادق نہین آتا اسلیے کہ مزار ایک قبر کو کہتے ہین نہ قبور کو مگر یہ کہ مزار کو مقبرہ پر بولین کہ اسمین متعدد قبرین ہوتی ہین اور اگر مصرع اول اس طرز پر ہوتا مضائقہ نہ تھا بیت — اگر غبار درت را برد صبا بقبور لفظ ہم کا جو دوسرے مصرع مین ہے معنی دیتا — واز مترجم مزار ظرف کا صیغہ ہے یعنے زیارت واحد کی علامت نہین جیسے کہ لفظ قبر کا ہے اسم جنس کہ واحد اور جمع دونون پر صادق آتا ہے پس شارح علیہ الرحمۃ کا شک اور خلجان مرتفع ہے — بیت

بر آسمان نہم حلمت ار فشارد پاے بجز دو بعد سہ بعد نگردد از ابعاد

علم کی تعریف گرانی سے کی ہے اور حکما نے تمام عالم کو تین بعد ثابت کیے ہین طول عرض ظاہر ہے کہ عمق زمین سے آسمان تک ہوا کا جوف ہے یعنے جب تیرا حلم زور سے نوین آسمان پانون رکھے آسمان پچک کر زمین سے ایک ہوجاے عمق درمیان سے غائب ہو طول عرض فقط رہجاے اور ہرچند گہرائی اور عمق کہ جسم اور جوہر مین قرار دیا اس صورت مین رہیگا مگر یہان پر عمق نمایان کے قائم نرہنے پر اکتفا مصنف نے کی ہے — ابیات

بنذکر نام تو وقت دعا چو بر گذرد بشارع نفسم فوج فوج از اعداد
برای رفع تقدم عجب بدان کہ زنند صف نات شبیخون بلشکر آحاد

یعنے تیری دعا مانگنے کے وقت میری سانس پر جو دعا سے ملا جلا ہے اعداد گذرین اسکی دعا کے ساتھ ہموار کیے جائین سیکڑے کہ انکا مرتبہ اکائیون سے پیچھے ہے ہجوم کرکے اکائیون جا پڑین اور اکائیون کے آگے بڑھنے کو روک دین اور انکی جگہ آپ بڑھ آدین یعنے ایک دعا کے بجاے سو سو دعا کی جائین استعارہ فوج اور لشکر اور شبخون کا خوب واقع ہے

خدا یگانا دارم حکایتے برلب کہ چون ہیچ تو نتوانم ملب ایستاد

اس خطاب کی بیت سے لیکر اُس بیت تک جسکا سرا یہ ہی من از متانت الخ تیرہ بیت کا قطعہ حکایت کے
طور پر کہا ہی اور شاعر کی صفائی ذہن پر حسن نسبت دلیل ہی اور محتاج شرح نہین اور اندیشہ کے
چہرہ پر استعداد کا رنگ اُڑ جاتا کہ آخر قطعہ مین مذکور ہی اسکے لیے کافی ہی کہ مصنف نے انکار
مدعا کا ترک اور اُسکے ہان لینے پر قیام کیا ہی — بیت

گرم توبندہ شمردی زخواجگی صد شکر دگر قبول نکردی زناکسے فریاد

یعنے ای ممدوح اگر تو نے مجھے خواجگی سے غلام سمجھا شکر ہی اور جو نہین تو اپنی نالایقی سے
فریاد ہی — خواجگی کو جو پہلے مصرع مین ہی نسبت ممدوح کی طرف ہی اُسی طرح دوسرے مصرع مین
ناکسی کو نسبت مصنف سے ہی — اور بعید نہین کہ اسطرح تقریر کرین کہ اگر تو مجھے غلام سمجھے خواجگی
سے سو شکر ہی اسواسطے کہ جسکو تو نے غلام بنایا غلامی اُسکی خواجگی اُسکی ہی اور اگر تو نے رد کیا
ناکسی سے فریاد ہی اسلیے کہ جسکو تو نے رد کیا تیرا رد کرنا اُسکی نالایقی ہی — بیت

نہ گوہرست دلے ہست زادۂ دریا نہ جوہرست ولی ہست قابل ابعاد

بیت کے یہ معنی ہین کہ شعر میرا موتی نہین مگر ہی دریا کی پیدایش اس اعتبار سے کہ طبیعت
میری دریا کے مانند ہی اور جوہر نہین مگر قابل ابعاد ہی اسواسطے کہ جو جوہر ہی ابعاد ثلثہ کو قبول
کرتا ہی مگر شعر میرا کہ جوہر نہین اور ابعاد کے قبول کرنے کے لائق ہی یعنے اوروں کے شعر کے مفہوم
دکر ہیچ اور میرے شعر کے لیے جسم ہی اور صورت ہی اور چونکہ جسم اور جوہر کے تین بُعد قرار پائے ہین
جیسا کہ پہلے لکھا گیا اور مصنف نے بھی ارادہ کیا کہ آواز میرے شعر کی طول نگاہ رکھتی ہی اور مضمون
کی وسعت فضا عرض کا کام دیتی ہی اور غور اور اغراق جو معنی مین ہی عمق کا مرتبہ رکھتی ہی ابیات

بصد مضایقہ نازی قبول میکردم زشاہدان بہشتی سرشت حور نژاد
کنون زغاشیہ بافان ریش اندوزم کرشمہ ہای عروسان خلخ و نوشاد
مگر زمنتے رایت شنیدۂ حالم کہ ریشہای حریفان ہمی ہی برباد

یعنے مین کہ بڑے تکلف اور اکراہ کے ساتھ محبوبان حور مثال سے ناز قبول کرتا تھا آسمان کی
کجروی سے یہ حال ہی کہ داڑھی کے قالین بافون سے حاصل کرتا ہون یہ سمجھکر کہ خلخ اور نوشاد
کی دولہنون کے ہین اور اندوزم پہلے مصرع کا دوسرے مصرع سے تعلق ہی پس ای ممدوح
حقیقت حال شاید آگاہی تجھے ہوگئی کہ دشمنون کی داڑھیان منڈواتا ہی اور یہ اشارہ ہی کہ
حکیم ابوالفتح نے عرفی کے ایک دشمن کی داڑھی منڈوا کر ذلیل اور رسوا کیا تھا اور بھی

صفحہ ۴۴

چند روز اکبر بادشاہ نے ابوالفتح کو حکم دیا تھا کہ اسکا انتظام کرین کہ کوئی داڑھی نہ رکھے اور مضائقہ نا جیفا علاوہ
اور مشتق ضیق سے ہی کہ معنی اُسکے تنگی ہین —

## قصیدہ در مدح امیر المومنین علی ابن ابی طالب گفتہ ہیت

بند مرقع نہ بستہ مست     نیم پوشیدہ حلہ و بیباک

یہ قصیدہ امیر المومنین رض کی مدح مین کہا ہی اور تمہید اسکی اپنے کلام اور طبع سے اٹھائی ہی اسلیئے قائل
نہ بستہ اور نیم پوشیدہ کا طبع ہی کہ آغاز قصیدہ مین اُسکا ذکر ہی اور مرقع کا بند نہ باندھنا اور ادھورا لباس
پہننا بے ہوشی اور بیباکی کی دلالت ہی — ہیت

روے اندیشہ از تو مقصود     طرۂ دانش از تو در پیچاک

اس بیت مین مخاطب طبع ہی یعنے تیرے فیض سے فکر اپنا چہرہ آئینہ مقصود مین دیکھتا ہی اور خم و پیچ
جو زلف کی آرایش ہی تیرے سبب عقل کی زلف مین ہی — بیت

گفت طبع شد انیست حدس آنکہ     از سماک لا فضل تا السماک

یہ جواب طبیعت کی طرف سے ہی — انیست بمعنی نہ ہے اور حدس دانائی اور سماک مچھلی کو کہتے ہین جو
زمین اُس سے مراد ہی اور سماک ایک منزل کا نام چاند کی اٹھائیس منازل سے کہ ثوابت کے آسمان پر ہی اور
مراد اُس سے آسمان ہی اور بیت آیندہ مین از این تہید ست دمن نہ باج میر + اور نہ صراف نظم و من سیاک نہ
عید اور باج اور صراف نظم پر کلمہ نفی کے لانے سے نہ مقصود نفی ہی بلکہ فارسی مین اثبات کے رتبہ کا
طرز ہی جیسے استفہام اقراری کہتے ہین سیاک گلانے والا اور مقصود مداحی عظیم ہی — بیت

چون دمد لطف او در آتش دم     ماہی از کورہ بر کشد سباک

یعنے اسکے لطف کا وہ اثر ہی کہ اگر وہ آگ مین دم پھونکے اور چھو کر دے بھٹی کی آگ مین پانی پانی
ہو جاے اور سکہ لگانے والے کو آگ کی بھٹی سے مچھلی کا نکالنا آسان ہو از مترجم سکہ مین تھیا
مچھلی کی صورت بناتے ہین شاعر کی یہ مراد ہی کہ تیرے دم کے لطف سے آگ بھٹی کی پانی ہو جاے اور
اُس بھٹی مین سے سکہ کی ٹھپی مچھلی کے بجاے سچ مچ کی مچھلی سکہ بنانے والا نکال لے — بیت

چون کند نام او بخاتم نقش     خامہ دزدد عطارد از حکاک

اس بیت مین از روے ترکیب نحوی کند فعل اور فاعل اسکا حکاک اور دزدد فعل اور عطارد
اُسکا فاعل ہی اور حکاک وہ شخص ہی کہ نگین وغیرہ کندہ کرے خلاصہ معنی یہ ہی کہ اگر مہر کن ممدوح کا نام

انگوٹھی کے نگینہ پر کندہ کرے قلم کو اُسکے نقش کرنے سے وہ خوبی حاصل ہو کہ عطارد جو منشی فلک ہی
آسمان سے اترکر اُسکا قلم چرا لیجاے اور ممکن ہی کہ جسطرح فعل زدو کا فاعل عطارد ہی فعل کند کا بھی
وہی عطارد فاعل ہو اور معنی شعر یہ کہین کہ عطارد اگر چاہے کہ ممدوح کا نام انگوٹھی پر نقش کرے تو اس
کام کے لیے قلم مہرکن کے پاس سے چرا لیجاے اسواسطے کہ خاتم پر نقش بغیر قلم حکاک کندہ نہین ہو سکتا
حاصل یہ کہ عطارد بڑی تلاش اور اہتمام سے وہ قلم اپنے پاس محفوظ رکھے اگر کسی شخص کو اس مضمون مین
توہم پیدا ہو کہ مہرکن کے قلم چرانے کا ثبوت عطارد کے لیے کیا خیال کیا وہ کیا محتاج ہو کہ مدد اس سے
لے تو شاعری مین دخل نہین رکھتا — اور ممکن ہی کہ اس طرح تقریر کیجاے کہ اگر حکاک ممدوح کے نام کو
انگوٹھی پر نقش کرے تو اُسکو ایسا کمال حاصل ہو کہ عطارد کو بھی جو دبیر فلک ہی مجال نہین کہ
اُسکے سامنے مہرکنی سے دم مارے قلم کی چوری کو جو صفت کتابت کے اخفا سے اشارہ ہی اسی معنی پر
عطارد سے نسبت کرلی چاہیے بیت

عرش در فخرنامہ قدرش آستان را گزیدہ بر افلاک

فخرنامہ اُسے کہتے ہین کہ اسمین کسی شخص کے اصول و فروع حسب نسب لکھے ہون تاکہ اُسکے افتخار
نسبی کی دلیل ہو ہندی مین پشت نامہ اور کرسی نامہ کہتے ہین کہتا ہی کہ عرش برین نے ممدوح کے
آستانے کو آسمانون پر ترجیح دیکر قبول کیا اُس فخرنامہ مین آستان ممدوح کو آسمانون سے بڑھکر لکھا ہی بیت

چرخ در ملک نامہ عرشش حرکت را نوشتہ از املاک

ملک نامہ اُسے کہتے ہین کہ جو کچھ اپنے تصرف مین کوئی شخص رکھتا ہو اسمین قلمبند اور منضبط کرے
تاکہ اُسکے تصرف کا مصداق اور گواہ ہو اسواسطے آسمان نے اُس ملک نامہ مین حرکات کو لکھدیا
جو آسمان سے وقوع مین آوین بیت

ریح او کز اناملِ عدل ست ہفت اندام ظلم را شاک

اس بیت مین کاف کز کا جو بیان کے لیے آیا ہی چاہتا ہی کہ جو کلام بعد آسکے آئے جملہ معترضہ ہو جو
بعد اُسکے بھی جو کلام ہو اُسپر معنی کا حوالہ ہو اور اُسے دوسری بیت مین لائین جیسا کہ قطعہ مین واقع ہو
اور یہان اُسکے خلاف ہی اور یہ بھی فارسی کلام کے اقسام سے ہی کہ جملہ معترضہ کاف بیان کے بعد
نہ آوے مقصود کے بیان مین دوسری عبارت پر اُسکو بڑھالین اور است کا لفظ جو جملے کے آخر مین
کلمہ عدل کے بعد واقع ہوا وہ معنی مصرع ثانی کے مفہوم سے مربوط ہی خلاصہ معنی یہ کہ نیزہ ظلم کے ہفت اندام کا
مارنے والا اُسکے انصاف کی انگلی کی امداد سے ہی اور شاک مبالغہ کا صیغہ ہی شک سے بمعنی ازدحام

اور یہی طرز آئندہ بیت مین بھی ہی اور اسمین سباک صیغہ مبالغہ کا ہی سبک سے یعنے نگا نا اگران
دو بیتون کے قافیے کے بعد ظلم کو محذوف کہین اور تقریر معنی یہ کیجاسے کہ اسکا نیزہ جو انصاف کے پنجے
کے لیے انگلی ہی ظلم کی رگ بیقرار کا چھیدنے والا ہی وجہ پیدا ہوتی ہی اور اگر بجاے کر کے از لاوین
یہ سب تکلف اور تخلل برطرف ہوجاسے مگر دیکھا نہین گیا۔ (از مترجم۔ بڑی حیرت ہی کہ جو صاف
معنی کاف بیانیہ کے ساتھ معمولاً پیدا ہوتے ہین شارح علیہ الرحمہ نہین قبول کرتے کیا عدل سے
ظلم دور نہین ہوتا اور علی ہذا بیت ثانی۔ صاف محاورہ کے ساتھ یہ معنی ہین کہ نیزہ ممدوح کا
جو ایک انگشت انگشتان عدل سے ہی ظلم کی رگ کا چھیدنے والا اور خون بہانے والا ہی جسطرح شارح نے
نسخہ از کا بجاسے کر کے نہین دیکھا مین نے ایسی ترکیب نہین پائی فارسی بیت جو شارح نے اس بیت مین
لکھی اور رگ جزء عدل کی مبتدا بیلاکت ظلم کا محمول کرنا کوئی عیب نقص نہین بلکہ عمدہ ہی لیکن رگ کو
ظلم پر حمل کرنا کہ انگشت عدل ہی چندان خوبی نہین رکھتا) بیت

چو کشش بپوشد آن نعلین　　که ز قوس النهار یافت شراک

نسبت نعلین کو جرأت کے ساتھ منسوب کر ممدوح کو پہنانا ایسا ہی کہ خاموشی کے سوا اور تقریر نہین
اسواسطے کہ پا کردن و پا پوشیدن محاورہ کی سخاوت او سبکی سی ہی و حال آنکہ وہ نعلین جنمین تسمہ نکلنے
ایسی ہوتی ہین کہ پانو کے اوپر والے رخ کو نہین ڈھکتین اور قوس النہار فلک کے خطوط سے ایک خط ہی اور
شراک ایک باریک تسمہ ہی کہ جوتے کے دونون طرف چست رہنے کے لیے باندھتے ہین۔ بیت

آسمان در رفاقت عزمش　　بتواضع کند بچرخ سواک

یعنے اسکے تیز رو عزم کے ساتھ جانے مین تواضع سے آسمان گردش کے وقت دسنے پانو چلیگا
تواضع کرنے والے کا قاعدہ ہی کہ ادب کے سبب پیش قدمی دوسرے سے نہین کرتے جسکا
حق یہ تواضع ہو۔ اور سواک کو سین مہملہ کے فتحہ سے عبد الرشید شاہجہانی نے آہستہ چلنے
کے معنی مین لکھا ہی۔ بیت

چسرخ در عرض لشکرش میگفت　　نیست بہرام زرک او را شاک

یعنے آسمان اسکی فوج کے جائزے کے وقت کہتا تھا کہ بہرام اسکے بخت کا شاک نہین ہوسکتا
اور معنی شاک شک کرنے والا اور پہلوان مسلح کو بھی کہتے ہین (از مترجم۔ تمام نسخہ زرم کی
بجاسے زرک کے اور معنی یہ ہین کہ آسمان اسکی فوج کے جائزہ کو دیکھکر کہتا تھا کہ ترک فلک اسکا
مرد میدان اور ہمسر پہلوان نہین ہی) بیت

انجم مدت تو جام نخست ✣ جرعۂ دور آخر افلاک

جرعہ دور آخری فلک کی طرف اضافت لامی ہے اور جام نخست ترکیب مین خبر کے موقع پر واقع ہے
جو اپنی مبتدا سے مقدم ہے اور وہ مفہوم مصرع ثانی کا ہے اور معنی کی تقریر یہ ہے آسمانون کے اخیر
دورہ کا گھونٹھ تیری مدت کے خم سے پہلا جام ہے یعنے آسمانون کی انتہائی مدت کہ طول مین اُسکی حد نہین ہے
تیری مدۃ العمر کی شراب کا سرا اور کنارہ ہے لیکن جرعہ کو جام کہنا ندرت سے خالی نہین ہے اور
احتمال ہے کہ اسطرح کہین کہ دور آخر فلک کے مجموعہ کو مبتدا کہین اور جرعہ کو خبر مقدم اور یہ بیان کرین
کہ پہلے ہی جام مین معلوم کر لیتے ہین یعنے تیری عمر کے علم کے شروع مین جان لیتے ہین کہ آسمانون کا پچھلا دور
تیری مدت کے خم سے ایک گھونٹھ ہے مگر بیت آئندہ کی ترکیب تقدیر اول کے موافق ہے واللہ اعلم

از نشاط زمانہ تو خجل ✣ نشاء روز اول تریاک

جب تریاک کا استعمال کرین تو سب دنون کی نسبت پہلے دن زیادہ نشاء کرتا ہے اسواسطے کہتا ہے کہ
تیرے زمانہ کی خوشی کے نشہ سے تریاک کا نشہ روز اول شرمندہ ہے خجل کا لفظ ترکیب مین خبر ہے جو اپنے
مبتدا پر مقدم ہے اور وہ دوسرے مصرع کا مفہوم ہے۔ نشاء روز مین اضافت لامی اور روز اول مین
اضافت موصوف جانب صفت اور روز اول کی اضافت تریاک کی جانب اضافت لامی ہے۔

فقر از زر بخشد اکنون بس ✣ کاوش کان کاسب کاواک

ممدوح کی زر بخشی سے فقر کی حالت مین دولتمندی آگئی بعد ازین چاہیے کہ کاوش کان کی ہو اور کاسب صفت
کان ہے اسواسطے کہ آفتاب سے کسب اور حصول فیض کرتی ہے اور کاواکی کاوش کی وجہ سے کہا۔

قصیدہ در مدح ابوالفتح بیت

صفحہ ۸۱

چہرہ پرداز جہان رخت کشد چون بحمل ✣ شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل

یہ قصیدہ کہ دو مطلع اسمین ہین حکیم ابوالفتح کی تعریف مین کہا ہے اور پہلا مطلع اسکا مناسبات بہار سے
مزین کر کے انوری کے قصیدہ کا تتبع کیا اور قصیدہ انوری کا مطلع یہ ہے ؎ جرم خورشید چو از
حوت در آید بحمل ✣ اشہب روز کند ادہم شب را ارجل ✣ اور معنی مطلع عرفی کے یہ ہین
کہ چہرہ پرداز جہان کنایہ آفتاب سے ہے اور اُسکی دو وجہ ہین اول یہ کہ اُسکی چمکتی ہوئی صورت
تمام ممکنات کی صورتون کو روشن اور آراستہ کرتی ہے دوسرے یہ کہ معدنیات اور نباتات وغیرہ کے
حصول صورت مین آفتاب کو کامل دخل ہے جب کہ برج حمل مین آوے رات نیم رخ یعنے کم اور

ون مستقبل یعنے زیادہ ہوجاے اسواسطے کہ مصورون کی اصطلاح مین نیم رخ اُس تصویر کو کہتے ہین کہ
اُسکا آدھا چہرہ کھنچیں اور مستقبل وہ تصویر کہ پورا اُسکا چہرہ ہو اور وہ یک چشمی اور دوچشمی تصویرین
ظاہر ہو آدمی جب سامنے بیٹھا ہو اور ایک طرف کو منہ پھیرلے اور اس بیت مین نغزش بہت ہین اسلیے
کہ ازخت کشیدن آفتاب سے مراد تحویل برج حمل ہے جسکی سبب رات کم اور دن زیادہ ہوتا ہے اور علم نجوم
ثابت ہوا ہے کہ سال بھر مین دوبار رات اور دن برابر ہوتا ہے اور ساعتون کے دو قسم مقرر کیے ہین
ساعات مستوی اور ساعات معوج۔ ساعات مستوی وہ ہے کہ رات اور دن بارہ بارہ ساعت
کی قرار دی ہین مگر رات کی ساعتون کے اجزا دن کے ساعات محسوب ہوتی ہین اسی طرح
دن کے ساعات کے ٹکڑے رات کی ساعتون سے شمار مین آتے ہین اور ہر برج کے تیس ۳۰ درجہ
ہین اور تمام آسمان کے تین سو ساٹھ درجہ اور درجہ کو ساٹھ جگہ بانٹین تو ہر جزو کو انمین سے دقیقہ کہتے
اور دقیقہ کے ساٹھ حصے کرین تو ہر ایک حصہ کو ثانیہ اور ثانیہ کو ساٹھ مین تقسیم کرین تو انکو ثالثہ کہتے ہین
اور اسی طرح رابعہ اور خامسہ اور مراتب۔ جب کہ آفتاب برج حمل کے اول درجہ کے نقطہ پر پہونچے
نوروز ہے رات اور دن برابر ہوتے ہین اسکے بعد جیسے جیسے آفتاب اُس برج کے درجے طے کرے
رات چھوٹی ہوتی جاتی ہے اور دن بڑا ہوتا جاتا ہے پھر جب برج میزان کے اول درجہ کے نقطہ پر
پہونچے نوروز ہے اور رات دن برابر بعد اسکے جیسے آفتاب اُس برج کے درجے طے کرے دن چھوٹا اور
رات بڑی ہوتی ہے اور اُسکو نوروز دریائی کہتے ہین اور یہان آفتاب کی تحویل سے برج حمل مین
درجون کا طے ہونا مراد رکھا ہے نہ کہ نقطہ درجہ اول سے ملنا جیسے کوئی گھر کے دروازہ پر پہونچے اُسے
مجازاً داخل خانہ بولتے ہین اور تحویل سے مراد حمل کا آغاز نہین ہے بلکہ حمل کا وسط مراد ہے واللہ اعلم۔
دار مترجم۔ شارح علیہ الرحمۃ نے جو اصطلاحات کی تفصیل بیان کی ہین وہ تعلق نغزش سے
نہین رکھتین مگر اُسکے ضمن مین یہ بیان کہ سال بھر مین رات دن دو مرتبہ برابر ہوتے ہین شاید
اعتراض کی وجہ سمجھی گئی ہو اسمین شک نہین کہ ایک سال مین دو دفعہ رات دن برابر ہوتا ہے ایک
جب کہ آفتاب برج حمل مین تحویل کرے اور دوسرے جب کہ برج میزان مین لیکن دن کا بڑھنا اور رات کا
گھٹنا صرف اُسی وقت شروع ہوتا ہے کہ آفتاب برج حمل مین آوے۔ بیت

چشم شب تنگ شد و دائرۂ مردمکش ‖ دیدۂ روز بہ تدریج برآید احول

اس بیت کے معنی یہ کہ فکر مصنف خوردبین کے بھینگی آنکھ کا عجیب نمونہ ہے اسطرح کہ سکتے ہین کہ ترکیب مین چشم مرجع
ضمیر غائب کا ہو جو مردمکش مین ہے اور اُسکی پتلی کے دائرہ کا تنگ ہونا موجب بھینگی روز ہی تاکہ

رات کم اور دن زیادہ ہوا اور وہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بھینگی آنکھ میں اشیا دو مرتبہ زیادہ نظر آتے ہیں
اور دو چند نظر آتے ہیں نہ خود بھینگی آنکھ۔ اور مصنف نے اسمیں ارادہ کیا کہ بھینگی آنکھ میں
افزونی ہو نہ کہ اُسکی اشیا دو مرتبہ میں۔ اور اس خلاف واقع کی ہر چند تاویل ہو سکتی ہے کہ بسبب
اعتبار سے دن کی آنکھ میں افزونی اور بیشی ہے مگر انصاف یہ ہے کہ معنی خوب نہیں بنتے (از مترجم)
مصنف پر شارح کا اعتراض عین بے انصافی ہے اگر غور سے مضمون بیت میں شارح در آتے تو
کچھ بیشی دو ہو جاتی۔ اصل یہ ہے کہ چشم احول میں ایک شی مرئی کی دو تصویریں بنتی ہیں و اصل
شی دو چند دو ہو جاتی ہے جیسا کہ شارح کا خیال ہے گو تصویر شے مرئی کی ہوتی ہیں مگر وہ دونوں تصویریں
ایک شے مرئی کی آنکھ ہی میں ہوتی ہیں جسکو حس مشترک اٹھاتی ہے نہ خارج آنکھ سے اور اس تقریر سے
وسعت اور بسط اور افزونی آنکھ میں ثابت ہوئی نہ خارج میں اور اعتراض شارح علیہ الرحمۃ کا

مندفع ہے۔ بیت

مردم دیدۂ آن شب الہ دگر یا بصفت　　بینہ دیدۂ این روغن دیبا بمثل

یعنے رات کی آنکھ کی پتلی کم ہوتی چلی جاتی ہے جس طرح کہ گرمی میں اولا گھلتا چلا جاتا ہے اور دن کی

آنکھ کی سفیدی ایسی پھیلتی ہے کہ دیبا میں تیل کی چکنائی۔ بیت

خون سودائی شب زائدہ فاسد گردد　　لاجرم نشتر روزش بکشاید اکحل

پوشیدہ نرہے کہ خون سودائی بگڑ کر سیاہ ہو جاتا ہے اسلئے رات کے حق میں خون سودا کا اور دست جیسے کہ
جب رات بڑھتی ہے گویا اُسکے خون فاسد میں جوش ہے اب دن کے فصاد نے اُسکی رگ
ہفت اندام میں نشتر لگا کر ناقص خون نکالا لہذا حاصل یہ کہ رات کم ہوگئی اور دن بڑھ گیا۔ بیت

جام یاقوت و مے لعل بہم بالاید　　اثر نامیہ چون لالہ و داغش بمثل

شعرائے طباع اس بیت پر نکتہ چینی کریں تو بجا ہے۔ (از مترجم) برہان قاطع میں ہے بالودن
بروزن آسودن بمعنی افزودن و بالیدن و نمو کردن و بزرگ شدن باشد انتہی اور مضارع اُسکا
بالاید جسطرح آسودن کا آساید اور مصنف کہ اہل زبان ہے اُسکو متعدی لایا اور معنی بیت یہ ہیں
کہ قوت نامیہ کا اثر جام یاقوت اور شراب کو کہ جام میں ہے اسطرح نشو و نما اور بالیدگی دیتا ہے کہ جیسے
لالہ اور اُسکے داغ درمیان کو جسکے ساتھ جام اور شراب جام دونوں ملکر مشابہ ہیں۔ اور بالودن
بائے فارسی کے ساتھ بھی افزودن و بالیدن کے معنی میں ہے اور اُسکے سوا صاف کرنے کے
معنی بھی دیتا ہے لیکن اس بیت میں مناسب اثر نامیہ کے نہیں ہے مگر معنی اول میں خواہ بائے تازی کی

سے پڑھین خواہ یاے فارسی سے ) بیت

نامیہ چون چمن سبزہ دہد اتمامش ناقص از کارگہ آرند بباغ از مخمل

بیت کے یہ معنی ہین کہ ہواے مرطوب مین قوت نامیہ کا یہ اثر قوی ہو کہ آدھے تھان مخمل کو کارخانے سے باغ مین اٹھا لاوین تو اُسکو پورا تھان مخمل کا بنا دے جسطرح کہ سبزہ کی کیاری کو بڑھا کر پورا اور کامل کر دیتی ہو اور اتمامش مین ضمیر راجع مخمل کی طرف اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہو — بیت

عرق از شبنم گل داغ شود بر رخ حور اخگر از لطف ہوا سبز شود در منقل

معنی یہ ہین کہ پھول پر شبنم کا قطرہ ایسا خوب اور خوشنما ہو کہ اُسکی حسرت سے حور کے چہرے پر عرق جو خوبی اور لطافت مین ضرب المثل ہو جلکر داغ بن جاے اور ہوا کی رطوبت اور ملایمت سے انگیٹھی مین چنگاری ہری ہو جاے — بیت

گرد از فیض ہوا طبع جواہر دارد خصم اگر سودۂ الماس کند در مکحل

اہل معنی پر مخفی نہ ہے کہ ترکیب مین گرد فعل اور سودۂ الماس جو دوسرے مصرع مین واقع ہے فاعل اور طبع جواہر دارد مفعول ہے اور جواہر دار وایک سرمہ ہو کہ آنکھ مین اُس سے روشنی زیادہ ہوتی ہو اور جواہرات پیسکر اُسمین داخل کرتے ہین اور اُسکو کحل الجواہر اور جواہر سرمہ بھی کہتے ہین اور سودہ الماس آنکھ کو اندھا کر دیتا ہو خلاصہ یہ کہ دشمن اگر سودہ الماس سرمہ دانی مین رکھے تو وہ ہوا کے فیض و فائدہ سے جواہر دار کی خاصیت حاصل کرے اور بجاے نقصان کے آنکھون مین روشنی بخشے — بیت

بسکہ ہر خار سنگلے کرد عجب نیست اگر یاسمین بشگفد از نشتر زنبور عسل

سنگلے مین یاے معروف مصدری ہو اور معنی بیت یہ کہ اس ہوا سے گل خیز مین ہر ایک کانٹا پھول بنگیا ہو تو شہد کی مکھی کے ڈنک سے چنبیلی کا پھول کھلتا ہو اور ممکن ہو کہ یاے مجہول سنگلے مین تنکیر کی کہ ہر ایک خار نے گل کیا یعنی زنبور عسل سے بھی چنبیلی کے پھول کھلے (از مترجم میرے نزدیک دوسرے معنی درست نہین ہین ) ابیات

پیش باغ چمن دہر کنون گر رضوان نسخۂ خلد برین باز کشاید مشکل

صورت خلد ازین باغ مفصل یابد سیرت این چمن از خلد ببیند مجمل

اس قطعہ کے یہ معنی ہین کہ رضوان جو باغ بہشت کا باغبان ہو اپنے بہشت کے نسخہ کو زمانہ کے باغ کے سامنے ظاہر کرے تو اپنی بہشت کی صورت باغ زمانہ سے تفصیل وار پایگا اور چمن زمانہ کی حقیقت اپنی بہشت مین اجمال کے ساتھ دیکھ لیگا یعنی جو کچھ بہشت مین بالاجمال ہو زمانہ کے باغ مین بالتفصیل ہو

بسکہ از سنبل وگل یافت صفا نزدیک است کز پی بوسہ دو لب را بہم آرد جدول

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ یافت مصرع اول مین فعل ہی اور جدول جو دوسرے مصرع مین واقع ہی فاعل اور جدول کے معنی ندی اور آسکے دو لب کرنے کی صورت ظاہر ہی سنبل اور گلاب کے پھول جو ندی کے کنارہ ہین معشوقون کے مثل ہین اور ندی عاشق اسکی ہی اور معشوق سے صفائی پانا یہ ہی کہ کرم اختلاط ہوا معشوق کا اختلاط عاشق کو آمادہ بوسہ گیری پر کرتا ہی اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ ندی نے پھول اور سنبل سے اخلاص اور وفا کا میلان پایا ہی قریب ہی کہ دونون لب بوسہ لینے کے واسطے ملائے بیت

شاید از عذر پرستار بہ بر بند بخشد بسکہ برداشت صفا صورت عزا و ہبل

اہل معنی پر پوشیدہ نہ رہے کہ عزے اور ہبل دو بتون کے نام ہین عرب کے ملک مین کہ زمان سلف مین کفار کے معبود تھے اور تقریر معنے یہ ہی کہ اسلام کے مذہب مین بتون کا دیکھنا گناہ ہی اور ان کا قبول کرنا کفر۔ اب اس فصل مین ہوا کے فیض سے اُن بتون نے اسقدر صفائی حاصل کی ہی اور دناءت اور خساست چھوڑ دی ہی سزاوار ہے کہ اُنکے پوجاریون کا عذر قیامت کے روز سنا جائے

انبساطے ست درین فصل کہ نے کار عقل شاید ار باز شود عقدۂ بالا نجیل

ارباب فکر پر روشن ہو کہ عقدہ بالانجیل اس باریک بات کو کہتے ہین کہ عقل کامل سے اسکا بیان مشکل ہو مراد یہ ہی کہ اس فصل مین انبساط تمام پھیل گئی اور بستگی اور تنگی بالکل دور ہوگئی ہی عقدہ بالانجیل آپ ہی آپ کھل جاتا ہی ضرورت نہین کہ عقل اسمین ہاتھ لگائے مطلع ثانی در خطاب معشوق بیت

ای شب ہجر تو در دیدۂ خورشید سبل چشم روح القدس از شوق جمالت احول

معشوق کی طرف خطاب کرتا ہی کہ تیری جدائی کی رات آفتاب کی آنکھون مین سبل یعنے اندھا کرنے والی ہی خلاصہ یہ کہ آفتاب کو تیرے ہجر کی طاقت نہین اور سبل ایک بیماری کا نام ہی جو آنکھ پیدا ہوتی ہی ہمیشہ آنکھ سے پانی جاری رہتا ہی اور جبرئیل تیرے جمال کے معشوق مین بھینگا ہو گیا یعنے بہت ہی آرزومند دیدار کا ہی اسواسطے کہ احول اسے کہتے ہین کہ ایک کو دو دیکھے اور یہ دو زیادہ دیکھنے کی مقتضی ہی بیت

قوم ہیم نزدم دوش کہ در بیت حزن تا صباحم دو دل کوفت تمنای اجل

اہل معنی پر ظاہر ہی کہ پہلے مصرع مین کاف دلیل کے لیے ہی کہ کل رات سحر تک پلک نہ لگی او توشنا

جاگتا رہا کہ جدائی کے غم خانہ مین صبح تک موت کی آرزو دل مین رہی یعنے معشوق کی جدائی سے تو موت ہی بہتر ہی بیت

لذت تلخی درد تو اگر شرح دہم ۔ نوشدارو بفرستم بسلام حنظل

ارباب عقل جانتے ہین کہ اگر تیرے درد کی لذت ای معشوق مشرح بیان کیجاے نوشدارو کو ضرور ہی کہ حنظل کے سلام کو جاے جو نہایت درجہ تلخ ہی یعنے نوشدارو اسقدر شیرینی اور گوارائی کے مرتبے کو گرے کہ اندراین کو جو بہت تلخ اور بدمزہ ہی نہایت درجہ کے شیرین خیال کرکے اُسکے سلام کو جاے اب معلوم کرنا چاہیے کہ تلخی جو درد محبوب مین ہی اُسکی لذت کسقدر شیرین ہوگی راز مترجم ممکن ہی کہ اس بیت کی توجیہ اسطرح کیجاے کہ تیرے درد کی تلخی مین وہ لذت اور مزہ ہی کہ اگر اُسکو مفصل بیان کرون تو حنظل جو تلخی مین مشہور اور درد کی صفت مین شریک ہی اُسکو یہ قدر اور منزلت حاصل ہو کہ نوشدارو اُسے راس و رئیس اپنا سمجھکر خدمت اور اطاعت مین حنظل کے حاضر ہو اور جھک جھک کر سلام کرے) ابیات

چند از ین آتش خس پوش برانگیزی دود ۔ ای بخوش جوہری آئینہ برحسن تو مثل

آستینی ز وفا بر قرہ ام کش تا چند ۔ پوشم این چشم تر از حدس خداوند اجل

اصحاب معنی جانتے ہین کہ اس قطعہ مین مصنف نے تمہید سے مدح کی طرف گریز کی ہی اور بنا اُسکی ایک التماس پر کی جو معشوق سے کرتا ہی اور اُسکے قبول مین ترغیب اور تخویف مندرج ہی تقریر اُسکی یہ ہی کہ آتش خس پوش سے اشارہ اپنی طرف کیا ہی اسواسطے کہ قائل اپنے تئین خود جلنے کے قابل ایسا ہی سمجھتا ہی کہ جیسے آگ پر پھوس رکھا ہوا اور دیر نہین ہوتی کہ شعلہ اُسمین سے نکلتا ہی یعنے ای معشوق وفاداری سے میرے چشم پرنم سے آنسو پونچھ کہ مین اپنی روتی آنکھ کو کب تک ممدوح بزرگ کی عقل اور حدس سے پوشیدہ رکھون جو اپنے انتقال ذہنی سے مخفی اسرار کو دریافت کرلیتا ہی بیت

میر ابوالفتح کہ در سینۂ دولت مہرش ۔ آفتابیست کہ تحویل ندارد ز حمل

اس بیت مین میر ابوالفتح بدل ہی اور مبدل منہ اُسکا خداوند اجل کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہی یعنے محبت اُسکی دولت کے سینہ مین ایک آفتاب ہی کہ برج حمل سے جو خانہ شرف ہی تحویل نہین رکھتا اور اُس سے باہر نہین جاتا اور خلاصہ تقریر یہ ہی کہ محبت اُسکی دولت کی سینہ مین ایسے شریف درجہ مین ہی کہ آفتاب کو وہ شرف اپنے بیت الشرف مین حاصل نہین ۔ آفتاب کے

درجہ کی بلندی زحل مین ظاہر ہی بیت

روی در روی برد و سایۂ او با خورشید　　چشم بر چشم کند پایۂ او جنب زحل

یعنے سایہ اُسکا روشن اس درجہ ہی کہ آفتاب کی صورت دیکھے بغیر دعوے برابری کا کرتا ہی اور مرتبہ اُسکا اسقدر بلند ہی کہ مقابلہ زحل کا دو بدو کرتا ہی اور ذرہ اسمین تفاوت نہین — بیت

لب او خندد اگر چشم جہان گریہ زار　　دست او جنبد اگر دست قضا گردد شل

اس بیت کے مصرع اول مین اگر شرط کے واسطے ہی اور لب او خندد اسکی جزا ہی کہ ترکیب مین پہلے آئی ہی — اور اسیطرح دوسرے مصرع مین — یعنے اگر جہان کو آفت گھیرے اور آسکے سبب گریہ کرے ممدوح کا لب ہنستا ہی یعنے اُس چیز کا غم نہین کرتا کہ لوگون کا مطلوب ہی اور اگر قضا کا ہاتھ بیکار ہو جاے ممدوح کا ہاتھ کام کرتا ہی اور اسمین حسن مقابلہ جاتا ہی مگر یہ کہ مصرع اول کے یہ معنی کہین کہ گریہ جہان کا تلافی اُسکے لب خندان کرتے ہین (از مترجم — میرے نزدیک بیت کی دونون توجیہ اور دونون مین حسن مقابلہ قائم رہتا ہی — پہلی توجیہ یہ ہی کہ ممدوح اپنی صفات مین ایسا قائم اور مستقل ہی کہ اُسکا لب ہنستا رہیگا اگر جہان گریہ کرے اور قضا کا ہاتھ تھک جاے اُسکا چلتا رہیگا — دوسری توجیہ یہ ہی کہ جہان اگر گریہ کرے تو اُسکا لب ہنسکر تلافی کرتا ہی اور قضا کے ہاتھ لنجے ہو جائین تو اُسکا ہاتھ اپنے جنبش سے سب کام کو درست کرے اور کچھ ہرج کاروبار دنیا مین واقع نہو) بیت

با ہواداری لطفش ز سر سبز ربیع　　بہمن و دی برآیند کلاہ مخمل

بہمن اور دی خزان کے مہینون کے نام ہین اور کلاہ مخمل سے مراد پھول ہین یعنے بہمن اور دی کہ خزان کے مہینے ہین تیرے لطف کی ہوا دار اور رفیق ہون تو ایسے پھول پیدا کرنیوالے ہو جائین کہ بہار پر غالب آئین — بیت

در مقامی کہ کند ضرب کنایت بعدو　　ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب مثل

رمز شناسان معنی پر ظاہر ہی کہ جہان ممدوح اشارہ سے دشمن کا قتل چاہے وہان تلوار کی ضرب مین اتنا بھی اثر نہین ہوتا کہ ضرب المثل کو حاصل ہی یعنے اُسمین ضرب کا لفظ ہی تاثیر کچھ نہین خلاصہ یہ کہ جب دشمن کا ہلاک اشارہ سے ہو تلوار کی ضرب کی احتیاج نہین — از مترجم — شارح علیہ الرحمہ نے جو معنی اس بیت کے بیان کیے حق اُنکا ہی اسکے سوا یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہی کہ ضرب مثل از قبیل کنایہ ہی پس ممدوح جہان کنایہ سے قتل دشمن کرتا ہی اور صراحت اسمین نہین ہوتی تو ضرب المثل مین قتل دشمن کے لیے وہ اثر پیدا ہوتا ہی کہ تلوار کی ضرب مین نہین ہوتا — بیت

صفوت ذہن تو صراف مطالب چہ دلیل     جودت لطف تو کشاف قلایق چہ مثل

بیت کے معنی یہ ہین کہ ای ممدوح تیرے ذہن کی صفائی مطالب اور مقاصد کے پرکھنے اور کھرے کرنے مین دلیل کا حکم رکھتی ہی اسواسطے کہ دلیل ایسی چیز ہی کہ جو مطالب کہ خصم کے قبول خاطر کے لائق نہو اور مخاطب کے سکوت کا فائدہ نہ دے اسکو دلیل شایستہ قبول اور سکوت خصم کردیتی ہی اور دوسرے مصرع کے معنی بھی اسی طرح پر ہین اور مقابلہ لفظی نہایت خوب ہی۔ ابیات

آسمان گفت ندانم کہ حلول از چہ نکرد     صورتش بیشتر از صورت عالم بمحل

زانکہ چون روز ارادت ز افق سر برزد     صبحدم دولت او زاد شبانگاہ ازل

زین سخن جوہر فعال بر آشفت و بگفت     کای تنک بہرہ ز فہم بر صد علم و عمل

ہم آن بود ز خاصیت یکتائی او     کہ ہیولانہ پذیرد صور مستقبل

اس چار بیت کے قطعہ کے معنی یہ ہین کہ مصنف نے اس قطعہ مین آسمان کو سائل اور جوہر فعال کو کہ نفس فلک القمر ہی مجیب قرار دیا ہی اور بیت اول آسمان کا مقولہ ہی اور ارادت کے دن کا سر نکالنا اور بلند کرنا افق سے اسکا تجلی کرنا ہی یعنے ظہور ارادت کے وقت اسکی دولت ازل سے جو سب شبانہ کے پہلے ہی ایسے مقدم تھی کہ جیسے صبح شام سے پہلے ہوتی ہی مراد یہ کہ تمام ایجاد عالم سے مقصود اور علت غائی ممدوح کی ذات تھی اور تخصیص بعد تعمیم کے قاعدہ سے آخر مین اسکا ظہور ہوا اور اگر پہلے وجود کو قبول کرتا تو غرض حاصل ہو جانیکے بعد کوئی موجود ظہور کے عالم مین وجود کا پیرایہ نہ پاتا۔ ابیات

چون دماغ فلک از صیت تو مختل گردد     عیسی از مہر نشاید کہ کند رفع خلل

گر جعل درد سر از رایحہ گل یابد     بلبل از بہر دواش نساید صندل

اس قطعہ کے معنی ظاہر ہین یعنے آسمان کے دماغ مین تیری شہرت سے خلل پڑے تو عیسے علیہ السلام اسکے علاج اور دفع کا فکر نکرے اسواسطے کہ جعل کے سر مین پھول کی خوشبو سے درد ہو تو بلبل اسکے دوا کے لیے صندل کو ہرگز نہ گھسے سبب یہ کہ بلبل جو پھول کی عاشق دلدادہ ہی کس طرح جعل کی جو پھول سے بیزار ہی غمخواری کر سکتی ہی عیسے بلبل ہی تیری شہرت کے پھول کے لیے اور فلک مقابل جعل ہی اور دوسری بیت اس قطعہ مین تائید بیت اول کے لیے۔ فلک مشبہ اور جعل مشبہ بہ اور عیسے مشبہ اور بلبل مشبہ بہ اور یہ چارون مشبہ حسی ہین اور وجہ شبہ بھی حسی ہی۔ ابیات

جملہ ہم سنگ گہرہای دل و طبع منست     این جواہر کہ فشاند کف جودت با مل

فاش گویم نکنم شرم ہمانست کہ کرد     اشتیاق کف تو صورت تو عیش بدل

اس قطعہ کے معنے ظاہر ہین ترکیب مین بیت اول سے مصرع اول کا مفہوم خبر ہی مضمون مصرع دوم کا۔ یعنی تیری بخشش کا ہاتھ جو امیدوارون کو جواہرات دیتا ہی سب میرے دل اور طبیعت کے گوہر یعنے سخن کے ہم وزن ہین کہ تیرے ہاتھ تک پہونچنے کے شوق نے اُنکی صورت نوعی کو بدل دیا یعنے اپنی نوع اور قسم سے گوہر اور جواہر کی نوع مین آگئے ہین اس قطعہ مین اپنے اشعار کی تعریف اور ان اشعار کے شوق کی تعریف کی ہی اور وہ شوق ہاتھ کی نسبت ہی بیت

قطرہ ہاکش دم رفتن چکد از پیشانی ۔۔۔ شبنم آساش نشیند گہ رجعت بکفل

دونون ضمیر شین کے دونون مصرع مین گھوڑے کی طرف راجع ہین یعنے ممدوح کا گھوڑا اسقدر سریع السیر اور تیز رفتار ہی کہ جو پسینا جاتے وقت اُسکی پیشانی سے ٹپکے واپس آنے تک زمین پر نہین گرتا بلکہ اُسکے پٹھے پر گرتا ہی جیسے پھول پر اوس گرتی ہی (از مترجم۔ ناظرین کو خیال رہے کہ ازل سے ابد تک اور ابد سے ازل تک آمد و رفت ہی کہ اوپر کی بیت مین اُسکا بیان ہی۔) بیت

گر بجو رشید دہد سرعت خود و یکدم ۔۔۔ آید از ثور بترتیب منازل بحمل

نجومیون نے ثابت کیا ہی کہ آفتاب برج ثور سے بارہ مہینے مین داخل برج حمل ہوتا ہی اسواسطے کہ ہر ایک برج مین ایک مہینے ٹھہرتا ہی اور آفتاب کو اگر گھوڑا اپنی تیزی رفتار دیدے تو وہ ایکدم مین منزل بمنزل ترتیب کے ساتھ برج حمل مین آن پہونچے یعنے بارہ مہینہ کا راستہ ایکدم مین طے کرڈالے بیت

گر سر خصم تو بندند بپالش گہ نزع ۔۔۔ تا قیامت بگلویش نرسد دست اجل

یعنے اے ممدوح تیرے دشمن کا سر جانکنی کے وقت اُسکے پاؤن مین باندھ دین تو اُس جگہ سے پہونچے کہ قیامت تک اجل کا ہاتھ اُسکے گلے تک نہ پہونچے (از مترجم پس ممدوح سوار اُسکا بطریق اولےٰ اجل کے ہاتھ نہ آیا ہوگا عیاذاً باللہ) بیت

در عنان گردش او تا کرہ نار و ہوا ۔۔۔ طی شود دائرہ بر دائرہ مانند بصل

عنان گردش چابک سوارون کی اصطلاح مین کاوہ کو کہتے ہین کہ گھوڑے کو دم توڑنے کیلیے پھیرتے ہین اور خاک کے کرہ سے آگ کے کرہ تک ایک بڑی مسافت ہی جو ہوا سے بھری ہوئی ہی اور بصل عرب مین پیاز کو کہتے ہین کہ اُسکا پوست اوپر تلے ایک دوسرے سے لپٹا اور ملا ہوتا ہی خلاصہ یہ کہ اُسکے کاوہ مین کرہ ہوا کرہ آتش تک پیاز کی طرح دائرہ کے دائرہ طے ہوں اُس صورت مین میدان سطح ہوا ہوگی۔ بیت

پر غرور ست کہ تا من در مدحت زدم ۔۔۔ این گمان داشت کہ دو رش بنیاد درد مثل

ظاہراً عرفی اپنے تئین غائب فرض کرکے کہتا ہی اور کاف ایک جملہ مستانفہ کے واسطے ہی یعنے عرفی ایسا
مغرور ہی کہ جب تک تیری مدح مین سنے نہین کی اُسکو زعم تھا کہ بے مثل ہی اب مجھے اپنا مثل جانا اور
ممکن ہی کہ کاف دلیل کے واسطے کہین اور فاعل دونون فعل نزد اور داشت کا وہی عرفی ہو اور معنے
اسطرح کہ سکتے ہین کہ اس سبب سے وہ مغرور ہی کہ جب تک ای ممدوح تیری مدح مین سنے نہین کی
گمان اُسکا یہ تھا کہ زمانہ مین اُسکا مثل نہین ہی اور اب تیری مدح کہنے سے جانگیا کہ میرے مثل مداح تیرے
بہت ہین۔ اور ہو سکتا ہی کہ اسطرح کہین کہ ممدوح کی ذات نے مثل کے وصول سے اسنے غلط
دعوے سے بازرہا لیکن غائب اور متکلم کا تناقض ایک زمانہ مین اچھی طرح درست نہین ہوتا واللہ اعلم بیت

چہ بلا عیب تراشم کہ حسد کم بادا　　　　مشنو عیب زر دہ دہی از سیم دغل

چہ بلا عیب تراشم یعنے بہت ہی عیب تراش اور نکتہ چین ہون کہ حسد کا خانہ خراب ہو کہ یہی نکتہ چینی کا
مقتضی ہی اور زر دہ دہی زر خالص کو کہتے ہین اور سیم دغل کھوٹی چاندی۔ یعنے مجھ ناقص سے
کاملون کے عیب سماعت نکر۔ بیت

ہر کہ با او چو عطارد نبود مرد مصاف　　　　صلح و تحسین خوشش آید نہ تہور نہ جدل

یعنے جو شخص اُس عرفی کے ساتھ عطارد کے مانند مرد مصاف نہو سکے یعنے جیسے کہ عطارد اُسکے
جنگ کا حریف نہین ہی وہ بھی نہو اُسکو صلح اور تحسین عرفی کے ساتھ بہتر ہی نہ کہ حد سے زیادہ مردانگی
اور لڑائی اور جھگڑا کرنا از مترجم۔ چو عطارد مین لفظ چو تفخیم کے لیے ہی تشبیہ کے لیے جیسا کہ شارح نے
خیال کیا اور نظیر اُسکی بیت اول قصائد انوری کی ہی سے مقدرے نہ بالت بقدرت مطلق ہا
کند بشکل بخاری چو گنبد ازرق ہا بیت

عزت او نہ شہید یست کہ حشرش باشد　　　　ورنہ بگریستمے از ستم مدح و غزل

یعنے عرفی کی عزت ایسی مردہ نہین ہی کہ قیامت کے دن بھی اُٹھے جیسے کہ جب مردہ اپنی اپنی قبر
مرگھٹ سے اُٹھینگے اور اگر ایسا ہوتا تو جو کچھ ظلم اور بیداد کہ مدح اور غزل نے میری عزت پر کی اُسکی دادخواہی
مین ضرور کرتا۔ بیت

للہ الحمد کہ تا قدر تو نشناخت نبود　　　　جوہر بندگیش چون ہنر شعر مستعمل

یعنے اللہ کا شکر ہی اس نعمت پر کہ جب تک تیری قدر و منزلت پہچانی اُسکی بندگی اور غلامی کا جوہر
مستعمل نہ تھا جیسا کہ اُسکا ہنر شاعری مستعمل ہے یعنے اُسکی بندگی ممدوح کے کام مین نہ آئی تھی
اب کہ تیری قدر پہچانی تو غلام تیرا ہو گیا۔ بیت

در تجارت گہر خیز طمع واشت قضا  زان باخلاص تو بشکست غرورش از دل

یعنی قضا سخن کے موتی کسقدر چاہتی تھی کہ تیرے اوپر نچھاور کرے اور اسی واسطے عرفی کو پہلے تیرا مخلص کردیا جس سے غرور اسکا کم ہوا اور طبیعت کے معدن سے باسانی گوہر نظم آنے لگے ورنہ اعلام بغیر محال تھا کہ عرفی کسی کی تعریف کہتا بیت

تا ز تحویل حمل خاک زبرجد گردد  تا ذبول از عمل نامیہ ماند مہمل

کشتہ مزرع بخت تو پذیرا د نمو  تا بحدیکہ چرندش بمیان جدی حمل

یہ قیامت تک ہوگا کہ جب برج حمل مین آفتاب آوے خاک سبزہ زار ہوجاوے اور جو چیز سوکھ گئی ہو اسے قوت نامیہ سبز کر سکے ذبول مرجھانا فارسی افسردہ اور پژمردہ یعنے مدت مذکور تک تیرے نصیب کی کھیتی اسقدر بڑھی کہ جدی اور حمل جو بھیڑ اور بکری کی صورت سے دو برج ہین اُس کھیتی کے اندر چرا کرین اور بعضے نسخون مین لفظ بخت کے بجاے کلمہ جاہ کا دیکھا گیا اسکے معنی بھی ظاہر ہین اور بلندی دونون کے واسطے صفت ہے بیت

بعدم خصم درون خستہ چو در توبہ گناہ  تو برون تاختہ از حلم چو از علم عمل

یعنے عدم مین تیرا دشمن دل خستہ ہو جیسے توبہ مین گناہ اور تو علم اور بردباری سے اسطرح باہر آوے جیسے عمل علم سے غرض یہ کہ علم سے مقصود عمل ہے اسی طرح حلم سے تیری ہستی مطلوب ہے بیت

## قصیدہ در نزہت و شادابی کشمیر گفتہ۔ بیت

صفحہ ۸۷

ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر درآید  گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید

اس بیت مین مصنف نے مبالغہ کشمیر کی شادابی اور نزہت کا کیا ہے یعنے اگر اُس شہر مین کباب سوختہ مرغ آوے اُسکے ہوا کی طراوت سے بال و پر سے درست ہوجاے۔ دوسرے مصرع مین جس طرز پر کاف آیا وہ فصاحت کے ساتھ معنی کو ظاہر نہین کرتا اُسپر کوئی اعتراض کرے تو بجا ہے اور اس قسم کے کاف کو مفاجات کا کہتے ہین اور وہ اگر کی لفظ کے بعد دیکھا گیا ہے جیسا کہ حافظ شیراز کی غزل مین ہے۔ رہزن دہر نخفتہ است مشو ایمن ازان + اگر امروز نبردہ است کہ فردا ببرد از مترجم۔ کوئی اعتراض عائد نہین ہوتا کہ قاعدہ مشرحہ تسلیم کیا جاے تب بھی اُسکے موافق ہے اسواسطے اِس کاف مفاجات کے پہلے لفظ گر موجود ہے ۔ بیت

بنگر کہ ز فیضش چہ شود گوہر کیتا  جائے کہ خزف در رود آنجا گہر آید

کلمہ جانے کا کہ دوسرے مصرع کے شروع مین آیا ہی ہرگاہ سے کے موقع پر ہی اور اسطرح شعر مین
آتا ہی حاصل یہ کہ جہان ٹھیکری پہونچکر جواہر کی آب و تاب حاصل کرنے اُس مقام کے فیض سے
گوہر کیا کچھ قدر اور قیمت پائیگا۔ بیت

مہتاب گل از بیم شگافد قصب شاخ — وز لمعہ آن سیب قمر لعل تر آید

مہتاب کی اضافت گل کی طرف اضافت بیانی ہی اور قصب شاخ سے وہی شاخ مراد ہی
او قصب کتان ہی کہ مہتاب مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہی اور مہتاب گل کی نسبت قصب
شاخ کا شگافتہ کرنا بہت مناسب ہی اور قصب کے معنی عربی مین نے کے ہین اور شاخ کو نے
کہنا بھی درست ہی اسواسطے یہ استعارہ بہت خوب واقع ہوا اور سیب قمر سے وہی چاند مراد ہی
گلاب کے پھول کی چمک دمک سے لعل تر و تازہ نظر آوے لیکن چاند کا رنگ دراصل حکیمون نے
سبز ثابت کیا ہی اُسکا استعارہ پھول سرخ سے مقام تعجب ہی شاید مصنف نے اصل رنگ سے
قطع نظر کی ہو اسواسطے دوسری توجیہ بھی ہو سکتی ہی کہ لفظ مہتاب کو گل کی طرف مضاف نکرین
اور مہتاب گل تمام کہین اور وہ ایک قسم کا پھول ہوتا ہی کہ ولایت مین سرخ ہی اور چاند کے
لعل ہونے کا اُس سے ارادہ کیا ہو از مترجم۔ معنے دوم مین تکلف ہی معنی وہی صاف ہین
جو اول بیان ہوئے اور اسمین تقابل مہتاب کا قصب شاخ سے موزون ہی اور چاند کا اگر
سبز رنگ بھی اعتبار کیا جاوے تب بھی شعر کے معنی بطور ادعا معمولی شعرا درست ہوتے ہین۔ بیت

آن لالہ کہ ہنگام تراشیدن خارا — از رخنۂ سنگ و دہن تیشہ بر آید

آن کا لفظ عظمت اور زیادہ جوش پر دلالت کرتا ہی یعنے سنگ تراشی مین لالہ جوش نشو و نما کے
سبب پتھر کے سوراخ اور ٹانکی کے منھ سے نکلتا ہی۔ بیت

از بسکہ کند جذب رطوبت خطر ترش — گر ساغر چینی ز ہوا بر حجر آید

ترکیب مین کند فعل اور اُسکا فاعل خواہ ساغر ارادہ کرین خواہ حجر ہر ایک انمین سے معنی کے
لائق ہی لیکن ساغر بہتر ہی اور خطرش مین ضمیر غائب اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہی اور ساغر
کی طرف راجع یعنی نہایت رطوبت حاصل کرنے سے پیالہ چینی کا جو نازک ہوتا ہی پتھر پر گرنے سے نہین
ٹوٹ سکتا۔ بیت

در چاشتگہ از شبنم گل گرد فشان نیست — آن باد کہ در ہند چو آید جگر آید

چاشت یعنے دوپہر سے پہلے آفتاب کے جذب اور کشش سے اوس پھول پر نہین ہوا

کشمیر میں اسوقت بھی ہوا کی زیادہ رطوبت اور طراوت سے رہتی ہی اور کثرت شبنم گل سے گرد غبار
نہیں ہوسکتی وہ ہوا کہ ہندوستان میں چلتی ہی اور ہندی میں جھکڑ اُسے کہتے ہیں بہت گرد اور غبار اُڑاتی ہی
اور عرفی لغت ہندی کو بھی لایا اگرچہ اسے ہنوز نقل کے سبب وہ سکی اسواسطے کہ اہل ولایت ہندی
زبان کی نقل میں ایسی چیزیں کم کر دیتے ہیں (از مترجم — معنی شرح سے لفظ از کا منکر ہی اور کوئی
خوبی اسمین نہیں پائی اور نسخہ بھی غیر متعارف ہی عموماً بجائے نسبت کے لفظ است کا نسخہ موجودہ
میں ہی اور معنی اُس نسخہ متعارف کے صورت میں یہ ہی کہ اور مقامات چاشت کے وقت سخت ہوا
چلتی ہی اور شبنم پھول پر نہین ہوتی لیکن کشمیر کے موسم کی یہ حالت ہی کہ ہر دن چڑھے رطوبت اور طراوت
کے سبب اور دھوپ کی ملائمت کی وجہ سے شبنم پھولوں پر ایسی بنی رہتی ہی کہ جیسے صبح کے وقت
معمولاً ہوتی ہی اور وہ سخت ہوا کہ ہندوستان میں اُسے جھکڑ کہتے ہیں اور پھول ڈالی بلکہ درخت کو
بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتی ہی کشمیر میں ایسی ملائم اور سستی سستی چلتی ہی کہ پھول کی شبنم جو کہیں اتفاق سے گرد
اور غبار پڑے تو وہ ہوا گرد کو اس سے جھاڑتی اور دور کرتی ہی اور شبنم پاک صاف ہو جاتی ہی) ابیات

حاجت بدو زخم ار فتدش قطع محال است   گر سنگدلی از پی قطع شجر آید

زان کز مدد نشو و نما زخم نخستین   مصمت شدہ تا زخم دوم بر اثر آید

اس قطعہ کے بیت اول میں ضمیر شین کا لانا اضمار قبل ذکر ہی اور شجر کے طرف راجع ہی — اور
کاٹا جانا درخت کا اس سبب سے ارادہ کیا ہی کہ دوسری بیت میں کہتا ہی نشو و نما کی مدد سے پہلا
زخم بھر کر اور برابر ہو کر اثر پر آتا ہی یعنے اپنی درستی پر آتا ہی یعنے جیسا تھا ہو جاتا ہی — (از مترجم منتخب اللغات
میں ہی اثر بفتحتین نشان اور نشان زخم اور ابیات کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی سخت دل درخت کاٹنے
در پے ہو جو دو زخم کی اُسے احتیاج ہو یعنے پہلے ہی زخم میں درخت قطع نہو سکے تو پھر اُسکا کاٹنا غیر ممکن
ہی اسواسطے کہ پہلا زخم نشو و نما سے بھر آتا ہی اُسوقت تک کہ دوسرا زخم پہلے زخم کے نشان پر لگے —
اور شارح نے بر اثر آید کے معنی جو لکھے کہ اپنی درستی پر آتا ہی الفاظ سے مستنبط نہیں ہوتے تم بیت

طاوس شالے کہ بیفشاند پر و بال   ہر لحظہ برنگ دگر اندر نظر آید

طاوس شال مرکب فارسی ہی اور حرف یائے تحتانی اسمین صفت کے لیے یعنے کشمیر مور کی صورت
ہی کہ اُسنے کبھی نہیں کی اور پر و بال اُسکے نہیں گرے اور خوش رنگ ہی اور ہر وقت ایک نئے رنگ سے
نظر آتا ہی اور جانور کبھی کے پیچھے اچھا رنگ نکالتا ہی اور آیندہ بیت کا مضمون اسی طرح کا ہی کہ کشمیر گویا
ایک آراستہ دلہن ہی کہ ابھی حسن و جمال میں کمال کو نہیں پہونچی اور اچھی معلوم ہوتی ہی ابیات

زاری کند از شش جہت آغاز کہ شتاب ۔۔ کین فصل و سہ فصل دگرم بر اثر آید
لیک از ہمہ فلدست کہ سنے طوف جناب ۔۔ چندان نکند مکث کہ وقت ثمر آید

یعنے جب عرفی تیرے طواف اور زیارت کے شوق مین سفر کا ارادہ کرتا ہی کشمیر سب طرف سے رونا شروع کرتا ہی اور کہتا ہی کہ عرفی جلدی کیا ہو یہ فصل اور اسکے پیچھے تین فصل اور آتی ہین اور سال بھر سیر اور تماشا دیکھا کر لیکن بہشت اگر کشمیر بھی ہو عرفی تیرے آستانہ کی زیارت بغیر ای ممدوح اسقدر نہین ٹھیر سکتا کہ پھل کا وقت آجاے اس کے پہلے مصرع مین بھی کاف جو سنے طوف پر آیا ایسا ہی ہی جیسا کہ اس قصیدہ کے مطلع مین ہی ۔ بیت

حکم تو اش آورد بہ کشمیر و گرنہ ۔۔ آن کز گل این خاک ازان خاک بر آید

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ ای ممدوح تیرے حکم سے عرفی کشمیر مین آیا ورنہ جو اس خاک آستانہ کی گل سے ہو غیر ممکن ہی کہ دوسری خاک مثل کشمیر وغیرہ سے نکلے (از مترجم) ۔ مشہور نسخہ مصراع عرفی یہ ہی ۔ کز سر آن خاک بخاک دگر آید ++ اور معنے اسکے صاف ہین ۔ بیت

سے آید و میسوزد از این رشک کہ کشمیر ۔۔ چون یافت کہ آید بکجا بر اثر آید ++

یافت فعل اور فاعل اُسکا عرفی ہی کہ افعال مذکورہ مین فاعل ہوتا چلا آیا ہی یعنے عرفی تیرے حضور کا قصد کیے ہوے آتا ہی اگر کشمیر کو معلوم ہو کہ کہان آتا ہی ایسا نہو کہ وہ بھی عرفی کے پیچھے ممدوح کی درگاہ مین چلا آئے اس رشک مین جلا جاتا ہی اور اثر بکسر اول و دو کے معنی مین ہی بنا بر اس کے یافت فعل کا فاعل کشمیر اور معنی شعر کے اب یہ ہین کہ عرفی ممدوح کی بارگاہ کی طرف آتا ہی اور اس رشک سے جلا جاتا ہی کہ جون ہی کشمیر کو معلوم ہو کہ عرفی کہان آتا ہی اور کس مقام عالی کا قصد رکھتا ہی ووہین کشمیر عرفی کے قدم بقدم پیچھے لگا چلا آتا ہی تا کہ بارگاہ ممدوح مین حاضر ہو کر افتخار حاصل کرے اور عرفی کا شریک ہو اور قافیہ اثر بفتحتین نشان کے معنی مین ہی اثر بکسر اول سے نہین ہی جیسکے معنے شارح نے لکھے ہین

## قصیدہ در نعت رسول ثقلین گفتہ بجواب قصیدہ ظہیر فاریابی

بیت

سپیدہ دم کہ زدم آستین بشمع شعور ۔۔ شنیدم آیت استغفروا ز عالم نور

یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت مین کہا ہی اُس قصیدہ کے جواب مین کہ ظہیر فاریابی نے فرمایا اور مطلع اُسکا یہ ہی ۔ سپیدہ ام کہ شدم محرم سرای سرور

شنیدم آیت توبوا الی اللہ از لب حور یعنی یہ ہین کہ صبح نور ظہور کے وقت ہوس کی شمع کو مین نے
ٹھنڈا کر دیا اور بجھا دیا یعنے اسطرف کا علم نہین رہا استغفروا کی آیت عالم علوی سے مین نے سنی
جسکے یہ معنی ہین کہ مقصود کو طلب کرو۔ (از مترجم) حدیث شریف مین وارد ہے کہ پچھلے پہر شب
حق سبحانہ تعالی آسمان اولین پر نزول اجلال فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ مین
اسکی دعا کو قبول کرون اور ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اسکی مین مغفرت کرون۔ بیت

طلب بیار و مترس از متاع منع کلیم — بساط عذر میارا کہ نیستی معذور
اگر بخیمہ مقصود دست عشوہ ما — شکست ساغر امید او بسنگ فتور
نہ کوتہی ز عطا بود عشق میداند — کہ بر کرشمہ ما تنگ بود خلوت طور

معشوق ازل کا قول ہے کہ طلب لاو اور موسے کلیم اللہ کو جو دیدار سے ہمنے منع کیا تھا اس سے خوف
نکرو اور عذر نکر کہ تو معذور نہین ہے اور اسکا روکنا بھی ہمارے عطا کی کمی اور کوتاہی سے نہ تھا
عشق اسکا گواہ ہے کہ طور کی خلوت کو اپنی تنگی سے ہمارے کرشمہ کے گنجایش نہ تھی۔ (از مترجم)
بعضے نسخون مین اسطرح ہے۔ کہ بر کرشمہ ما ننگ بود خلعت طور۔ یعنے طور پر جلوہ کرنے کا
خلعت ہمارے کرشمہ کے لیئے ننگ اور عار کا موجب تھا۔ بیت

تو در معاملہ اہبطوا متاع مخر — کہ نا صحیح بود بیع و سعے نا مشکور

خطا کا ہونا اور بہشت سے باہر آنا آدم علیہ السلام کا مشہور ہے کہ ایک وقت حق تعالے نے
آدم علیہ السلام کو گیہون کھانے کی خطا پر بہشت سے نکلجانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اہبطوا
یعنے دنیا مین اترو۔ اور عرفی سے فرماتا ہے کہ اُسکی سعی اور کوشش نادرست اور نامنظور تھی تو
اُن لوگون مین سے نہین ہے کہ چپ مار کر علاحدہ بیٹھا رہے۔ بیت

در ملاطفت آشنا کشادہ در آ — کہ آستین طلب ست آن سعیکم مشکور

یعنے دوست کی مہربانی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اندر آو کہ آستین طلب ہے یعنے دستگیری چاہتا ہے
فاعل آستین طلب ست کا مضمون ان سعیکم مشکور ہے ای تمھاری کوشش منظور ہے۔ (از مترجم)
بعضے نسخون مین ہے کشادہ در آ دونون صیغہ امر معروف باواو عاطفہ اور آستین کے بجاے آشتی
بمعنی صلح۔ اور اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ دوست کے التفات کا دروازہ کھولو یعنے اپنی طرف
اسکو متوجہ کرو اور وہ معاملت کرو کہ تمھاری جانب التفات اور لطف کرے اور بعد اسکے خلوتخانہ
مین آو کہ ان سعیکم مشکور کا مقولہ صلح طلب اور خاطر مدارات کا مقتضی ہے جسکے بدون مقولہ کا

حکم قطعی اور مفید نہین ہی) مطلع ثانی بیت

زہی لوای محبت ز نسبتت منصور — مزاج عشق ز تاثیر شش لت رنجور

چونکہ عشق سب چیزون پر غالب ہی اسواسطے اطبا نے اُسکے مزاج کو حار اور گرم قرار دیا ہی پس عرفی
کہتا ہی کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلواۃ والسلام کے دل محبت منزل مین اسقدر حرارت ہی کہ خود
عشق اُس سے الٹا بیمار ہوجاتا ہی اور غالب سے مغلوب اور اسطرح بھی تقریر کرسکتے ہین کہ عشق کے
بازار مین رنج اور ناتوانی کا اسباب رونق پر ہی جیسا کہ عرفی نے خود ایک قصیدہ مین یہ مضمون باندھا ہی

چنان نیاز فشانی کنم کہ عشق برد — خمیر مایۂ عجز از غبار آن درگاہ

پس عشق کے مزاج مین آپ کے دل پر حزن سے رنجوری اور ناتوانی آگئی ہی۔ (از مترجم

ایک نسخہ مین نبوت بجاے محبت ہی۔ بیت

بنور و سایہ چو امر سکون و سیر کنی — زمانہ فاصلہ یابد میان سایہ و نور

یعنے دھوپ اور چھانہ جو ایک دوسرے سے ملی جلی ہین اور دونون کے درمیان فصل ناممکن ہی اگر آپ
اُنکے علاحدہ ہوجانے کا حکم دین تو ایک دوسرے سے جدا ہوجائین (از مترجم۔ اور حکم اسطرح پر کہ
ایک سے فرمائین کہ ٹھہر اور دوسرے سے کہین کہ آگے چل اور ضرور ہی کہ دونون تعمیل حکم کرین تو بیچ مین
دونون کے فاصلہ ہوگا کہ وہان نہ دھوپ ہوگی اور نہ چھانہ ہوگی) بیت

بباغ طبع تو در اوج استفادہ فیض — ہماے عقل طلبگار سایۂ عصفور

یعنے جہان آپ کی طبیعت کہ میمنت اور برکت بخشنے والی ہی فیض بخشی کی کرسی پر بیٹھے عقل کا ہما
وہان کی چڑیا سے سیار کی طلب ہی۔ بیت

ہدایت تو نماید بچشم صورت بین — ہر آنچہ در حرم ایزدی بود مستور

یعنے جو آنکھ کہ عالم صورت کو دیکھتی ہی اور اسرار باطنی کی واقف کار نہین ہوسکتی اُسکا محرم اسرار
غیبی کا ہونا تیری رہنمائی سے آسان ہی۔ بیت

ز نور ناصیہ ات ماہ گر ضیا گیرد — بآفتاب دہد نسخۂ حساب شہور

معنی یہ ہین کہ چاند جسکے بڑھنے اور گھٹنے سے مہینون کا حساب اُسکے متعلق ہی اگر تیری پیشانی سے
نور حاصل کرے تو مہینون کے حساب کا رجسٹر اوصاف کے چارج مین ہوجاے یعنے چاند اس درجہ
روشن ہو کہ آئندہ کم و کاست کا معاملہ آفتاب کے حوالہ کرے (از مترجم۔ علم ہیئت مین یہ مسئلہ
ثابت ہی کہ آفتاب کا جرم بالذات روشن ہی اور چاند بالذات تیرہ ہی مگر چاند آفتاب کے تقابل سے نور

حاصل کرتا ہی اور چاند کی طرف مقابل سے جسقدر کہ اہل زمین کے سامنے ہو اُسی قدر روشن
نظر آتا ہی اس مسئلہ کی بنا پر شاعر نے یہ مضمون تراشا ہی کہ اگر چاند تیری پیشانی سے نور حاصل
کرے جیسے کہ معمولاً آفتاب سے حاصل کرتا ہی تو وہ ایسا روشن بالذات ہو جاوے کہ قضیہ منعکس ہو
یعنے اسکی نسبت آفتاب سے نور ہو جاوے اور چاند سے نور لینے کے باعث آفتاب تقابل کے بقدر گھٹا
بڑھا کرے اور بعد ازان مہینون کا حساب آفتاب کے گھٹنے بڑھنے سے ہوا کرے ؎ بیت

شعاع شعلۂ قہر تو گر فتد بسحاب — زباد برق شود سرمۂ صبا و دبور

معنی یہ ہین کہ تیرے غضب کے شعلہ کی کرن اگر بادل پر گرے باوجودیکہ اُسمین پانی بھرا ہی اور اُسمین
بجلی ہی کہ جسپر گرے جلا دے مگر اسقدر جل جاوے کہ اُسکی راکھ پروا اور پچھوا ہوا کی سرمہ بنجاوے ؎ بیت

اگرچہ ہست برہن کہ در مسیر وجود — موثر اند صفات الہ نفے ماثور
نہ سر کلاہ حکومت بدامن تو نہاد — قضا کہ ہست دو عالم بحکم او مجبور

اس قطعہ کے معنے روشن ہین ای برہمن ظاہر ہی کہ پیدایش مین صفات الٰہی تاثیر کرنے والی ہین ور
دوسرے سے خود اثر نہین قبول کرتین لیکن قضا جو عمدہ صفت الٰہی ہی اور اُسکے حکم سے دو عالم
مجبور اور محکوم ہین اُسنے حکومت کی ٹوپی اپنے سر سے اتار کر تیرے دامن مین رکھی کہ آپ حکمرانی کے
سزاوار ہین اور مین محکوم ہون وربنصورت صنعت الٰہی ماثور ہوئی نہ موثر (عیاذاً باللہ) اور یسیر مہم کے
فتح سے سیرگاہ ہو ؎ بیت

منم کہ کردہ ام از رنگ شرکت نوعے — نصیب فرقۂ انسان ہزار گونہ قصور

منم کا لفظ جہان شاعر کو اپنی تعظیم مقصود ہوتی ہی وہان لاتا ہی خواہ اُسمین مبالغہ تعریف مین ہو
یا ہجو مین اور یہان اپنی ہجو مین مبالغہ کر کے کہتا ہی کہ ایک نوع کی شرکت کے رنگ سے
یعنے یہ کہ مین جو حقیقت انسان کے ساتھ نوع مین شریک ہون ہزار طرح کے قصور کہ وہ انسان
کے لازم کر دیے ہین اور رنگ کے بجاے ننگ بھی نظر آیا ہی اور اس صورت مین بھی معنی صحیح ہین
(از مترجم - عام نسخہ ننگ بجاے رنگ کے ہی) ؎ بیت

ز روزگار من آثار یاس مے تابد — چو حالت سنوات از باحور

یعنے میرے زمانہ سے نا امیدی کے نشانات اسطرح ظاہر ہین کہ برسون کی حالت باحور کے آثار سے
ظاہر ہوتے ہین اور باحور آفتاب کے برج حمل مین رہنے کی مدت ہی کہ اہل نجوم نے معتبر کی اور
برسون کے احوال اُسکے اثر سے معلوم کرتے ہین (از مترجم - غیاث اللغات مین ہی کہ باحور

جاے ہمارے کے ضمہ اور واو معروف سے گرمی کی شدت ماہ تموز مین ہو اور مقصود ایام آسکے آٹھ مین انیسوین سے چھبیس تاریخ تک اور آٹھون دن بہت گرم ہون تو ارزانی ہو اور جو سرد ہون تو قحط کی علامت ہو بیت

تنزل عملم گر شود نسیم ریاض + بطبع بر اثر غورہ گردد انگور

یعنے میرے عمل کا تنزل اگر باغات کی ہوا ہجاے تو انگور اُلٹے قدم غورہ کی طرف پھر جاے یعنے پکنے کی خامی پر آجاے بیت

زحرص نعمت عصیان کہ زہر شربت اوست   بدون روزہ کند نفس ز لہ بند سحور

روزہ دار کسی قدر غذا سحر کے لیے رکھ چھوڑتے ہین یعنے نفس گناہون کی حرص سے کہ ظاہر مین نعمت اور حقیقت مین زہر قاتل ہی بلا شرط روزہ سحری رکھ چھوڑتا ہی یعنے گناہون کا خواہشمند ہی بیت

نعوذ باللہ اگر روز حشر طی نکند   شفاعت تو عمل نامہ اناث و ذکور

زشرم کثرت عصیان من بر عشہ فتد   بعرصہ گاہ قیامت چو ارض نیشاپور

قطعہ کے معنے یہ ہین کہ اے روز قیامت کے بخشانے والے خدا کی پناہ اگر قیامت مین آپکی شفاعت اور سفارش مرد عورت کے اعمالنامہ کو نہ لپیٹے یعنے گنہگارون کو نہ بخشائے تو میری کثرت گناہ سے قیامت کا میدان نیشاپور کی طرح لرزنے لگے۔ (از مترجم۔ بعرصہ گاہ کے بجاے حساب گاہ کا نسخہ جو دیکھا گیا بہتر ہی) بیت

اگر بہ پنجہ خورشید دل بیفشارم   بجاے خون ز مسامش چکد شب دیجور

اس بیت مین اپنی سیاہی کی نسبت مبالغہ کیا ہی اور دل کے نچوڑنے دبانے سے خون کا نکلنا ممکن ہی یعنے میری سیاہ دلی اس مرتبہ ہی کہ آفتاب جو تیرگی کا دور کرنے والا ہی اسکے پنجہ سے میرے دل کو دبائین تو لہو کی جگہ سوراخون سے اندھیری رات ٹپکے۔ ابیات

وفا نمی کند امید مغفرت با یاس   نہ زانکہ عفو الٰہی نسازدم مغفور

ز طول معصیت استغفر اللہ اندیشم   کہ گرد قصر نشیند بذیل عفو غفور

بخشش کی امید کثرت ناامیدی کے مقابل وافی اور کافی نہین ہوتی اور یہ امر نہ اس سبب سے ہی کہ عفو الٰہی کوتاہ ہو بلکہ معذرۃً اول استغفر اللہ کا کلمہ زبان پر لا کر کہتا ہی کہ طول معصیت سے اندیشہ ہی کہ عفو الٰہی اُسکی حد تک پہونچے یا نہ پہونچے بیت

ز شعلہ و مہر و گلاب و فاست عنصر من   اگر بہ فیض دوزخ ہمی شوم مامور

بزمرہ جنتیان الحمد طہ ار بہشت   زعود آتش دوزخ برد بخار بخور

میرا ہم محبت اور وفا کی عود اور گلاب سے بنا لیا گیا ہو یعنی اگر دوزخ جانے کے لیے مجھے حکم ہے تو شعلہ
آتش دوزخ کے دھوئین سے بہشت کی مجلس مین خوشبو لیجاے یعنے اسقدر دوزخ خوشبودار ہو جائیگا
اور عود چوب خوشبودار ہی کہ آگ مین ڈالکر جلاتے ہین — بیت

زکوٰۃ مہر تو حاشا اگر دہم بطباع کند بادہ تبسم طبیعت کافور

محبت کی تعریف گرمی کے ساتھ کی ہی یعنے تیری محبت کی گرمی کا اثر اگر طبیعتون کو پہونچے کافور کی
طبیعت جو بہت سرد ہی گرمی کے سبب شراب کی طبیعت پر کہ بہت حار ہی قہقہہ لگائے یعنے
اسقدر گرم ہو جاے — ہر چند طباع کے کہنے سے شراب کی طبیعت بھی قبول اثر مین شامل ہی مگر
طباع لوگ اس قسم کے سیاق سخن سے واقف ہین کہ ایک خاص فرد کو مجموعہ افراد سے نکالکر ذکر
کرتے ہین — بیت

محبت نگذارد بسینہ ام داغے کہ نیست سوزش الماس منت ناسورے

داغی مین یاے وحدت ہی اور داغ فاعل ہی فعل نیست کا یعنے تیری محبت نے اے ممدوح ایک داغ لگایا ہی
کہ میرے لیے ہیرے کی کنی اور ناسور واجبی ہی یعنے جو داغ تیری محبت دیتی ہے وہ اچھا ہونے والا نہیں ہی
(از مترجم — سوزش بکسر نون بروزن سوزش ریزگی فلزات را گویند کہ از دم سوہان ریزد و بعربی
برادہ خوانند از برہان قاطع اور داغی مین یاے تنکیر ہی —) بیت

خمیر مایہ این سر قصیدہ آن رویاست کہ شاخ و برگ فزودش زبان من بطیور

خمیر مایہ کے معنے مادہ اور ہیولے اور سر قصیدہ مطلع اول اور رویا بمعنی خواب ہی اور فزودش مین
ضمیر شین راجع سر قصیدہ کی طرف ہی اور بطیور سے مراد شعر کے شائق اور پڑھنے والے ہین یعنے قصیدہ
کو اس خواب کے خمیر کے شجر سے طالبین کی خاطر سے زیادہ کیے ہین اور ممکن ہی کہ ضمیر کا مرجع رویا
اور شاخ و برگ کو جو درازی کی خواہشمند ہی اسکے ساتھ نسبت دیجاے یعنے خواب تھوڑی
چیز تھی مین نے اُسے لمبی چوڑی بیان کی — اور بعض نسخون مین زبان من بطیور کے بجاے زبان مر
طیور لکھا ہی در صورت معنی یہ ہو سکتے ہین کہ اشارہ کی زبان سے اُس خواب کے پیچھے والی ایزاد کر دی ہی
اے طول غرض اعتباری دیدیا مگر نسخہ اول بہتر ہی — (از مترجم — میرے نزدیک سر قصیدہ مین سر زائد ہی
جیسے سر زمین مین ہی پس مراد سر قصیدہ سے خود قصیدہ مراد ہی جسمین خواب کا بیان ہی نہ کہ مطلع مین
اور فزودش کی ضمیر شین راجع رویا کی طرف ہی نہ جانب سر قصیدہ کے اور نسخہ جو طیور کا بہتر ہی بطیور سے
جو مختار شارح ہی اور نسخہ زبان رمز طیور واہیات ہی) — بیت

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم چنانچہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

حق سبحانہ تعالیٰ نے اثنائے کلام میں جو طور پر ہوا کر کی تحسین عصا کی نسبت پوچھا کہ ای موسےٰ تیرے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہی عصا کی جواب مختصر تھا گر موسے علیہ السلام نے گفتگو میں مزہ پا کر بیان کو طول دیا اور یہ بیت پہلی بیت کی تائید کرنے والی ہی۔

## قصیدہ در تعزیت ابوالفتح و مدح خانخانان ۔ بیت

صفحہ ۵۵

دو جنبش ست کہ از غایت جلالت قدر لباب جملہ تواریخ در جہان آمد

یہ قصیدہ ملا عرفی نے ابوالفتح کی تعزیت اور خانخانان کی تعریف میں کہا ہی جب کہ سرحد ملکی سے بادشاہ کے حضور میں آتے تھے اور اس بیت کو آیندہ دو بیتون کے ساتھ تعلق اور شرکت ہی یعنے دو جنبش ہیں کہ نہایت قدر اور منزلت سے کل تواریخ کے خلاصہ ہیں اول سرور دو جہان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانا دوم ممدوح کا سرحدی ملک سے بادشاہی بارگاہ میں آنا ــ بیت

بحد مملکت شاہ رفت و عالم گفت کہ صدر مجلس دنیا بآستان آمد

اس بیت کی دو توجیہ ہو سکتی ہین اول یہ کہ ممدوح جب ملک کی سرحد پر گیا خلق اللہ نے کہا دنیا کا مجلس استانے پر آیا یعنے شاہی ملک کی وسعت کے لحاظ سے وہ سرحد گویا آستانہ ہی اور اس مقام سے ملک سرحد زیادہ ہی دوم یہ کہ صدر مقام سے ممدوح کہ وہان کا صدر نشین ہی نیچے آیا یہ کسی قدر بہتر ہی ــ بیت

اگر ہوائے سمن داشت نوبہار رسید وگر امید ثمر داشت بوستان آمد

داشت فعل نوبہار فاعل اور اگر کا لفظ شرط کے لیے اور رسید اسکی جزا ہی اور تقریر دوسرے مصرع کی مصرع کے موافق ہی اور باقی تقریر ظاہر ہی ــ از مترجم ــ ممکن ہی کہ فاعل داشت دونون مصرعون میں حد مملکت ہو اور فاعل رسید نوبہار اور فاعل آمد بوستان ہو اور اس توجیہ میں زیادہ مبالغہ ہی یعنے حد ملک کو ایک چنبیلی کی خواہش تھی تو نوبہار اور اگر ایک پھل کی اسے امید تھی تو ایک باغ بھی حاصل ہوا ــ بیت

تو ئی کہ در ازل اندیشہ ات بذہن قضا گذشت بر اثر ش امر کن فکان آمد

یعنے ازل میں اول تیرے ہی پیدائش کا خیال قضا کے ذہن میں گذرا اُسکے بعد اور موجود

لیے کن فکان کا حکم آیا ـ بیت

فلک بلجہ ہستی بعکس فرمانت ‌ ‌ ‌ ‌ دو غوطہ زد بتہ عمر جاودان آمد

غواصان دریاے معنی پر مخفی نہو کہ اس بیت کی دو طرح تقریر ہوسکتی ہین اول یہ کہ آسمان نے ہستی کے دریا مین تیرے حکم کی قوت سے دو غوطہ لگاے اور ہمیشہ کی عمر کے ساتھ خاص ہوگیا دوم عکس فرمان خلاف فرمان اور عمر جاودان کے نیچے آنا عمر کا ختم ہونا یعنے اگر آسمان نے نافرمانی کی تو ہلاک ہوا اور خصوصیت دو غوطہ کی قلت کے واسطے ہی اور یہ معنی بہتر ہین لجہ دریا و میان دریا کو کہتے ہین ـ دانز مترجم ـ دونون معنی جیسے ہین ظاہر ہین عکس کے معنے قوت کے نہ لغت مین ہی نہ اصطلاح مین ـ اور دریاے ہستی مین غوطہ لگا کر ہلاک ہونا خلاف ہی ـ شاید یہ توجیہ درست ہوسکے کہ دریا مین عکس ہر شی کا گرتا ہی اور عکس اسی قدر ایک شی کا ہوتا ہی کہ جس مقدار کی وہ شی ہوتی ہی اس قاعدہ کی بنیاد پر مصنف نے کہا کہ دریاے ہستی مین تیرے حکم کے عکس پر آسمان نے غوطہ لگایا اور عمر جاودانی پائی اسواسطے کہ تیرے فرمان کو دوام اور استمرار ہی پس اسکے عکس کو بھی وہی صفت حاصل ہی ـ ابیات

درین مصیبت عظمے کہ دہر سنگین دل ‌ ‌ ‌ ‌ زگریہ ہر سر مو چشم خونفشان آمد
چنان فریفت مرا گریہ ہاے روحانی ‌ ‌ ‌ ‌ کہ چشم از ہوس قطرہ بجان آمد

بڑی مصیبت سے اشارہ وفات میر ابو الفتح کی جانب ہی یعنے اس بھاری مصیبت مین کہ زمانہ دل کا سخت باوجودیکہ ایک عالم کو ہلاک کرتا ہی اور کچھ پروا نہین کرتا استقدر رویا کہ اسکا ایک ایک بال چشم خونفشان ہوگیا مجھے روحانی گریہ نے ایسا حیران کیا کہ جسمانی آنکھ ایک قطرہ کو ترس گئی ـ بیت

کہ رہبرش بعدم شد کہ مرگ در مرگش ‌ ‌ ‌ ‌ سیاہ پوش تر از عمر جاودان آمد

اس بیت کے معنی دو طرح کہہ سکتے ہین ایک یہ کہ عمر جاودانی نے جو ایک شخص ہی اسکے مرنے مین لباس سیاہ پہنا ہی اور اُس سے زیادہ مرگ نے سیاہ پوشی اور ماتم داری کی ـ دوم یہ کہ عمر جاودانی سے آبحیات مراد ہو اس صورت مین سیاہ پوشی اُسکی ظلمات کے سبب ظاہر ہی یعنے موت کی سیاہ پوشی کو ظلمات سے تشبیہ دی اور یہ اشارہ ابو الفتح کے انتقال کی طرف ہی ـ بیت

## قصیدہ در مدح ابو الفتح گیلانی گفتہ بیت

عشق گو تا خرد برانداز د ‌ ‌ ‌ ‌ عود شوقے بمجمرہ اندازد

صفحہ ۳۴۷

یہ قصیدہ ابو الفتح کی تعریف مین کہا ہی اور اسکی تمہید عاشقانہ طرز پر کی معنی یہ ہین کہ عشق کہان ہی کہ
عقل کو پچھاڑ دے اور شوق کے لوبان کو انگیٹھی مین چھوڑے یعنے شوق کو اپنے کام مین لاوے اور
شوقی مین پاے شکیبی دے۔ اور مصرع اول مین تا کی جگہ گرد دیکھا گیا۔ تب بھی معنے ظاہر ہین۔ بیت

مرغ جان را بدو بباغ سے گلے + کہ اگر پر زند پر اندازد

بدو فعل عشق فاعل اسکا۔ اور گلے مین یاے توصیفی ہی کہ دوسرے مصرع مین کاف اسکے بیان کا
ہی اور آیندہ بیت کا مضمون بھی اسی قسم کا ہی بیت

آسمان رنگ شیشہ طلبد  آفتابے بساغر اندازد

معنے یہ کہ معشوق کہان ہی کہ آسمان کی رنگت کا شیشہ چاہے اور پیالے مین شراب بھر کر بار دیگی
تواضع کرے۔ طلبد فعل اور فاعل اسکا معشوق ہی کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہوا۔ آفتاب سے
شراب اور شیشہ آسمان رنگ سے سبز مراد ہی اور یہ استعارہ نظر با آفتاب ہی۔ اور بعضے نسخون مین
آفتاب پر کاف دیکھا گیا جسکو کاف تشبیہ کہ سکتے ہین اور شیشہ آسمان رنگ مشبہ اسکا۔ راز
مترجم۔ کاف تشبیہ عربی مین ہوتا ہی شارح علیہ الرحمہ نے اسکو فارسی مین بھی اختیار کیا۔ میرے
خیال مین یہ کاف غائیہ کا ہی اور وہ تا محذوف پر دال ہی اصل مین تا کہ آفتابے بساغر اندازد ہی
مصرع اول مسبب اور مصرع دوم اسکا سبب ہوگا۔ بیت

خندہ جام غم بگریاند  گریۂ شیشہ خون بر اندازد

خندہ جام کنایہ لبریز ہونے سے ہی اور جام کا لبریز ہونا غم کو رولاتا ہی اور خون شیشہ سے مراد شراب
ہی اور خون کو محبت کے معنی مین لین کہ یہ اکثر آتا ہی مقابلہ غم کا خوب ہوتا ہی۔ راز مترجم
محبت سے غم کو مناسبت ہی نہ مقابلہ بیت

نور خورشید سے پر شفق  بر سر خاک اغبر اندازد

اس بیت مین شراب کی تعریف کی ہی۔ نور خورشید مین اضافت لامی اور خورشید مے مین
اضافت بیانی دونون اضافت تشبیہی ہی اور فعل اندازد کا فاعل نور ہی اور پر شفق مفعول
اور شفق شراب کی چمک سے مراد ہی باقی تقریر ظاہر ہی اور جو بعض نسخ مین مے بجاے سے لکھا ہی وہ
غلط ہی بیت

قہقہ شیشہ طبل کوچ زند  ہوش را خیمہ بر سر اندازد

طبل کوچ زدن سے مراد کوچ کی طیاری ہی یعنے جب شیشہ قہقہہ مارے گویا کہ شراب کی

کوچ کے نقارہ پر چوٹ لگے اور ہوش کا سر پر خیمہ رکھنا کنایہ ہی ہوش کے برہم ہونے سے اور ظاہر ہی کہ جب
کہ جب شیشہ ہنستا ہی ہوش برہم ہو جاتے ہین — بیت

زخمہ از باد گوشہ دامن　　موج در نغمۂ تر اندازد

تازہ نغمہ لطافت مین پانی کی مثال ہو اور ہوا سے پانی لہراتا ہو یعنے نغمہ زخمہ کی چھیڑ سے لہراتا ہو گویا اپنے
دامن کی ہوا سے نغمہ مین لہر ڈالتا ہو زخمہ کا گوشہ دامن استعارہ ہی — بیت

نے غلط گفتم این نہ گردانے ست　　کز دم کس بہ عبیر اندازد

یہان مصنف مضامین سابقہ سے انکار کرتا ہو کہ گویا کون اور شراب کیا یہ غم ایسا مجبور نہین ہو کہ اسکے
ذریعے سے رہائی متصور ہو — ابیات

نقش بین کج مباز عرفی　　مہرہ تا کہ نششدر اندازد
کاشکے آن شکیب ہم میداشت　　کہ شکایت بمحشر اندازد
رو بہ لجویش مباد آن مست　　زہر آفت بساغر اندازد
رو کہ آن تشنہ لبان مدح　　ترسمش عقل در سر اندازد
کہ شکایت بجون بپا لاید +　　بدر گوشش داور اندازد

اہل معنی پر پوشیدہ نہین ہو کہ مصنف نے یہان تمہید سے مدح کی طرف گریز کرنی چاہی اور معشوق سے تنبیہ اور ترہیب کے طور پر خطاب کرتا ہو کہ نقش کو دیکھ اور عرفی کے ساتھ بازی نہ چین چینہ مگر کہ مبادا تیری نرد کو ششدر مین ڈالدے یعنے تیرے اوپر غالب آجاے اور دوسری بیت مین کاشکے جو تمنا کے واسطے ہی وہ بھی اضراب کے لیے اس تہدید کے ہی یعنے عرفی اسقدر بھی فرصت نہین رکھتا کہ تیری شکایت کو روز حشر کے قاضی کے پاس لیجاے اور تیسری بیت مین کہتا ہو کہ صلاح یہ ہو کہ اسکی دلداری کر نہین تو وہ آفت مچاویگا — پھر چوتھی بیت مین اسکی تائید کے لیے کہتا ہو کہ مجھے خوف ہو کہ ایسا نہو کہ عقل اسکو آجاے اور تیرا گلہ شکوہ بڑے درد سے ممدوح کے کان تک پہونچا دے ابیات

دانہ از کشت جودش ار مرغے　　چیند و در گلو در اندازد
ہمچو سیمرغ آسمان ہر روز　　بر زمین بیضۂ زر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کی سخاوت کی تعریف مبالغہ ساتھ کی ہو یعنے اگر کوئی مرغ اسکی بخشش کے کھیت سے جو زر و جواہر کی بالیون سے بھرا ہوا ہی ایک دانہ اٹھالے اور رکھا جاے تو آسمان کے

سیمرغ کی طرح کہ آسمان مراد ہے زمین پر سونے کے انڈے دے کہ آفتاب سے کنایہ ہے اور قطعہ کی آخر بیت مین استعارہ تخیلیہ ہے - ابیات

مایہ انتعاش مظلومان | گرد بادان صرصر اندازد
آشیان خراب کردہ باز | پیش برج کبوتر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کی ضعیف نوازی اور قوی گدازی کی تعریف ہے یعنے اگر ممدوح مظلومون کی خوشی کا سرمایہ آندھی کے دامن مین ڈالے اور وہ پورب سے لیکر پچھم تک پہونچے تو جتنے باز کے اجاڑے ہوئے گھونسلے ہین انکو کبوترون کے سامنے لاکر رکھدے تاکہ مظلوم کبوتر عیش کرنے لگین اور ہوسکتا ہے کہ معنے کی تقریر اسطرح کیجاے کہ آندھی اپنے تیز چلنے سے کبوتر وغیرہ کے گھونسلے اڑا دیتی ہے اور یہ صریح ظلم ہے ممدوح کے حکم سے آندھی کبوتر کے گھونسلے جو اجاڑ دیتی تھی پھر کبوتر کے پاس پہونچا دے اس صورت مین کردہ کی لفظ پر توقف کرنا چاہیئے اور فعل کردہ کا فاعل صرصر کو کہا جاے اور باز کے معنے بھی بدل جاتے ہین مگر فکر اضافت کسی قدر تفصیل ہے - از مترجم منتخب اللغات مین انتعاش بلند شدن و نیکو شدن و برخاستن انتہی اس بیت کی تیسری توجیہ یہ ہے کہ اگر ممدوح مظلومون کی خوشوقتی اور اہتزاز کا سرمایہ آندھی کے حوالہ کرے تو آندھی ظالم باز کے گھونسلے جنکو آندھی نے اجاڑ دیا ہے کبوتر کے برج کے سامنے پٹک دے تاکہ مظلوم کبوتر اپنے دشمن کے گھونسلے کو اجڑی حالت مین اپنے گھر کے دروازہ پر پڑا دیکھکر خوش ہون اور اس مکافات سے انکو اہتزاز اور انتعاش ہو - ابیات

درمصاف قیامت آشوبے | کہ روا رو بہ لشکر اندازد
نعرہ را تازیانہ فعل کند | حملہ را باد در سر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کے مردانگی کی تعریف ہے لفظ قیامت آشوب صفت ہے اور موصوف اسکا لفظ مصاف ہے اور اس صفت کی دو وجہ ہوسکتی ہین ایک یہ کہ لڑائی جو قیامت کا آشوب رکھتی ہو دوم یہ کہ قیامت مین خلل ڈالے یعنے اگر ممدوح کسی معرکہ مین لشکر کو ہزیمت دے نعرہ کو تازیانہ کا کام دے اور باد در سر انداختن کنایہ مغرور ہونے سے ہے یعنی حملہ کو نخوت مین لاوے - از مترجم معنے کی تقریر معنے کی الفاظ کے موافق یہ ہے کہ اس میدان قیامت آشوب جنگ مین کہ ممدوح لشکر مین روارو اور چلاچل اور تیزی و حملہ آوری پیدا کرے نعرہ سے کوڑے کا کام لیتا ہے یعنے کوڑے کا اثر اسمین آجاتا ہے جسکے کان تک پہونچا گویا ایک کوڑا لگا اور حملہ مین یہ تیزی ہے کہ ہوا اسمین بھری ہوئی اور اس غرور مین حملہ ہے کہ ہم ضرور فتح کرینگے - شارح نے جو روا رو بمعنی ہزیمت کے خیال کیا سو نہ لغات مین ہے نہ

علت رعشہ بسکہ عام شود — چون بمیدان تگاور اندازد
رمح فولاد عرض موج زند — تیغ الماس جوہر اندازد

یعنے ممدوح جب میدان مین گھوڑا دوڑاے خوف کے مارے ہر چیز مین رعشہ پڑے فولادی پھل نیزے کا جو نہایت سخت ہی گل کر پانی کی طرح لہرانے لگے اور الماس کی تلوار اپنے جگری جوہر ڈالدے ابیات

تا بسنجد متاع بازو یش — آنکہ زین پس جدل در اندازد
سر خاقان بتیغ بردارد — در ترازوے قیصر اندازد

سنجد فعل اور متاع بازو مفعول اور جملہ معترضہ جو مصرعہ ثانی مین واقع ہوا فاعل ہی حاصل معنی یہ کہ بعد ازین کوئی شخص اگر لڑائی کا خیال رکھتا ہو اور چاہے کہ ممدوح کے زور بازو کو تولے اور معلوم کرے کہ کسقدر ہی تو لازم ہی کہ خاقان کا سر اُتار کر قیصر کی ترازو مین رکھے یعنے اس ترازو اور اس باٹ سے وزن کرے اسواسطے کہ جو شخص ان دونون کو مار ڈالے اُسکی قدرت مین ہی کہ ممدوح کا زور دریافت کرے۔ اس صورت مین ترازوی قیصر مین اضافت تشبیہی بتکلف ہوگی کیونکہ قیصر کسی طرح ترازو سے مشابہ نہین اور تشبیہ کیلئے اعتبار ہی اور اضافت لامی ہو تو یہ تقریر چاہیے کہ جو چاہے زور ممدوح کا وزن کرے چاہیے کہ خاقان کو قتل کرکے اُسکا سر قیصر کی ترازو مین رکھے دا ترجمہ ترازوی قیصر مین اضافت لامی ہی نہ تشبیہی اور اعتراض شارح نادرست پس قیصر کو تشبیہ فرنگش سے ہوگی الحاصل بڑے زبردست کا کام ہی کہ خاقان ختن کا سر اُتارے اور قیصر کو فرنگش اُسکا بنا کے کہ اُسکو وزن کرے کہ کسقدر ہی ۔ بیت

حلمت ار سایہ افگند بفلک — سینہ بر روے محور اندازد

اس بیت مین حلم کی گرانی ظاہر کی ہی حکمانے محور آسمان کا زمین مین مقرر کیا ہی کہ اُسے محور زمین اور خط موہوم زمین کا کہتے ہین یعنے تیرا بھاری حلم آسمان پر سایہ ڈالے تو آسمان اُسکے بوجھ کی تاب نہ لاے اور محور پر سینہ کو ڈالدے ابیات

دشمنت بسکہ ہست بخل سرشت — بلغات ار نظر در اندازد
فعل ازو اشتقاق نتوان کرد — چون نظر سوے مصدر اندازد

یہ قطعہ دشمن ممدوح کے بخل کی مذمت مین ہی یعنے اگر تیرا اسوم دشمن لغات کو دیکھے فعل جو مصدر سے نکلتا ہی اُسکی نظر کے اثر سے نہ نکلے کلمہ ازو کا بطریق اضمار قبل الذکر ہی اور مصدر اُسکا مرجع ہی مگر دشمن کا مصدر کی طرف دیکھنا جو دوبارہ ذکر کیا اس نظر سے کہ لغات مین

جسکا پہلے ذکر ہوچکا ہے مصدر بھی داخل ہے زاید واقع ہوا ہے مگر یہ تاویل کیجاے کہ بغرض ایضاح ایک جزو
خاص کو کہ مصدر ہے افراد لغات سے علاحدہ کرکے ذکر کیا واللہ اعلم راز مترجم۔ میرے نزدیک
اعتراض کلام مصنف پر وارد نہین ہوتا اور اسواسطے ضرورت تاویل کی بھی نہین ہے اسواسطے کہ ذکر
مصدر کا زائد او رستدرک اسوقت متصور تھا کہ جسطرح لغت مصدر سے اسمار اور افعال مشتق اور
برامد ہوتے ہین اُسی طرح دوسرے لغات غیر مصدر سے کہ اسمار جامد اور حروف ہین اسمار وافعال کا
اشتقاق ہوتا ہرگاہ ایسا نہین ہے تو بدون ذکر مصدر کے یہ کہنا درست نہوتا کہ دشمن ممدوح لغات پر
نظر ڈالے تو اُسکی نظر بخل کے اثر سے فعل مشتق لغات سے نہوتے اسواسطے کہ سواے مصدر اور
لغات لیسے ہین کہ جنسے قبل از نظر دشمن اشتقاق فعل اُنسے نہ تھا پس قطعہ کے معنی درست بلا
اعتراض یہ ہین کہ تیرا دشمن کہ شدت سے بخیل خلقی ہے لغات کی طرف دیکھے تو اُسکا اثر یہ ہو کہ جب لغات
مین سے مصدر پر جو لغات مین داخل ہے نظر پڑے تو اشتقاق فعل اُس سے مسدود ہوجائے۔ بیت

دربستگی بشوق مدیح بگو کش بدل سایہ کمتر اندازد

یعنے مدح سننے سے اگر آپ ذوق ہین تو شوق مدح کو حکم دیجیے کہ عرفی کے دل مین راہ نکرے۔

## قصیدہ ذو مطلعین در مدح نواب خانخانان و میر ابوالفتح بیت

بیا کہ با دلم آن میکند پریشانی کہ غمزۂ تو نکردہ است با مسلمانی

یہ قصیدہ دو مطلع والا نواب خانخانان کی تعریف مین بڑی بلاغت سے کہا ہے اور ابوالفتح کی
تعریف بھی اسمین شامل کی۔ بیت کے معنے یہ ہین کہ اے معشوق خبر لے کہ پریشانی میرے
دل پر وہ زیادتی اور دست درازی کررہی ہے کہ تیرے غمزہ نے مسلمانی پر بھی ایسی معاذاللہ
اور خرابی نہین کی۔ بیت

نہشت غمزۂ اسلام دشمنت کہ دو روز محبت تو کنم جمع با مسلمانی

ہشتن چھوڑنا غمزہ موصوف ہے اور اسلام دشمن صفت کہ محمول بر قلب ہے یعنے تیرے غمزہ نے جو اسلام کا
دشمن ہے اتنی فرصت ندی کہ دو دن بھی تیری محبت کو مسلمانی کے ساتھ جمع کرون یعنے
محبت کرکے مسلمان رہون۔ بیت

ترحمی نکند حسن بر دلم گوئی کہ در زمانہ یوسف نبود زندانی

مصنف اُس زمانے کو کہ حسن عشق کے رنج سے تنگ تھا یاد دلا کر حسن کو طعنہ دیتا ہے کہ

میرے حال پر حسن کو ترحم نہیں گویا یوسف علیہ السلام کے وقت مین قیدی نہ تھا یوسف
علیہ السلام کا قیدی ہونا حسن ہی کا قیدی ہونا متصور ہے بیت

لب تو جرعہ دہ بادۂ دل آشوبے　　غم تو شانہ کش طرۂ تن آسانی

یعنے تیرا لب اُس شراب کا مست کرنے والا ہے کہ دل کو ہستی سے آشوب دیتی ہے اس صورت
مین فاعل کی اضافت مفعول کی طرف اضافت لفظی ہوگی اور جو یہ معنی کہین کہ تیرا ہونٹھ شراب
دل آشوبی سے عاشقان بیدل کو جرعہ بخش ہے مضاف الیہ محذوف کہنا چاہیے اور لفظ از کا لفظ بادہ پر
مقدر مانا جاسے اور بادہ کو مفعول ثانی بہرحال غرض یہ ہے کہ تیرے ہونٹھ مین کمال دل آشوبی ہے
اور تیرا غم زلف تن آسانی کا شانہ کش ہے اور شانہ کشی سے مراد زلف کی پریشانی ہے یعنے جہان
تیرا غم ہے تن آسانی اور آرام طلبی متصور نہین ہے اور جائز ہے کہ شانہ کشی سے زلف کی آراستگی مراد ہو
یعنے عاشقون کے لیے تیرا غم تن آسانی کا حکم رکھتا ہے۔ راقم مترجم۔ مصرع اول کی دونو توجیہ
پر تکلف ہین اور میرے نزدیک بادہ مشبہ بہ کو اضافت تشبیہی دل آشوبی مشبہ کی طرف ہے اور مرکب
بادہ دل آشوبی دراصل مضاف الیہ جرعہ کا باضافت لامی ہے اور یہ مطلب ہے کہ تیرا ہونٹھ دل آشوبی
کی شراب کا جرعہ بخش ہے اور عشاق دل آشوبی کے متوالے تیرے ہونٹھ سے ہو جاتے ہین کہ ہونٹھ
تیرے دیکھے اور بیچین ہو گئے۔ توجیہ اول مین شراب کا مست کرنا جو شارح نے بیان کیا ایک
غیر معمولی اور خلاف واقع امر ہے اور توجیہ دوم مین جرعہ دہ کا مضاف الیہ عاشقان بیدل محذوف
اور بادہ کے لفظ پر لفظ از بیانیہ مقدر کرنا بالکل تکلف اور محض تصنع ہے جب کہ مصرع اپنے لفظون سے
معنی دیتا ہے اور صاحب بہار عجم نے شانہ کشیدن بمعنی آراستن کے لکھا ہے نہ معنی پراگندن کے
اسواسطے مصرع دوم کے دوسری ہی توجیہ محاورہ فارسی کے موافق ہے نہ اول ابیات

زبیم او چو نیارد فشاند گرد فتور　　فلک بدامن احوال انسی وجانی
کند زحیلہ برائے گزیدن مردم　　بگاہ مستی ازو التماس ترخانی

دو بیت قطعہ بند ہین معنے ممدوح کے ڈر سے چونکہ آسمان فتور کا غبار انسان اور جنات کے
دامن پر نہین گرا سکتا یعنے انکو فتور مین نہین ڈال سکتا تو جس وقت ممدوح کو سرور مین پاتا ہے موقع
پا کر خلق اللہ کی ایذا رسانی کے لیے حیلہ سے درخواست علم ترخانی کی کرتا ہے۔ ترخانی خطاب ہے
جب چاہین کسی کو تمام کامون کا اختیار دین کہ وہ بغیر پوچھے کام کیا کرے تب یہ خطاب دیتے ہین بیت

بخرق عادت اگر ملتفت شوے شاید　　کہ کنہ خویش در اوراک عقل گنجانی

خرق عادت کرامت کو کہتے ہین یعنے اگر تو کرامت کی طرف متوجہ ہو یعنے کرامات کو تو چاہے
کہ ظاہر کرے سزاوار ہی کہ اپنی حقیقت کو عقل کے دریافت مین لے آوے اسواسطے کہ عقل تیری
کنہ کا ادراک کسی طرح نہین کر سکتی الا یہ کہ تو اپنی کرامات سے اُسکو مدرک کرا دے حاصل یہ کہ تیری
کنہ کا ایسا مرتبہ ہی اور خرق عادت کے معنی کرامات اسلیے ہی کہ خرق کے معنی اُس عادت کے
ٹکرے ٹکرے کرنا ہی جو طبیعتون مین دایر ہو اور جب کسی شخص سے ایسا کام سرزد ہو کہ دوسرون سے
نہو سکے اُسکو خرق عادت کہتے ہین پس یہ کرامات ہی — ابیات

گہر شناسا و پیش پای بین و سنج — نثار من کہ بفرق تو باد ارزانے
غلط سنج و مبین پایمال نسیان کن — مباد چیدہ دگر بارہ بر سر افشانے

اپنی مداحی کی تعریف اسطرح کرتا ہی کہ ای جوہر شناس اپنے قدم کے آگے دیکھ اور میری نوچھاور
وزن کر جو تیرے سر کو مبارک ہو یعنے تیری قبولیت کے لائق ہو پھر کہتا ہی کہ میرے غلط کہانہ تو دیکھ
نہ وزن کر بلکہ اُسکو بھول جا اسواسطے کہ ایسا نہو کہ اسے اُٹھا کر دوبارہ اپنے سر پر نثار کرے یعنے
دوسری بار اُسے عزت دے — بیت

بعہد جلوہ حسن کلام من اندوخت — قبول شاہد حسن کمال نقصانے

یعنے میری خوبی کلام کے زمانہ مین کمال اصفہانی کے شاہد نظم کی قبولیت کو بڑا نقصان ہوا
اور نقصانی مین پایہ سے زائد ہی — بیت

ببین کہ تافتہ ابریشمش چہ خامی یافت — ز تاب اطلس من شعرباف شروانی

تافتہ ریشم کا اچھا ہوتا ہی اور شعر پارچہ ابریشمی ہی اور شعرباف شروان کنایہ خاقانی سے ہی اور ضمیر شین
کہ ابریشم کے ساتھ ہی راجع شعرباف کی طرف ہی اور تافتہ ابریشم سے کنایہ سخن سنجیدہ ہی اور
باقی تقریر ظاہر ہی — بیت

چو کرم پیلہ لعاب بر تنیدہ ام بر بروت — کہ اصل خلعت دارا لیست و خاقانے

کرم پیلہ ریشم کے کیڑے کا نام ہی کہ لعاب کو اپنے اوپر تانتا اور پورتا ہی اور جب ریشم کار گرون کے
ہاتھ پہونچتا ہی اُسکو بنا سنوار کر عمدہ خلعت سلاطین کے طیار کرتے ہین اور یہان لعاب سے
مراد سخن ہی اور مونچھون پر تانتا کنایہ اپنے اسباب پر افتخار اور ناز کرنے سے ہی اور سخن جو لب سے
نکلتا ہی مونچھون پر لپٹتا ہی اور میرا سخن کہ بادشاہون کی مدح مین ہوتا ہی گویا خلعت شاہی ہی — بیت

ز شوق بو قلمون حلہ عبارت من — مدام شاہد معنے نمودہ عریانی

بوقلمون حال صفت اور عبارت موصوف اور صفت اپنی موصوف سے مقدم واقع ہے یعنے میری عبارت کے شوق سے کہ لباس رنگارنگ ہے معنی کا معشوق ہمیشہ اپنی آستین برہنہ دکھلاتا ہے یعنے اپنی پوشش کا استحقاق ظاہر کرتا ہے بیت

برآستان تو صد گنج شایگان ریزد چو آستین خود از نامہ ام بیفشانی

شایگان ایک خزانے کا نام ہے اور اس بیت مین بھی قصیدہ کی تعریف گنج ریزی معنی سے کرتا ہے اور اُس قصیدہ کو آستین گنج افشان ممدوح سے تشبیہ دیتا ہے اگر میرے قصیدہ کو اپنی آستین کی طرح تو ہلائے تو سو خزانہ شایگان اسمین سے کھن کھن کر کے گر پڑین ــ بیت

مدہ براوی ناجنس نامہ ام کہ مرا درین قصیدہ بروز کمال بنشانی

کمال اصفہانی نے ایک قصیدہ اپنے ممدوح کی شان مین لکھکر راوی کو دیا تھا راوی نے اُسکو غلط اور بُری طرح پڑھا اس سبب سے ممدوح نے اُسے قید کیا اس بنا پر مصنف کہتا ہے کہ میرے شعر کو راوی نابلد کے حوالہ نکرنا اگرچہ میرے شعر کو غلط پڑھے جانے کی پروا نہین ہے بیت

چہ صاحب آنکہ در اہمال خدمتش نشیند قضا ز صورت دیوار عذر بیجانے

یہان سے حکیم ابو الفتح اور خانخانان کی تعریف مصنف نے شروع کی اور کہا ابو الفتح ایسا ہے کہ اُسکی خدمت نکرنے مین قضا نے بیجان ہونے کا عذر دیوار کی تصویر سے قبول نکیا یعنے اُس سے مواخذہ ترک خدمت کا کرتی ہے بیت

ہمان کہ ہست ترا راز دار افلاطون خطاب لفظی و باوے تکلم جانے

وہ ابو الفتح کہ تیرا راز دار افلاطون ہے یعنے جو کچھ افلاطون مین تھا اسمین جمع ہے خطاب لفظی و باوے تکلم جانے یعنے زبانی کلام کے بجائے روحانی کلام ہے یا یہ کہ تو افلاطون ہے اور وہ تیرا راز دار ہے اور لفظی خطاب کہ تیرا اُسکے ساتھ ہے وہ کلام جانی ہے۔ (از مترجم۔ شرح سے خود ظاہر ہے کہ اس بیت کی توجیہ مین شارح علیہ الرحمۃ مذبذب اور متزلزل ہے سبب یہ کہ شارح کی نظر سے نسخہ صحیح نہین گذرا اور وہ یہ ہے۔ ہمان کہ ہست ترا بار وان افلاطون ہ۔ یعنے حکیم ابو الفتح علم حکمت مین اس درجہ کا ہے کہ تجھے اے ممدوح افلاطون کے جان سے لفظی خطاب اور کلام ہے اور اُسکے ساتھ مکالمہ روحانی ہے افلاطون حکماء اشراقین سے تھا اُسکو بحث اُن علوم کتابی سے نہ تھی جسکو ارسطو نے تدوین کیا اور اسمین لفظی بحث ہے) بیت

ہمان کہ نشکند از ہیچ دست طرف کلاہ کہ تو نثار رواقی بر آن بیفشانے

وہ ابوالفتح کہ کسی طرح کا افتخار نہین کرتا کہ موافقت کی تو جہاد تو اس افتخار مر نہ گھبرے یعنے اسکے ناز و افتخار
تو خوش ہو طرف کلاہ شکستن بمعنے فخر کردن ہے اور دو نفی سے فائدہ اثبات حاصل ہوتا ہے • بیت

ذخیرہ نہ از ین کہ مانی از صورت          تھتے برم از دست کہ صورت از مانی

مانی کا صورت سے ذخیرہ رکھنا اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ اس فن صورتگری اور نقاشی مین
نام برآوردہ ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ کچھ ذخیرہ نہین ہے کہ ممدوح کے لیے فائدہ دے ہان مجھے وہ فائدہ
ممدوح سے حاصل ہے جو صورت اور نقش کو مانی سے تھا یعنے یہ کہ مین موجود ہونا اپنا ممدوح سے
سمجھتا ہون جیسے صورت کا وجود مانی سے تھا ابیات

تو چون گذر کنی آنجا بہ نظم رنگینم          کہ ہمرہش ہمی کرد و بیت بستانی

ضمیر وی ہمن اینجا نشان دہد برجا          کہ ناخنے بزنی یا سرے بجنبانی

اس قطعہ مین ابوالفتح اور خانخانان کی موافقت کی تعریف ہے اور ایک کی واقفیت دوسرے کی
ضمیر سے ظاہر کی اور کہتا ہے اے خانخانان جہان کہین تو ہو وہان میری نظم رنگین کی اگر سیر کرے کہ اسکا
مصرع چمن اور بیت باغ ہے ابوالفتح کا دل یہان مجھے خبر دیگا کہ تونے اس نظم پر جرح اور قدح کی یا اسکی
تحسین اور آفرین فرمائی — ناخن زدن کے معنی سخن مین عیب نکالنا اور سر جنبانیدن کے معنی
سخن کی تعریف و تحسین کرنی ہے — بیت

نہ نفس کلے و دریای گوہر دانش          نہ عقل اول و استاد جوہر ثانے

نو آسمانون سے جس آسمان کو کہ فلک اعظم کہتے ہین جناب پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اوسکو عرش کہا اور فرمایا ورب العرش العظیم اس فلک کو عقل بھی ہے اور نفس بھی ہے اسکی عقل کا
نام عقل کل ہے اور قلم الٰہی بھی اُسے کہتے ہین اور اسکے نفس کو نفس کل اور لوح محفوظ اسلیے کہ
جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب اسمین مصور اور منقوش ہے اور حق سبحانہ تعالے نے شروع
پیدائش مین عقل اول پیدا کی اور اُسنے دوسری عقل کو جسے جوہر ثانی کہتے ہین اب بیت کے معنی
ظاہر ہین یعنے ممدوح ابوالفتح اگرچہ نفس کل نہین ہے مگر گوہر دانش کا دریا ہے اور کمال نفس
کل کا اُسے حاصل ہے اور مرتبہ عقل اول نہین ہے لیکن جوہر ثانی کا اُستاد ہے یعنے اُسکو کمال
رتبہ عقل کا ہے واللہ اعلم — بیت

عدو اتش نگہ سیمیار مصلحتی          عنایتش باثر کیمیاے رحمانی

سیمیا ایک علم ہے کہ علم نیرنجات بھی اُسے کہتے ہین اور اسمین عجیب اور غریب صورتین

نمودار ہوتی ہین یعنے ممدوح کی اگر کسی سے دشمنی کی صورت ہو در اصل مصلحت کا طلسم ہو کہ
تعجب اُس سے ہوتا ہے گویا کہ وہ محض ایک مصلحت کے واسطے ہوتی ہے اور مصلحے مین یا سکے
نسبت ہے اور ممدوح کی عنایت مین کیمیا ر الہی کا سا اثر ہے پس دیکھنا چاہیے کہ وہ عنایت کس درجہ
کی ہے — راز مترجم — مصلحے مین یاے مجہول تنکیر کی ہے تقابل کی ضرورت یاے رحمانی کے
ساتھ نہین ہے بیت

بجای دیو ملک را کند بشیشہ اگر　　کسی بخلوت خلقش کند پری خوانے

اس بیت مین ممدوح کے خلق کی تعریف ہے — قاعدہ مقرر ہے کہ پری خوانی سے یعنے عمل عزیمت پڑھ کر
دیو کو شیشہ مین بند کرتے ہین اس بنا پر کہتا ہے کہ اگر کوئی اُسکے خلق کے مکان مین پری خوانی
کرے اُس محل کی تاثیر سے دیو کی جگہہ فرشتے کو شیشہ مین بند کرے بیت

سپہر گفت توانی کہ تو ہمین این کہ منم　　براہ عجز برانم چنانکہ میرانے

یعنے آسمان نے ممدوح سے کہا کہ تو وہ ہے کہ تو ہی اور مین وہ ہون جو ہون اپنے کمال زبونی اور عاجزی
مین ہون جسطرح جی چاہے میرے اوپر حکم رانی کر کہ محکوم ہون — ابیات

زمانہ گفت فلک را کہ ہے بیاید ابر　　مراتب کف جودش زگوہر افشانی
فرو گریست کہ آری گہے کہ نفس فلک　　بعلم جوہر اول رسد ز گردانے

زمانہ آسمان سے کہنے لگا کہ ایسا بھی کبھو ہوگا کہ ابر کو ممدوح کے دست جود کا درجہ گوہر افشانی میں
حاصل ہو آسمان نے رو کر جواب دیا کہ ہان جسوقت نفس فلکی گردشین کرتے کرتے جوہر اول کے
علم کو پہونچے سو یہ محال ہے کہ نفس کل جوہر اول کے علم کو پہونچے پس یہ بھی محال ہے کہ ابر اُسکے دست
جود کو بخشش کی صفت مین پہونچے اور اسکو تعلیق المحال بالمحال کہتے ہین

## قصیدہ در مدح میر ابو الفتح بیت

مرحبا ای اوج بخش در حضیض افتادگان　　کز تو در بازوی عصفورست شہبال عقاب

یہ قصیدہ میر ابو الفتح کی مدح مین ہے — مرحبا ایک لفظ ہے اُن الفاظ مین سے کہ شعرا شروع کی
بیت مین لاتے ہین جیسے زہے حبذا و نیک اور خوشا وغیرہ اور اُسکا لقب تاج شعر ہے اور اسکے
معنے خوشی باد اور در حضیض افتادگان وہ لوگ کہ پستی مین پڑے ہوئے ہین اور بیت کے
معنی یہ ہین کہ خوشی ہو آپ کو ای تنزل مین پڑے لوگون کے بڑھانے بڑھانے والے کہ آپکی

صفحہ ۸۴

قوت سے چڑیا کا باز و عقاب کا کام کرتا ہی بیت

مرحبا ای نوشدارو ی مزاج روزگار    کز تو در کام حسود ست افعی غم را لعاب

نوشدارو جاندارو کے معنی مین ہی کہ بازہر کے موافق زہر کو دفع کرتا ہی ممدوح سے مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ
اے مزاج زمانہ کے اعتدال غم کے سانپ کا لعاب جو بالکل زہر ہلاہل ہو دشمن کے منھ مین تیرے
سبب کرتا ہی - بیت

مرحبا ای کز لیاقت یافت تجدید نزول    آیت جاہت بدون نسخ چون ام الکتاب

یافت فعل اور آیت جاہ فاعل ہی اسکا اور جاہ مشبہ اور آیت مشبہ بہ اور لفظ چون ادات تشبیہ سے ہی اور ممدوح کی
جاہ کو ممدوح کے حق مین سورۃ الحمد کے ساتھ تشبیہ دی جسمین وجہ تشبیہ تجدید نزول بدون نسخ کے ہی

برہ از آہوان مرتع جاہت حمل    ترہ از مرغ بید روضۂ قہرت شہاب

اس بیت مین ممدوح کے جاہ اور قہر کی تعریف کرتا ہی جاہ کی صفت بلندی سے کی ہی یعنے تیرا مرتبہ اسقدر
بلند ہی کہ حمل جو ایک برج ہی بارہ بروج آٹھوین آسمان سے کہ فلک ثابتہ ہی اور وہ بچہ گوسفند کی
صورت ہی تیری چراگاہ کے ہرنون مین سے ایک بچہ ہی اور ترہ ساگ کو کہتے ہین اور سرخ بید
ایک قسم کی بید ہی اٹھارہ قسم سے بید کے اور شہاب کہ مشہور ہی تیرے غضب کے باغ کے سرخ بید
سے ساگ ہی - شہاب کے لیے سرخ بید کی قید خوب ہی اور ترہ سے اگر تیر مراد لین تو بھی ٹھیک ہی

خیمۂ جاہت کجا و تنگنای لامکان    در فضای قدر خود مکیش طناب اندر طناب

اس بیت سے غرض یہ ہی کہ ای ممدوح لامکان باوجود بلندی اور وسعت کے تیرے جاہ رفیع و سیع کے
احاطہ کی تاب نہین لاتا پس اپنے قدر کے میدان مین وہ خیمہ استادہ کر - ہر چند یہ ظاہر ہی کہ مصنف
نے بلندی کے اعتبار سے جاہ کو قدر مین ایک ہی شی کو ظرف اور مظروف قرار دیا ہی اور فکر مین
سہو مصنف سے واقع ہوا لیکن اس بیت کے حسن نسبت کے لیے قدر کو قدرت اور دستگاہ کے
معنی مین لینا چاہیے اور مصنف کا ارادہ بھی اسی معنے کے قریب ہی بیت

رشتۂ نورش دمی دیگر نماند بر زمین    بسکہ دارد آفتاب از رشک رایت پیچ و تاب

پہلے مصرع مین ضمیر شین آفتاب کی طرف راجع ہی کہ اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہی اور دمے دیگر
نماند بر زمین یعنے تیری رائے کے سامنے دم بھر سے زیادہ نہ ٹھہرے - بیت

چون درآید ہمت مطلب شگافت در سوال    تر زبانی چون تسنا خشک ماند در جواب

یعنے اگر تیری ہمت مطلب کو پہونچنے والی سوال کرے یعنے یہ کہے کون ہی جو مجھسے مانگے سائل

سائل جو مانگنے سے نہیں پھرتا جواب میں خشک رہجاے اور تیری بخشش دیکھکر اس عطا کے قبول کا جواب نہ دے سکے عام نسخون مین کلمہ تر زبانی یاے تحتانی سے بجاے تر زبان کے لکھا ہی اور معنے اُسکے سوال کردن کہتے ہین یعنے تر زبانی سے نہو سکے کہ قبول عطا کا جواب دے اور نسخہ اول مرغوب ہی ابیات

آسمان از زیر بامت گویدای عالی مکان    جو ہر گل ز آستانت گویدای عالی جناب

طوف کاخت کان خیال آید مرا حج قبول    سہو رایت کان محال آید مرا عین صواب

اس قطعہ کے دونون بیت مین لف و نشر مرتب ہی اور معنے یہ ہین کہ ای ممدوح آسمان تیرے بالاخانے کے نیچے کھڑا ہو کر کہتا ہی کہ تیرے محل کے طواف کا خیال میرے لیے حج قبول ہی یعنے تیرے محل کے طواف کا جو خیال کرون وہ خیال میرے واسطے حج قبول ہی قیاس کرنا چاہیے کہ بعینہ طواف کا کسقدر بڑا درجہ ہوگا اور عقل اول کہتی ہی کہ تیری راے اگر بالفرض محال سہو کرے تو وہ سہو میرے واسطے راے صواب ہی خیال کرنا چاہیے کہ راے صواب کا مرتبہ کیا ہوگا اور کاف دونون مصرع بیت دوم سے گمان نہو کہ مقتضی بیان آئندہ ہی بلکہ اسی جملہ پر محصور ہی جسپر وہ آیا اور ایسا اگر نہو اور جو کاف نہو جیسا کہ بعضے نسخون مین ہی تب بھی معنے حاصل ہوتے ہین — (از مترجم) تیسرے مصرعہ کے معنے بلند کو شارح علیہ الرحمۃ کا خیال نہین پہونچا اور معنی مشرحہ مین دو نقص ہین اول یہ کہ خیال کا لفظ از روے ترکیب مضاف طوف نہین ہو سکتا دوم یہ کہ لفظ خیال کا مقابلہ لفظ محال سے ہی جو چوتھے مصرع مین ہی جاتا رہتا ہی پس میرے خیال مین تیسرے مصرع کے معنی کہ دو مصرع چوتھے مصرع کے مقابل ملا ہوا ہی یہ ہین کہ ای ممدوح آسمان تیرے بالاخانہ کی زیر دیوار کھڑا ہو کر کہتا ہی کہ ای عالی مقام تیرے محل کا طواف جو ایک خیال ہی خیال ہی اور بلندی کے سبب حصول اُسکا وقوع پذیر نہین ہی میرے واسطے حج مقبول اور موجب شرف اور ثواب کثیر کا ہی

آفتاب از شوق پابوست دل خود میخورد    تا ز بہر نقرہ خنگت آورد زرین رکاب

شوق کو دل اور جگر کا کھانا لازم ہی اور یہان دل کے کھانے سے مراد بیچ خالی کرنا مقصود ہی تاکہ آفتاب کا قرص کاب کی شکل بنجاے بیت

دیدہ و حکمت شناس بی بصر دہری قیاس    نقش این بر لوح سنگ و طرح آن بر سطح آب

یہ بیت چند ابیات کے قطعہ مین واقع ہی اور قطعہ اسوقت کہا کہ حکیم ابو الفتح چند روز بیماری کے سبب باہر نہین آئے تھے اور بعضے لوگون نے عداوت سے خبر یہ اوڑا دی تھی کہ حکیم ابو الفتح انتقال کر گئے — معنی یہ ہین کہ دانا لوگ حکمت کو پہچانتے تھے اور جو کچھ وہ علم سے کہتے تھے اُسکا

نقش پتھر کی لکیر یعنے استوار اور قابل اعتبار تھا اور اندھا جو قیاس کا دہری غلط گو تھا اسواسطے کہ دہری
عالم کو قدیم کہتے ہین اور یہ محض غلط ہے پس جہالت سے جو کچھ وہ کہتا ہے پانی کے سطح پر لکھتا ہے
کہ نادرست اور ناپایدار ہے اور اشارہ این و آن کا لف و نشر مرتب کو چاہتا ہے بیت

گیت خوانت زہرہ قوال و مگس رانت زحل — آبدارت ابر نیسان و خواصت آفتاب

گیت ہندی زبان کا مشہور ہے فارسی نہین ہے چونکہ ملا عرفی ملک ہندوستان مین بہت رہے
قصداً لفظ ہندی لائے

## قصیدہ در منقبت شیر بیشہ ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیت

صفحہ ۱۵

جہان بگشتم و دردا کہ ہیچ شہر و دیار — نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

یہ قصیدہ شیر بیشہ ولایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف مین لکھا ہے اور تمہید زمانے کی شکایت سے کی اور یہ جواب ہے قصیدہ کمال اصفہانی کا کہ اسی ردیف اور قافیہ مین ہے اور مطلع اسکا یہ ہے ٭ امید لذت عیش از مدار چرخ مدار ٭ کہ در جہان کرم نیست زادمی دیار ٭ اور مطلع عرفی کے معنی ظاہر ہین بیت

مرا زمانہ طناز دست بستہ و تیغ — زند بفرقم و گوید کہ ہان سری میخار

طناز کے معنے شوخ اور طاعن یعنے بیباک زمانہ نے میرے ہاتھ باندھے اور میرے سر پر تلوار مارتا ہے اور تکلیف دیتا ہے کہ سر کھجا اور ظاہر ہے کہ بندھے ہاتھ سے سر نہین کھجایا جا سکتا ہے طریق ظرافت یہی ہے بیت

زمانہ مرد مصافست و من سادہ دلے — کنم بجوشش تدبیر وہم دفع مضار

اگر تدبیر وہم مین اضافت لامی ہو تو وہم ساکن الآخر اور معنی یہ ہونگے کہ زمانہ مرد میدان لڑائی مین ہے قوی سے اسکی مضرت کا دفع وہم کی تدبیر کے جوشش سے کرتا ہون اور یہی دلیل نادانی کی ہے چونکہ وہم ایک شے باطل ہے تو اسکی تدبیر بھی قسم باطل سے ہوگی اور اگر وہم کو مضاف دفع کا کرین تو یہ معنی ہونگے کہ مین نادانی کے سبب تدبیر کے جوشش سے نقصان دور کرنے کا وہم کرتا ہون اس صورت مین تدبیر کو ساکن الآخر پڑھنا چاہیے اور لفظ مراد [illegible]

اگر کرشمہ یارم کشد و گر غم عشق — نہ آفرین زلبم بشنوند و نے زنہار

کرشمہ یار سے وصال اور غم عشق سے فراق مراد ہے اور اپنی بلند ہمتی کا ذکر کرتا ہے کہ مین انہ

تحسین کرون اور نہ اس سے پناہ مانگون (از مترجم) اس بیت مین یہ نسخہ بہتر ہو سہ اگر رشتہ
وصلت وگر غم ہجر اور ممکن ہی کہ لفظ یا تحریف نا شنون کلمن اور زنا سے سمجھے ہو مین بیت

جراحتم چو بخارد بسینہ خاریدن    پلنگ ناخن گردد زمانہ خونخوار

فعل بخارد لازم اور متعدی دونون قسم کا ہی اگر یہان متعدی کہین زمانہ فاعل ہوگا اور اگر لازم تو
جراحت اُسکا فاعل ہی مگر لازم بہتر ہی کہ حسن معنی بیت زیادہ اُسمین ہی اور پلنگ ناخن صفت
زمانہ کی ہی اور بعض نسخون مین خونخوار کے بجاے ہموار لکھا ہی اور زمانہ کو ہموار کہنا البتہ سنہ زوری
(از مترجم) بخارد فعل لازم اور خاریدن متعدی اس بیت مین بہتر ہے — بیت

وگر طبیب دہد ناگوار داروے    کند بشیرہ دندان مار نوشگوار

دوسرے مصرع مین کند فعل ہی فاعل اُسکا زمانہ جو اوپر کی بیت مین مذکور ہی یعنے باوجودیکہ طبیب
بد ذائقہ دوا دے زمانہ اسکو سانپ کے دانت کے شیرہ سے جو زہر خالص ہی گوارا اور خوش ذائقہ
کر دیتا ہی حاصل یہ کہ مار ڈالنے کی دو بلا میرے لیے مہیا کرتا ہی — بیت

وگر ز بیخ بخارے کنم شبے بالش    بسی زلزلہ در دیدہ ام خلاند خار

یعنے اگر آرام کے بچھونے کے بدلے روئی کا تکیہ بناؤن زمانہ زمین مین زلزلہ ڈالتا ہی تاکہ وہ کانٹے
میری آنکھ مین چبھ جائین — (از مترجم) عموماً نسخہ بوتہ خاری دیکھا گیا ہی اور بوتہ چھوٹے
درخت کو کہتے ہین یہ سہو کاتب ہی اور بوتہ خار کانٹون کے جھاڑی سے مراد ہی — بیت

ز ذرہ ہای پریشان شعاع نور فشان    نجوم ساختہ در آسمان در و سیار

یہ بیت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ مقدسہ کی تعریف مین ہی اور پریشان
شعاع صفت اور نور افشان صفت بعد صفت ہی اور ذرہ ہا سے موصوف اور ستارون کی حال
آسمان کی گردش بغیر محال ہی اور اس مقام مین ذرون کے سبب تحقق اور ثابت ہی — (از مترجم)
میرے نزدیک ذرہ ہا موصوف کی صفت اول پریشان اور شعاع نور افشان دوسری صفت مناسب ہی — بیت

غبار فرش حریمش بتاج عرش نشست    گر از جنبش مورے بلند گشت غبار

اس بیت مین مصنف اس روضہ کی بلندی مین مبالغہ کرتا ہی — ظاہر ہی کہ چیونٹی کے چلنے سے
غبار نہین اڑ سکتا اور بالفرض اگر غبار اڑا تو وہ عرش پر گرتا ہی اس سے فرش حریم کی بلندی
تاج عرش کی نسبت خیال کرنی چاہیے اس بیت مین استغراق نہایت خوب ہی — بیت

فلک بجبہ خورشید اگر نہ مالیدے    اگر عمامہ افتد ز تارک زوار

یہ شعر اس روضہ کی ارتفاع کے بیان مین ہو کہ وہان زیارت کرنے والے کی پگڑی گر پڑے تو آسمان اسکو نیچہ آفتاب کے ذریعہ سے ادھر ہوا مین لپک لیتا ہو اور زمین پر نہین گرنے دیتا ۔ زوار بالفتح

صیغہ مبالغہ ہو بمعنے زیارت کرنے والا ۔ بیت

ازین معاملہ خود منفعل مباش کہ تو ‏ ‏ ‏ بیور پردہی از پای من بری رفتار

یہان سے پھر زمانے کی طرف خطاب طنزیہ کرتا ہو اور کہتا ہو منفعل مباش یعنے شرم کی بات ہو کہ چیونٹی کو تو پہ دے جو ذلیل ترین حیوان ہو اور میرے پانون سے چلنے کی طاقت کو زائل کرے حالانکہ مین

اشرف مخلوقات ہون ۔ بیت

لغت نویس خرد در صحاح ہمت او ‏ ‏ ‏ بمعنے لغت اندک آورد بسیار

مصنف تعریف ممدوح کی ہمت کی کرتا ہو جو بہت بخشنے والی ہو اور صحاح بالکسر فرہنگ لغات ہو اور اس ترکیب مین صحاح کی اضافت جانب ہمت بیانی ہو (اضافت تشبیہی) یعنے اسکی ہمت کی

فرہنگ مین اندک کا لفظ بسیار کے معنی مین لکھا ہو ۔ ابیات

ز فیض خندہ لطفش کہ کیمیا اثر ست ‏ ‏ ‏ بگاہ صیحہ قہرش کہ ہست صور آثار

جحیم خشاخ ستمگارے از عدیلہ احسان ‏ ‏ ‏ بہشت مشت خسی از شکنجہ عصار

مصرع اول بیت دوم کا مضمون مصرع دوم بیت اول سے نسبت رکھتا ہو ۔ عصار تیلی جو تل وغیرہ سے تیل نکالے اور شکنجہ وہ شے ہو جسمین تیل نکالین اور مشت خس سے وہ فضلہ مراد ہو کہ تیل نکالنے کے بعد کولہو کا رہتا ہو اسے کنجارہ فارسی مین اور کھلی ہندی مین کہتے ہین اور صیحہ بالفتح آواز ہو ۔ (از مترجم ۔ مصرع اول بیت دوم کے مضمون کو مصرع اول سے نسبت اور دوم کو دوم سے بطور لف ونشر مرتب ہو اور شرح کی عبارت مین جو بالعکس لکھا ہو غلطی کاتب ہوگی اور اگر وہ شارح کا بیان ہو جسمین کو تکلف معنی بنتے ہون مگر محاورہ اور سیاق کلام اسکو نہین

چاہتا ) بیت

فتد چو سایہ حلمش بر آفتاب سزد ‏ ‏ ‏ گر نور او ز متعدی نگردد آئینہ وار

آفتاب کی تعریف گرانی کے ساتھ مصنف نے کی ہو اور گران جو کسی چیز پر گرے تو اسکو چمکنے نہین دیتا ہو اس بنا پر مصنف کہتا ہو کہ اگر اسکی بردباری کا سایہ آفتاب پر پڑے تو نور جو اس سے زمین پر آتا ہو آئینہ کے نور کی مثال آئینہ سے تجاوز نکرے ۔ (از مترجم ۔ شارح نے بیان نکیا کہ تشبیہ کی وجہ کیا ہو جو وہ گرانی جسمانی مین ہو اور حلم صفت غیر جسمانی ہو اور

سوا اسکے تمہید کے لحاظ سے مدح حلم کی بعدی اور بہنگم ہوئی جاتی ہے پس بیت کے معنی جسکا نتیجہ
حلم ممدوح کے حق میں پسندیدہ اور اُستاد مصنف کے شایان شان ہو میرے نزدیک یہ ہے کہ منتخب اللغات
میں ہے حلم بالکسر آہستگی و بردباری و دیر غضب شدن و آہستگی نمودن در عقوبت کسی انتہی مصنف کہتا ہے
کہ ممدوح کا حلم کامل اس درجہ کا ہے کہ اُس حلم کی پرچھائیں آفتاب کے جرم پر پڑجائے تو اُسکی آہستگی اور
بردباری کے اثر سے آفتاب میں یہ آہستگی اور غیر متعدی ہونے کی خاصیت آجائے کہ اُسکی وجہ سے
نور آفتاب جو آفتاب سے باہر نکلکر زمین پہونچتا تھا وہ آفتاب سے خارج نہو بلکہ نور اُسکا اُسی میں
رہے ہے جسطرح آئینہ کہ خود روشن ہے اور اپنی روشنی اور نور سے دوسرے کی صورت اپنے اندر دکھلاتا
ہے مگر نور اُسکا کبھی آئینہ سے باہر نہیں جاتا اور یہ لطف معنی مشرحہ شارح میں نہیں جسکا یہ حاصل ہے
کہ حلم ممدوح کے سایہ کے بوجھ سے نور آفتاب ہی میں دب کر رہ جاتا ہے جیسے کوئی چیز دوسرے کے
بوجھ سے دب کرنے حس و حرکت ہوجاوے اور ہلنے لبنی اور دباو کے سبب اپنی جگہ سے
جنبش نکرے۔ بیت

جو مہر رای تو در صبحدم شود طالع ... شود ز فرط تنوع گلوی صبح فگار

اس بیت میں ممدوح کی رائے روشن کی تعریف کرتا ہے اور رائے کو مہر کے ساتھ ذکر صبح کے
لیے مستعار کیا صاحب قاموس اور صراح نے تنوع کے معنی تحقیق کیے ہیں قے تکلف سے
ساتھ کرنا اور صبح کا قے کرنا کہ آفتاب نکلنے کے مقابل رائے ممدوح کو ارادہ کیا اسطرح تاویل کرتے
ہیں کہ قے کا سبب امتلا ہے اور رائے ممدوح کا آفتاب صبح کو نہایت درجہ روشن کرتا ہے صبح نے
امتلا کے سبب اسقدر قے کی کہ گلا اُسکا چھل گیا اور یہ بھی تاویل ہوسکتی ہے کہ جسوقت تیری رائے
آفتاب صبح کے وقت نکلے صبح جو اپنے پیٹ میں آفتاب رکھتی ہے اُسکی روشنی سے تنگ آکر
چاہتی ہے کہ قے کرکے باہر ڈالدے اور آفتاب کا نکلنا صبح سے قے کرنے کے ساتھ تشبیہ ہے بیت

کمان قصد ترا خدنگ بود کہ اگر ... زہش بگوشت رسانی رسد بقبضہ شکار

یعنے پہلی اسی کہ تیرا قصد کسی مقصود کے لیے عمل کرے خود مقصود تیرے پاس آجاتا ہے اور زہ بگوش
اور قبضہ اور شکار الفاظ متناسبہ ہیں۔ ابیات

عمل طراز فلک در صلاح کون و فساد ... اگر نہد بخلاف مصالح تو مدار

نہ خرج از مسند مطابق حرکات ... نہ دخل حادثہ یابد موافق آثار

عمل طراز متصدی اور عمل طراز فلک سے جو باضافت لامی ہے نفس فلک القمر مراد ہے کہ اُسکو عقل فعال کہتے ہیں

یا اضافت بیانی سے وہی فلک مقصود ہو اور دونوں صورت مین آسمان اگر تیری مصلحت کے
خلاف گردش کرے زمانہ اسکی چال اور حرکت کے موافق نہوا و نتیجہ حادثہ خلاف آثار اسکے ہون بیت

غبار صحن سرای تو اوج ہفت اورنگ    شکنج زلف سخای تو موج دریابار

اس بیت کے پہلے مصرع سے دولت سرا ے ممدوح کی بلندی کا ارادہ کیا ہے اور دوسرے مصرع سے
خیال اتصال مراتب سخاوت کا کیا یعنے سات آسمان کو مکان کے صحن کے غبار سے اور دریا
کی لہر کو اسکی سخاوت کی زلف کی چین سے نسبت دی اور تقابل الفاظ کی رعایت بہت اچھی کی جیسے
صحن اور سخا تقابل اوج و سرا ے اور شکنج زلف مقابل غبار صحن اور شکنج مقابل موج صورت مین
خوب ہے اور اسی طرح کیی بیت مین رعایت تقابل کی نسبت مین نہایت خوب کی ہے بیت

ز شرم نور جمال تو آفتاب ہنوز    بہر جہت کہ رود ہست روی بر دیوار

روے بردیوار محاورہ مین حیرانی کے معنی مین ہے اور تحیر کے معنی مین مستعمل اور اس محل
قصد شرم کا جمال سے کیا اگر حیرت کے مقابل باندھتا خوب ہوتا اور آفتاب سونٹ سماعی ہے اور
سونٹ کا شرم سے روبدیوار ہونا سنا اور ہے مگر بیان یہ فکر محض گران ہے جب تک کہ شرم سے دیدہ
پشت پا چشم بزمین و سرنگون و سر بپایین کا موقع نپایین تب تک روبدیوار نہین باندھتے
جیسے کہ قصیدہ نرگس مین باندھا ہے مصرعہ ز پشت پای برآرد سر این زبان نرگس + اور اس
قصیدہ مین بھی جسکی ردیف انداز ہے کہا ہے بیت ضرب المثل اگرچہ طعم شرم ہست تو سر بپایین
چو عنبر انداز ولیکن آفتاب کے واسطے روبدیوار باندھنا خوب ہے اور آفتاب کی نسبت وہ
حکم پشت پا کا رکھتی ہے (از مترجم) شارح علیہ الرحمۃ کا اعتراض درست نہین بہار عجم مصطلحات
سیالکوٹ بہار مین ہے روبدیوار نشستن کنایہ از محجوب نشستن خالص سے از سیکشی امر زخود چشم نمودن

از بہر چین روی بدیوار نشستم بیت

غبار خشم تو آرایش کلاہ خزان    شعار لطف تو افزایش جمال بہار

یعنے ای ممدوح جہان تیرا خشم اور غضب ہے کلاہ خزان شکستہ ہوئی اور جہان تیری مہربانی ہے
بہار تو شگفتہ ہوئی (از مترجم) کیا خوب شرح ہوئی ہے بیت

محیط بر کف جود تو کردہ موج فدا    سپہر بر سر جاہ تو کردہ اوج نثار

یعنے دریا کی لہر جو موتی دینے والی ہے اسکو دریا نے تیرے موتی بخشنے والے ہاتھ پر تصدق کیا
اور موج کو ساکن الآخر پڑھنا چاہیے کہ ترکیب مین محیط فاعل اور موج مفعول ہے اور فدا مفعول

ثانی ہے اور تقریر معنی ظاہر ہے اور مصرع ثانی بھی ترکیب اور تقابل مین مثل مصرع اول ہے بیت

چگونہ پای کم آرم ز آسمان اخضر ۔ کہ بر در تو بود دائمش بسر رفتار

پاے کم آوردن از کسے کوتاہی کرنی کسی شخص سے ہے یعنے ہر گاہ تیرے دروازے پر آسمان سر کے بل چلتا ہے تو مین اس کام مین آسمان سے کسطرح کوتاہی کرون اور ہوسکتا ہے کہ اسطرح تقریر کرین کہ جس حالت مین تیرے دروازہ پر سر کے بل رفتار کرتا ہو مین کسطرح کوتاہی کرون یا نون کے زور سے بھی نہ حاضر ہون اسواسطے کہ ادب مقتضی اسکا تھا کہ آسمان کی طرح مین بھی سر کے بل پہونچتا اگر وہ نہو سکے تو اس سے تساہل نہین کر سکتا ۔ بیت

بگُنہ او کہ تعجب نشد گرا نمایہ + از آنکہ کرد ز درکش نبی بعجز اقرار

بکنہ مین باے قسمیہ ہے اور بیان اپنے مدعا کے تصدیق کے لیے قسمین کھانی شروع کین او کاف مصرع اول کا حرف بیان ہے اور بعضے اُسکا وہ موصوف ہے جسکی صفت بیان کی اور ضمیر او کا مرجع وہی موصوف ہے اور معنی یہ کہ اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے باوجود کمال معرفت حقیقت ایزدی کے دریافت سے عجز اور قصور کا اقرار کیا تعجب زیادہ نہوا ۔ بیت

بعشق او کہ بہ پہلوی جان نشاندرد + بشوق او کہ ببازوے دل فرستد کار

عشق مرتبہ دینے والا ایک ایسا کامل واقف کار ہے کہ درد کے لیے پہلوے جان کے سوا دوسرا بلند مقام نہین دیکھا اور شوق قوت بخشنے والا بھی ایسا زبردست جوہر ہے کہ ہر عرض ناتوان قائم بالغیر کو طاقت قیام بنفسہ کے دیتا ہے خصوصاً شوق جناب الٰہی کا جسکی قسم کھائی اور ہر چند دل ایک جوہر قائم بالذات ہے مگر شوق الٰہی کے مقابلہ مین قیام طلب ہے ۔ بیت

بسایۂ علم مصطفے دران عرصہ + کہ آفتاب شود خم علاقۂ دستار

اس بیت کے معنی یہ ہوسکتے ہین کہ علاقہ اصل لغت مین ترازو کی رسی کو کہتے ہین جس سے پلہ باندھتے ہین اور یہان پر طرہ اور پیچ دستار کے معنی مین ہے یعنے علم محمدی کے سایہ کی قسم ہے کہ جب حشر مین کھڑا ہوگا اور لوگون کے سر کا بھیجا آفتاب کی شدت گرمی سے جوش کھائیگا وہ خلق اللہ کو پناہ بخشیگا اور خم کھانا دستار کا جو کسی صدمہ کے سبب سے ہوتا ہے ارادہ ادعائی ہے کہتے ہین کہ قیامت کے دن سورج نیچے اتر آئیگا کہ آدمیون کی سر سے ایک قد آدم فرق ہوگا اور بسبب قرب ادعا اسکی پیوستگی دستار سے ظاہر کی اور بعضے نسخ مین خم کے بجاے ہم اور کہ کے بجاے کاف بیان کا دیکھا گیا اس صورت مین معنی صاف اور اول سے بہتر ہین اور ادعا زیادہ آفتاب کے

اثر اسنے کا باقی ہو اور یہ محض ادعا ہے ہے اور جو ادعا کہ پہلے نسخہ مین ہو وقوع کی طرف مائل ہو
اور اگر نسخہ کر کا نسخہ ہم کے ساتھ لیا جاے تو ہم علاقگی ہین دستار سے دستار مردم نہ لیجی جاے
بلکہ دستار علم یعنے سایہ علم مصطفےٰ کی سوگند کہ اُس میدان مین نصب ہوا وہ آفتاب سے ہم
علاقہ اس صورت مین گویا علم محمدی ایک حجابہ آفتاب کے نزول کا ہو۔ ہر چند متعدد معنے

متعدد نسخون کی وجہ سے لکھے گئے تب بھی ہر ایک کا تفاوت ظاہر ہوگا بیت

بسلک یازدہ عقدی کزان دو لولو زاد — علی است ابر مطیر و بتول دریا بار

گیارہ موتی کی لڑی ہین کہ گیارہ ائمہ اطہار ہین رضوان اللہ علیہم اور نام اُنکے مشہور ہین اور یا بیچ
اُسکے مثل واسطہ العقد اور امام سبیح ذات بابرکات حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دو لولو سے
مراد امامین معصومین ہین اُنکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابر بارندہ یعنے والد بزرگ ہین اور بتول یعنے
حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا دونون موتی کے لیے دریا بار یعنی مادر مہربان ہین۔ اور وجہ تسمیہ
بتول کی یہ ہو کہ بتول اصل لغت مین اُسے کہتے ہین حیض اُسکو نہ آوے اور دامن عصمت حضرت فاطمہ الزہرا رضی
اللہ عنہا کا اس نجاست سے پاک اور مطہر تھا لیکن کلام مصنف مین گیارہ کا عدد مخصوص ہوا اور
شرح مین بارہ کی تاویل تکلیف سے ہوئی (از مترجم) کل ائمہ اطہار بارہ ہین انھین سے ایک خود بدولت
حضرت امیر المومنین علی مرتضے کرم اللہ وجہہ ہین اور باقی گیارہ امام اُنکی اولاد ہین اور دو لولو سے مراد
والدین ائمہ ہین یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہین جب
ایک امام اول کی شمار دو لولو یعنے والدین مین آگئی تو گیارہ امام اولاد اُنکی رہگئی جسکی تعداد کی
طرف مصنف نے یازدہ عقد سے اشارہ کیا شارح نے جو دو لولو سے حضرت امام حسن اور امام حسین
رضی اللہ تعالیٰ عنہما مراد لی سہو کیا ہے اور اُسی کے سبب اپنے نزدیک تاویل سے گیارہ امام کی بارہ
امام قائم کرتے ہین ترجمہ بیت کا یہ ہے کہ قسم ہے گیارہ اماموں کے ہار کی جو اُن دو لولو یعنے حضرت علی
مرتضی و فاطمہ الزہرا علیہما السلام سے پیدا ہوے کہ علی ابر بارندہ ہین اور بتول یعنے جناب سیدہ

دریا بار ہین ام — بیت

بطائر ارنی سنج نے اثر نغمہ — بلن ترانی ہمدوق فردہ دیدار

طائر ارنی سنج سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین اور طائر موصوف ارنی سنج صفت اور
اضافت توصیفی اور نے اثر نغمہ صفت ارنی سنج کی ہے یا صفت طائر کی غرض دونون کی ساتھ
اسے ہے اور اضافت معنی لن ترانی کے ہمدوق کی طرف بھی توصیفی ہے چونکہ ہمدوق کا کلمہ ترکیب اور

درکا مقتضی ہے اسواسطے لن ترانی ہمزدوق کے ساتھ مژدہ دیدار ملحق کیا گیا اسواسطے کہ سچی طلب والے
عاشقان کے سامنے حیرت مانع دیدار ہے اور باقی معنی بیت سے ظاہر ہین (از مترجم) ۔ لن ترانی جملا ہے
گر شہرت کے سبب حکم لفظ مفرد کا رکھتا ہے جیسے تابط شرا ایک شخص کا نام ہو گیا تھا اور اسواسطے
وہ جملہ مضاف کہا جاسکتا ہے معنے اسکے جو شارح نے خیال کئے ہیں بیت

نوش نوش ندیم صبوحی مستان ۔۔۔ بکاوکاو کلید طبیعت ہشیار

یعنے مستون کے میخواری سحر کے ہمنشین کی قسم جو شراب پلانے کی تکلیف اور تواضع مین نوش نوش
کہتا ہے اور تکرار مفید تاکید اور ہوشیار کی کنجی کی کاوش کی قسم ہے اسواسطے کہ طبیعت ہوشیار کا اقتضا
یہ ہے کہ جو چیز ہو اسکی کاوش اور تحقیق کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے اور بعض نسخون مین ندیم کی جگہ نبید ہے
اور یہ نسخہ مقابل کلید کہ مسجع ہے نہایت خوب ہے بیت

غم فروشی آسودگان شکوہ طراز ۔۔۔ بتازہ روئے بتر مردگان تنگ گذار

آرام کی بندہ شکوہ آراستہ والون کی غم فروشی کی قسم ہے اور غم فروشی سے مراد اظہار غم ہے یعنے جو
لوگ کہ آرام چین سے گذارتے ہین اور گلہ کرنے کا شیوہ اختیار کرکے غم ظاہر کرتے ہین اور مرجھائے
ہوئے تنگ گذار دن کی شگفتہ روئی کی قسم ہے جو اُداسی کی حالت مین اولے شکر سے پیشانی کشادہ ہین بیت

بحستی کہ کند جذب طعمہ از کف مور ۔۔۔ بشہوتے کہ زند فال بوسہ بر لب یار

معنی یہ ہین کہ اگر کمینے لوگ اور خصوص جانو چیونٹی کے منہ سے دانہ چھین لیتے ہین اور بوسہ کی
فال یہ ہے کہ بوسہ کا مزہ خیال مین لاتے ہین بیت

بہوشمندی آن سایہ خفت نخل حیات ۔۔۔ کہ دیدہ باز نکرد از کشاکش منشار

اس بیت مین اشارہ ہے حضرت زکریا علیہ السلام کے قصے کی طرف کہ ایکبار کافرون سے
ڈر کے درخت سے پناہ مانگی اور اوسنے سوندہ مین جگہ دی اور چھپا لیا کفار نے شیطان ملعون کے
بتلانے سے لوہے کا آرا بنا کر درخت کو حضرت زکریا علیہ السلام سمیت کاٹ دو ٹکڑے کر ڈالا
چنانچہ کتب قصص مین مشرح لکھا ہے یہان اُس قصہ کی تلمیح ہے زکریا علیہ السلام سے غرض نہین اور
سایہ خفت محاورہ مین اُس شخص کو کہتے ہین کہ سایہ مین سویا ہوا اور خواب در زیر نخل حیات
سایہ نہایت درجہ کی غفلت سے ہے کہ وہ بھی خواب ہے اور نظر بسایہ خفت حیات کو نخل سے
استعارہ کیا ہے اور منشار کے معنے آرا جس سے لکڑی چیرتے ہین ۔۔ سوگند اُس شخص کے
ہوشیاری کی کھاتا ہے کہ جو زندگی کے درخت تلے سایہ مین سویا ہوا ہے یعنے جینے کا مزہ

اسے حاصل ہے اور آپ کی کمجائی سے آنکھ نہیں کھولتا اور اگر کوئی شبہ کرے کہ یہ ارادہ خلاف حکمت کے
کیونکہ سوتا آدمی اپنی زندگی سے آگاہ ہے پس ظاہر ہے کہ اپنی زندگی زائل ہونے پر کسطرح واقف
ہوگا اور آنکھ نہ کھولنا جان کے جانے پر خواب بیخودی ہے نہ ہوشیاری ۔ وہ شبہ ممکن ہے کہ
اسطرح دور کیا جاسے کہ آرامگاہ محبت کے سونے والے شدت سے سہو محو رہتے ہیں اپنی
خبروں میں اپنے سے آگاہ ہیں اور بیخودی محبت میں کمال ہوشیاری ہے جیساکہ مولوی معنوی کا
قول ہے ٭ در طریق عشق بیداری بدست + باخودی تو لیک مجنون بیخود ست ٭ بیت

نکتہ گیری ناموس روستائی طبع ‏ ‏ ‏ ‏ بلب گزیدن افسوس خویشتن بیزار

بیت کے معنی از روئے ترکیب یہ ہیں کہ نکتہ گیری کی اضافت ناموس کی طرف اضافت لامی ہے اور
نکتہ گری کو ناموس کا فعل کہہ سکتے ہیں اور ناموس کی اضافت روستائی طبع کی طرف بھی لامی ہے اور روستائی
طبع وہ شخص ہے کہ روستایانہ طبیعت رکھتا ہو یعنے جو شخص کہ روستائی طبع ہے اسکے ناموس کا کام نکتہ گری ہے اور
دوسرے مصرع کی ترکیب اول مصرع کے مطابق ہے یعنے جو شخص کہ اپنی ذات سے بیزار ہے ہمیشہ کے افسوس کے ہاتھ
اسکا کام ہونٹھ کا چبانا ہے واللہ اعلم ۔ بیت

بمردمے کہ بود ہمسر طویلہ عنقا ‏ ‏ ‏ ‏ بمحرمے کہ بود ہم قبیلہ اسرار

قسم مردمی کی کہ مروت اور قوت کے معنی ہیں اور وہ بھی عالم سے عدم کا حکم رکھتی ہے یعنے معدوم ہے
اور محرمی کی قسم ہے کہ اسرار کے قبیلہ سے یعنے پوشیدہ اور الوپ ہے ۔ بیت

بگرم چشمی من در نظارۂ معنے ‏ ‏ ‏ ‏ بشرمگینی من در افادۂ اشعار

یعنے لوگوں کو شعروں سے مستفید اور متمتع کرنا کون فضیلت ہے اسواسطے کہتا ہے کہ مجھے اس سے
شرم ہے ۔ بیت

بکار کسب کہ زاید بنام بذل درم ‏ ‏ ‏ ‏ بشان نصب کہ دوزند بدوش حمل غیار

کسب معاش کی سعادت کی قسم ہے کہ پیشہ ور محنت سے پیسہ کماتا ہے اور ہمت کے باعث بخشتا ہے
اور تقرری سے عزت کی قسم ہے کہ بیکاری اور معزولی کے شانہ پر غیار کا پارچہ سیتا ہے غیار ایک
زرد رنگ کا کپڑا ہے کہ یہودی اور نصرانی اپنی پوشاک میں لگا لیتے ہیں اور اس سے پہچانے جاتے
ہیں پس بیکاری مقابل نصب کے کفر کی علامت ہے یعنے ہمیشہ ذلیل ہے ۔ بیت

باستین کلیم و دریچہ مشرق ‏ ‏ ‏ ‏ باستان کریم و بدیرکہ ادرار

دریچہ مشرق رابطہ عاطفہ کے وسیلے سے خلعت بیان ہے آستین کلیم سے اور آستین کلیم کا دریچہ مشرق ہونا ظاہر ہے اور

قسم ہی کہ وہ مصرعہ کنایہ یار کے کوچہ کی گرد سے ہی اور بعضے نسخون مین بجاے ز گرد سے گرد ہی جسمین یا ے قسمیہ ہی اُسکو جدا جملہ قسمیہ کہنا چاہیے اس تقدیر مین تمام بیت کے اندر چارون جملہ قسمیہ ہوسکتے ہین — بیت

بہ بخل وعدہ تراش و قناعت عیاش ۔۔۔ بصدق تنگ معاش و خوشامد جرار

وعدہ تراشیدن بمعنی وعدہ کرنے کے ہی اور یہ بخل کے لوازم سے ہی اور عیاش ترکیب مین قناعت کی صفت ہی اور قناعت چونکہ کم و بیش کی فکر سے آسودہ ہی عیاش اُسے کہنا شایان اور لازم ہی راست گوئی تنگ معاش ہی اور جرار صیغہ مبالغہ کا ہی مشتق جر سے سے اُسکے ہین کھینچنا اور منافع کا حاصل کرنا غیر سے خوشامد کا کام ہی ممکن ہی کہ بخل او رصبر اور راستی اور خوشامد چارون کو موصوف مضاف کہین صفت کی طرف جیسے کہ آئندہ ابیات مین بھی قصد کیا اور احتمال ہی کہ چارون کو صفت کہین کہ موصوف پر مقدم ہون دونون ترکیبات ثانی جز بیت

براغ پہلوے بیمار ممتنع حرکت ۔۔۔ بدرد زانوی جویای منقطع رفتار

براغ پہلو اور پہلوی بیمار مین اضافت لامی ہی اور ممتنع حرکت مرکب بیمار کی صفت ہی اور اضافت بیمار کی ممتنع حرکت کی طرف اضافت موصوف جانب صفت کی ہی اور مصرع ثانی کی ترکیب موافق مصرع اول کے اور تقریر معنی ظاہر ہی — بیت

بہ شگفتن امروزہ و غنچہ گشتن دے ۔۔۔ بہ توشہ بختن امسال و نام بردن پار

جو چیز کہ موجود بالفعل ہی شگفتگی کا منصب رکھتی ہی اور جو کہ گذری ہوئی کلہ کے پردہ مین پوشیدہ ہوئی غنچہ کا حکم اُسے حاصل ہوا پس آج وجود کے اعتبار سے شگفتہ ہی اور گذری ہوئی کلہ عدم کے لحاظ سے غنچہ ہوگئی اور امسال کہ ہر ایک میوہ بہار رہا ہی گویا توشہ کو پختہ کرتا ہی اور پارسال یاد سے جاتا ہی گویا نام اپنا لیے جاتا ہی واللہ اعلم — از مترجم — بعضے نسخون مین نامہ بردن پار ہی اور کوئی نسخہ موزون اور خوش آیندہ نہین ہی اگر بجاے نام کے بار ہو تو سب سے بہتر ہو یعنے پارسال نے جو کچھ کیا وہ گٹھرون مین باندھے لیے جاتا ہی اور درحقیقت جسنے جو کچھ کیا وہ بار اُسکا اپنے سر پر اپنے ساتھ لیگیا مگر یہ لفظ کسی نسخہ مین موجود نہین ہی — بیت

بکذب منفے پدر و صدق آدمی زادہ ۔۔۔ بجہل منفے آثر و عقل جبرئیل آثار

جھوٹھ منفیہ سچے آدمیون کا متروک و مردود ہی تو گویا اپنے باپ کا بیٹا یعنے ولد الحرام ہی کہ باپ اُسکا کسیکو معلوم نہین اور صدق فی نفسہ سچون کی خاطر کا مقبول ہی گویا فرزند ابو البشر ہی جو موجودات

مشہور ہی اور اسنے اثر ہونا جہل کا معلوم اور عقل کا جز جیل آثار ہونا ظاہر ہی اور اضافت کذب کی اسنے پدر کی طرف توصیفی ہی اور اسی طرح اضافت صدق اور جہل اور عقل کی بجہت

بہ نزل معرکہ گیر و نفاق تو بر تو + بصبر کم سخن و شوق آتشین گفتار

منزل معرکہ گیر اور نفاق تو بر تو مین اضافت توصیفی ہی لیکن تو بر تو ایک صفت ہی کہ کثرت نفاق کو مقتضی ہی بخلاف معرکہ گیر کے کہ وہ ایسی صفت ہی کہ اسپنے موصوف کا فعل واقع ہوا ہی اور ترکیب اور تقریر مصرع ثانی ظاہر ہی — (از مترجم — شارح علیہ الرحمۃ نے جا بجا کسرہ موصوف کو اضافت توصیفی بیان کیا اصل یہ کہ اضافت ایک امر معنوی ہی اور علامت اُسکی فارسی عبارت مین کسرہ ہی جو مضاف کے حرف آخر کو ہوتا ہی اور یہ کسرہ لفظی خود اضافت نہین بلکہ علامت اُسکی ہی بس جو کسرہ کہ موصوف کے حرف آخر کو ہوتا ہی وہ اضافت نہین اور نہ علامت اضافت ہی بلکہ وہ کسرہ علامت موصوف کی ہی جسکے بعد اُسکے صفت واقع ہی اور اسکو کسرہ توصیفی کہنا چاہیے نہ اضافت توصیفی) —

| | قصیدہ در فخر خود گفتہ بیت | صفحہ ۱۰۶ |
|---|---|---|

گر دل بصحبت گل و سوسن در آورم — دست چمن گرفتہ بمسکن در آورم

یہ قصیدہ مصنف نے اپنا فخریہ کہا ہی یعنے جو مین دل گل و سوسن کی صحبت کی طرف لاؤن چمن جو گل و سوسن کا گھر ہی اُسکا ہاتھ پکڑ اپنے گھر لے آؤن یعنے چمن سے یار فروشی کرم جو بجے سے کرون اور ابھی اپنا وظیفہ اُسے کرون (از مترجم — ایک نسخہ مین بجاے دل کے بھی ہر اور وہ موزون تر ہی) بیت

گر طاعت صنم کنم از خانقہ بدیر — زنار را بطعن برہمن در آورم

اپنی طاعت عبادت مین مبالغہ کرتا ہی کہ خانقاہ سے نکلکر بتخانہ مین بت کی پرستش کرون جو برہمن کے مذہب کا منتہا ہی باوجودیکہ برہمن بڑا بوجاری ہوتا ہی پھر بھی زنار کو اس برہمن کے طعنہ ن کرون کہ تو کیا بت پرستی کریگا جو عرفی کرتا ہی بیت

شرم دروغ بین کہ زبان فصیح را — در گفتگوے نطق تو الکن در آورم

اس بیت کے معنی مصنف کی نکتہ ذہن کو ظاہر کرتے ہین اسواسطے کہ جہان اسنے فخر کی لاف زنی کر رہا تھا اور مخاطب سے کچھ سروکار نہ تھا اور غیبت سے رجوع بہ خطاب کی چونکہ

مخاطب بنانے کسیکو نہین گروانا مجہول ہی اور بجز معشوق کے دوسرے کو مخاطب نہین کرسکتے اور
بیت کے معنے یہ ہین کہ تیری گویائی کے مقابل میری زبان فصیح لکنت وار ہوئی پس مقصد اس
جبکہ نہ بولا مناسب کہ میرے جھوٹھ کی شرم تجھی کو ہوا ور میری طرف تو توجہ کرے بیت

صد پردہ مصلحت بہ یکے راز بر تنم        ترسم کہ شک بخاطر گودن در آورم

مصلحت کے سو پردے کا ایک بھید پر ڈالنا نہایت درجہ بھید کا چھپانا ہو اور اخفا کا اختیار کرنا
اسواسطے ہو کہ مبادا اُسکے اظہار مین گودن آدمی شک کرین اور خامی کے سبب اُسکے غور کو
نہ پہونچین واللہ اعلم بالصواب بیت

آنکہ بہ اصالت و خورشید کان شود        ہر دانہ گہر کہ بمخزن در آورم

جوہر قطعہ آفتاب سے کہان کی شکم مین پیدا ہوتا ہی اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ جو سخن کہ مین
کہتا ہون اسوجہ سے کہ گوہر کا مخزن مین ہون آفتاب اور کھان کی اصالت کو ظاہر کرتا ہی اس سے
سمجھا جاتا ہی کہ یہ سخن کس کان کی پیدائش ہی

## قصیدہ در مضامین مختلفہ و نیز در تفاخر بیت

الوداع از من ڈر دی کش صومعی دو بست        کا نیک از خویش بوئے مے رہبان میتم

یہ قصیدہ کہ دو مطلع کا ہی اُسمین ہر طرح کے مختلف مضامین شامل ہین اسواسطے کہ بعض میں
مین مواعظ اور بعضے مین تفاخر اور بعضے مین مدح ہی بہت خوب کہا ہی اور رہبان زاہد کو
کہتے ہین جو بتون کی عبادت کرتا ہو یعنے اے احباب رخصت ہی میری جو دوست کا مدہوش ہون
اسواسطے کہ راہبون کی شراب کی خوشبو سے مین بیخود ہوگیا اور رہبان کی شراب سے
کرنشار اُسکا کفر ہی شراب محبت کی مراد ہی اسواسطے کہ عشق کا کفر اسلام یا الی بہتر ہی

درد ہمدوش و بلا برابر و غم در بغل        تا براحت کدہ تسلیم بدنیسان میتم

تسلیم کا مقتضا ہی کہ شئی نامرغوب پر اختیار سے راضی ہو محبت کے معنی یہ ہین کہ تسلیم کی
راحت گاہ تک مین کیا تو درد و بلا و غم میرے ہم سفر تھے بیت

تا حد دشت محبت کہ قیامت گاہ ست        پیش روے غم دل خردہ خیابان میتم

مرودہ عربی مین پہنچنے کو کہتے ہین صیغہ اسم آلہ ہی اور وہ آرام کی جگہ ہی یعنے صحراے محبت کی
سرحد تک کہ وہ قیامت گاہ کی انتہا ہی یعنے ہلاکت اور آشوب کا مقام ہی اور دل کا غم

مقام کا مسند نشین ہی اور ہوسکتا ہی کہ قیامتگاہ سے مراد زمان قیامت ارادہ کیا جاوے بہرحال جنگل کے وسعت کی نظر سے کہتا ہی کہ جہان تک کہ محبت منتہی ہو غم دل کے آگے آگے پنکھا یا مورچھل ہلاتا ہوا مین گیا یعنے عزت کے ساتھ لیگیا اسواسطے کہ مورچھل ہلاتے کسی کے ساتھ جانا اعزاز کرنا اُسکا ہی — بیت

کس عنان گیر نشد ورنہ مین از بیت حرام ۔۔۔ تا در میکدہ در سایۂ ایمان رفتم

عنان گیر مزاحم کو کہتے ہین اور عنان گیری یعنے باگ کا پکڑنا دو طرح پر ہی اول مزاحمت اُسکی کسی چیز کے تقاضے سے ہو دوم باگ تھام کر کسی کے ساتھ ٹھنا اور خواہش سے جانا بر تقدیر اول یہ معنے ہونگے کہ میرا مزاحم کوئی نہوا ورنہ میرے ہاتھ سے ایمان نہ جاتا اور بر تقدیر دوم کوئی میرے ساتھ نہوا ورنہ حال یہ ہی کہ مین کعبے سے ایمان کے ساتھ بتخانہ تک گیا — بیت

من کجا کشمکش رد و قبول ز کجا ۔۔۔ نیک رفتم کہ نہ گبر و نہ مسلمان رفتم

یعنے مین کہان اور رد و قبول میری کہ مظنون یا متیقن ہو کہان شکر ہی کہ مین خوب گیا کہ گبر اور مسلمان سے بری گیا اسواسطے کہ گبر او مسلمان جو ہوئے رد اور قبول کے جھگڑے مین پڑے ہین اور مین وہان پہونچا ہون کہ رد و قبول کو وہان دخل نہین ہی — بیت

صفحۂ تیغم از ان نسخۂ جنت کرد ۔۔۔ بشب خون سپاہ غم الوان رفتم

از روے ترکیب صفحہ کی اضافت تیغ کی طرف اضافت لامی ہی اور از ان مفعول لہ ہی یعنے میری تلوار کا رخ اس سبب سے بہشت کی تصویر بنگیا ہی کہ مین رنگ برنگ کے غم کی سپاہ پر چھاپہ مارنے گیا تھا یعنے غم کی خونریزی یعنے سببت کی ہی اور بہشت باعتبار الوان اور بوقلمون کے رنگین ہی اور مراد غم سے غم دنیا ہی کہ قتل اور شبخون کے قابل ہی نہ غم دین کا — بیت

نو پیشانی صبح طرب لیکن چہ سود ۔۔۔ کہ غم انگیز تر از شام غریبان رفتم

نو پیشانی او پیشانی صبح مین اضافتین لامی ہین اور صبح کی اضافت جانب طرب اضافت عام کی ہی جانب خاص کی طرف اور خلاصہ معنی یہ کہ یہان سے چند ابیات اپنے اصل کیفیت کے تبدیل ہونے مین لکھا ہی کہ مین بیشتر خوشی کی چہرہ کا روشن کرنے والا تھا اب شام غریبان سے تیرہ تر ہوگیا اور شام غریب راہ افلاس سے نہایت غم انگیز ہی — از مترجم — اضافت نو کی جانب پیشانی وہی اضافت لامی ہی جو شرح مین ہی اور پیشانی صبح مین اضافت تشبیہی نہ لامی جو شارح نے لکھی اور صبح طرب مین اضافت بادنی ملابست ہی نہ اضافت عام جانب خاص جیسا کہ شارح نے خیال کیا اور علم نحو

ہین اسکے مثال درخت سوسن اور روز شنبہ ہی جسمین مضاف الیہ ایک فرد مضاف کا ہوتا ہی اور
شام غریب اور شام غریبان شام مسافران کہ وحشتناک ہوتی ہی خصوصاً مفلسی مین جیسا کہ ہمارا عجم
مین ہی نہ وہ معانی کہ شارح علیہ الرحمۃ نے لکھے ہین بیت

بازوی ہمتم آن روز چو قیمت شکست　　کہ بتا بیدن سر پنجہ مرجان رفتم

ارباب ہمت کے نزدیک دنیا کی طلب طالب کی قدر کو زائل کرتی ہی اسواسطے مصنف
کہتا ہی کہ میری ہمت کا بازو قیمت کی مثال ٹوٹ گیا جس وقت کہ زور ازمائی کے سیے پنجہ
مرجان کا پھیرنا مین نے چاہا یعنے اسکا مین طالب ہوا۔ مرجان ایک جوہر ہی کہ مرتبہ معدنیات
کے کنارہ افق کو پہونچکر مرتبہ نباتات کی بدایت کو پہونچا اسواسطے کہ نمو اسکو لازم ہوا اور
شاخین اسکی پیدا ہوتی ہین اسواسطے سرپنجہ کی نسبت اس سے مناسب ہی اور وہ دریا مین
سیپنچے کی صورت پیدا ہوتا ہی۔ بیت

منم آن ہیکل روحانی اندیشہ غذا　　کہ در آب نزدم بر اثر نان رفتم

اندیشہ غذا صفت ہیکل روحانی کی ہی اور کاف ہی اس بات کے بیان کے لیے کہ ہیکل روحانی
نے رجوع بلندی سے پستی کی طرف کی یعنے پیشتر مین ہیکل روحانی تھا کہ غذا میری اندیشہ
تھا اور مادی غذاؤن سے جو کہ جسم کو لازم ہین اور ہزارون لوث اسمین تھے منزہ اور مبرا تھا
اب روٹی اور پانی کے خاطر مین رسوا تمام جہان مین ہوا ہون بیت

منم آن شیر ختن صید کہ آہو گیرم　　کہ چو موشان بشکار رستا نان رفتم

ختن صید صفت شیر موصوف کی ہی اور کلمہ آہو گیرم صفت اور کاف بیان کا اسکے لیے کہ شیر نے
انتقال اعلے سے ادنے درجے کی طرف کیا یعنے زمان سابق مین مین ایسا شیر تھا کہ ختن
شکارگاہ میرا اور ہرن کا پکڑنا فعل میرا تھا اور اب چوہون کی طرح شکار کی خواہش مین توشہ
دالون کے نیچے پھرتا ہون یعنے مرتبہ اعلے سے گر پڑا ہون بیت

رفتم اندر پے مقصود ولی ہمچو پلنگ　　بر سر کوہ بقصد مہ تابان رفتم

اس بیت مین مصنف کی مراد اظہار ہی مقصد کے نہ پانے کا جسکا سبب کوتاہی عقل ہی اور مشہور ہی
کہ چیتا چاند پر عاشق ہی جب چاند کامل ہوتا ہی چیتا اسکے پکڑنے کے قصد سے پہاڑ کے چوٹی پر
چڑھ جاتا ہی وہان سے خیال کرتا ہی کہ قریب ہی ہاتھ آجاوے اور جب قصداً اسکے پکڑنے کا نے سو
ہوتا ہی تو وہ زمین پر گرتا ہی اور مقصد کے حصول سے محروم ہوتا ہی پس مصنف کہتا ہی کہ مین بھی

مقصود کے پیچھے گرجیتے کی طرح گیا بیت

شب یلدای حیاتم بسحر گو نرسید  کہ درافسانۂ بیہودہ بپایان بردم

شب یلدا با ضافت توصیفی اور مجموعہ شب یلدا کی اضافت حیات کی طرف لامی نہین بلکہ تشبیہی) اور حیاتم مین اضافت لامی ہے یعنے میرے عمر کی اندھیری رات صبح کی طرف خطاب کرکہتی ہو کہ افسوس بیفائدہ قصہ کہانی مین آخر ہو گئی اور فضول آفتون کی برداشت مین صرف ہوئی اور جو کام کرنا چاہیے تھا وہ مین نے نہین کیا بیت

صفحہ ۱۱۴

## قصیدہ در منقبت امیر غالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

چون گرد باد آہ ز خاکم کشد علم  بر فرق روزگار فشاند غبار غم

یہ قصیدہ بھی تعراف مین امیر غالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے کہا ہو اور تمہید اسکی عاشقانہ اٹھائی اور اس تمہید کو صنائع مین بھی داخل کرتے ہین یعنے جب آہ کا بگولا میرے قالب سے نکلتا ہو زمانے کے سر پر غم کی خاک اڑاتا ہو یعنے ایک عالم کو رنج اور غم مین ڈالتا ہو۔ بیت

چون دل بجای خویش بود کز نصیب و  زین آشیانہ طائر آرام کردہ رم

چون بمعنی چگونہ ہو آشیانہ سے جو مصرع دوم مین دل مراد ہو یعنے دل کو تسلی کس طرح ہو کہ اس سے آرام جاتا رہا بیت

بخشند ہزار کشتۂ چشم ترا حیات  لعلت لطیفۂ کہ برون آرد از عدم

یعنے تیرا جان بخشنے والا لب جو سخن تازہ عدم سے نکالے اور بیان عدم سے مراد دہن بنظر تنگی ہے چشم سفاک کے ہزارون مقتول کو جان دیتا ہو بیت

گیرد بہر دو دست سر خود اجل زبیم  جائیکہ غمزۂ تو کشد خنجر ستم

یعنے اجل جان کے خوف سے اپنا سر دونون ہاتھ سے پکڑے ہوے ہو جسطرح اور لوگ کہ جان ہاتھ سے دھوے ہوے ہین جہان کہ تیرے خونخوار غمزہ کا خنجر میان سے باہر نکلتا ہو بیت

این طور وعدۂ تو فراموشی وفا  این طرز غمزۂ تو ہم آغوشی ستم

دونون مصرعون مین این اشارہ ہو جسمین شیء کہ مشار الیہ کی موجود ہو اور مشار الیہ فراموشی وفا اور ہم آغوشی ستم کو کہنا چاہیے اور انہین کو وعدہ اور غمزہ کا بیان سمجھنا چاہیے اور ہر مصرع اپنی مبتدا اور خبر تمام نہین ہوتا ہو اور بعضی عبارت زائد ہو اور بعضے نسخون مین این طور کے بجاے ای طور اور این طرز کی جگہہ وا ے طرز واقع

ہوا ہے اور کیسی قدر بہتر ہے کہ ہر مصرع علاحدہ اپنی مبتدا اور خبر رکھتا ہے - بیت

از وعدۂ تو شوق بہ تشویش مبتلا وز غمزۂ تو فتنۂ پر آشوب متہم

یعنے تیرے وعدہ سے شوق رنج مین گرفتار ہے اسواسطے کہ تو وہ پورا نہین کرتا اور تیرے عشق قتال سے فتنہ پر آشوب کی تہمت لگی ہوئی ہے یعنے جو آشوب کہ ظاہر ہوتا ہے تیرے ہی عشق کی بدولت ہے فتنہ مفت مین بدنام ہے - بیت

زاعجاز حسن تست کہ کلک قضا بسوخت بر لعل آتشین خط سبزت چو زد رقم

ترکیب مین زاعجاز حسن تست خبر ہے مقدم اپنی مبتدا پر کہ وہ کلک قضا بسوخت ہے اور بالعکس بھی ہو سکتا ہے اور پھر اس مصرع کا مضمون مصرع ثانی مین جو شرطیہ ہے اسکی جزا واقع ہوا اور معنی یہ ہین کہ قضا کا قلم قدرت نگار جو صور مختلفہ کے شعلۂ صفحہ پر آسانی سے لکھ سکتا ہے تیرے آتشین لب پر جو اسنے خط سبز بنایا تیرے حسن کا ہی معجزہ ہے کہ اسکا قلم جلگیا اور بسوخت مثبت کے بجاے نسوخت منفی بھی کر سکتے ہین یعنے قلم کو صلاحیت آگ پر لکھنے کی نہین ہے تیرے حسن کی کرامات ہے کہ تیرے خط کے لکھنے مین قضا کا قلم نہین جلا اگر پہلے معنے بہتر ہین - از مترجم میرے نزدیک دوسرا نسخہ بہتر ہے) بیت

آن واسب النعم کہ زداد تملق او الکشیند گوش آرزو نغمہ نعم

یعنے ممدوح ایسا نعمت کا بخشنے والا ہے کہ اسکی تملق کے داد دینے سے کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے نہین اضافت تشبیہی ہے تملق مراد ہے حرص کے کان نے ہان کے سوا دوسرا راگ نہین سنا - بیت

مشاطۂ ولایت اگر آذری کند زاعجاز عیسوی کند آرایش صنم

یعنے اسکی ولایت اگر بت تراشی کرے تو اعجاز عیسوی سے بت کو آراستہ کرے یعنے صورت بیجان مین جان ڈالدی اور باریکی اسمین یہ ہے کہ ولایت سے نبوت کے آثار پیدا ہوتے ہین مشاطہ بالفتح صیغہ مبالغہ کا ہے مشط سے معنے اسکے بنانا آراستہ کرنا اور مشاطہ بالضم اول و تخفیف شین ٹوٹے ہوئے بال جو کنگھی کرنے مین گرتے ہین اور مشاطہ بکسر اول حرفہ شانہ زنی کا ہے - از مترجم - منتخب مین ہے مشط بالفتح شانہ کردن و شانہ فرمودن و بالضم شانہ بالفتح و کسرہ آمدہ اور بہار عجم مین ہے مشاطہ بالفتح والتشدید زن شانہ کش و در عرف زنی کہ عروس را بیارایند اور عربی مین مشیمہ ورون کا عرف اسی وزن پر آتا ہے مبالغہ کا وزن ہے مگر مبالغہ مقصود نہین ہوتا جیسے حداد اور نجار اور نداف اور قصاب وغیرہ اور جو تحقیقات شارح نے مشط کے مشتقات کی فرمائی اس مقام پر نے محل ہے) بیت

بست غرور کردہ عروسان خلد را دعوای باغ لطف تو باروضۂ ارم

مصرع اول مین کردہ فعل او رمصرع ثانی مین دعوی فاعل اسکا ہی یعنے تیرے لطف سے کہ باغ بہشت سے دعوی مقابلہ رکھتا ہی چونکہ سبکو یقین ہی کہ اسکو غلبہ اور تفوق ہوگا بہشت کی حورین اور دلنشین غرہ ہین اور اس لطف پر ناز کرتے ہین اور ہوسکتا ہی کہ اسطرح کہین کہ تیرے لطف کے باغ نے روضہ بہشت کے مقابلے کا دعوی کیا ہی تو بہشت کو اسکے حورون کی نظر مین وقعت ہوگی کہ بہشت بھی ایک بڑی چیز ہی اسلیے وہ غرور مین مست اور سرشار ہین۔ راز مترجم۔ معنے دوم درست ہین جسکو الفاظ بیت کی تائید کرتے ہین

| ۱۱۶ | قصیدہ در فخر خود باظہار محبت اندیشی گفتہ بیت |
|---|---|

آن روضہ ام کہ تا شجر اوست باغبان آتش اگر زخون ندہد خشک بی برست

یہ قصیدہ فخریہ محبت اندیشی کے اظہار مین کہا ہی باغبان دوسرے مصرع سے متعلق ہی یعنے مین باغ ہون کہ جبتک اسکا درخت رہے اسکو خون دل سے باغبان سینچے تو سوکھ جائے بیت

آن تیغ آب دادہ بزہر ملامتم کش پای تا بسر ز اثر زخم جوہرست

معنے بیت ظاہر ہین کہ جو تیغ کہ ملامت کے زہر سے اسکو آب دیگئی ہو اسکے جوہر اس تیغ کے شکست سے ہوگئے ہین بیت

ان شعلہ دوست سینہ خشکم کہ خاک او صندل فروش ناصیہ عود و عنبرست

یعنے مین ایسا جلا ہوا اور جلن کا چاہنے والا ہون کہ میری راکھ خوشبویات کو خوشبو دینے والی اور عطریات کی رونق بخشنے والی ہی۔ بیت

آن بحر جوہری طلب و تشنہ دوستم کش برق موج و ابر سینہ گوہرست

اس بیت کے معنے یہ ہین کہ مین وہ دریا جوہری کا چاہنے والا ہون کہ میرے لیے سینہ کی کھوپری ہوئی ہین اور وہ دریا پیاسے کا دوست دار ہون کہ بجلی میرے واسطے لہر ہی پس ایک جوہری درکار ہی کہ میرے ان جواہرات کو خریدے اور پیاسا چاہیے کہ میرے پانی سے ہونٹھ تر کرے یعنے ہر ایک جوہری اور ہر ایک پیاسے کا کام نہین ہی کہ نفع مجھسے حاصل کرے بیت

آن کشتہ ام کہ در دہن زخمہای او قند و نباتہای لبالب ز شکرست

زخم کے منھہ مین اگر شکر دیجاے تو زخمی کی زندگی تلخ ہوجاتی ہی اور مجھے گوارا ہو اور یہ امتحانی بات ہی کہ شکر زخم کے واسطے مضر ہی راز مترجم۔ الفاظ بیت اس معنی کو چاہتے ہین کہ مین ایسا

ہون جیسے زخمون مین شدت سے نمک بھری ہوئی ہو اور زخم اُس سے تڑپتے ہین گو اس ابحالت کی الفاظ سے نہین نکلتی جو شارح علیہ الرحمہ نے لکھی — بیت

ان عالم کہ از زیر عرش تا ثریٰ   اشیا بدون صورت نوعی مصورست

یعنے مین وہ عالم ہون کہ تمام اشیا صورت نوعی کے بدون میرے لیے مصور او متشکل ہین ای امور محال بھی مجھپر روشن ہین اور ثرے ثا و مثلثہ کے فتحہ سے اسفل السافلین کے معنے مین ہی

| | قصیدہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام بیت | 66 |
| --- | --- | --- |

ز تاب شعشعۂ مہر سایہ بہر پناہ   سزد کہ یکسلہ از شخص پیش گیرد راہ

یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب مرتضےٰ علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ کی تعریف مین تصنیف کیا ہی اور تمہید شدت گرمی آفتاب سے اٹھائی اور دوسرے مطلع سے توطیہ عشقیہ معنی کی تقریر یہ ہی کہ آدمی کا سایہ جو آفتاب سے پڑتا ہی وہ آدمی سے کبھی علاحدہ نہین ہوتا گرمی کی شدت سے جدا ہو کر آگے چلدے تو بجا ہی — بیت

شود برشتہ چو ماہی درون روغن گرم   چو عکس ماہ نو افتد درین ہوا بمیاہ

اس بیت مین دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہی کہ جزا سے آخر واقع ہوئی اور مضمون مصرع اول کا جزا ہی یعنے ہلال کا عکس اسقدر گرم ہو ہین پانی کے اندر پڑے تو جیسے گرم تیل مین مچھلی ہو جل بھن جاتا ہی اور عکس کی تشبیہ مچھلی کے ساتھ قطع نظر اعتبار بریان ہونے سے محض صورۃً بہت خوب واقع ہوئی ہی اور میاہ جمع ماہ کی ہی اور ماہ کے چار معنے سے ایک معنی پانی کے بھی ہین بیت

زمہر ہی صبا پر تو شہاب دہد   زبسکہ تاب ہوا بر فروخت گونہ گاہ

بر فروخت فعل اور تاب ہوا فاعل اور گونہ گاہ مفعول یعنے اگر ہوا کی گرمی گھانس کی پتی کو جلادے اور اُسکو ہوا زمین سے بلندی پر اُڑا لیجائے تو شہاب کی صورت نظر آوے اور دیکھنے والے کہین کہ تارا ٹوٹا ہی — بیت

بروی رحم بدان گونہ بستہ در دل   کہ ذوق کشتن من و سر دلت ندارد راہ

معشوق کی طرف مصنف خطاب کرتا ہی — دل کا دروازہ رحم کے مُنھ پر بند کرتا دل مین رحم کو راہ کا نہ دیتا ہی یعنے اسدرجہ تو بیرحم ہی کہ میرے قتل کا مزہ جسمین کسیقدر تیری غرض متعلق تیرے دل مین نہین آتا کسواسطے کہ تو جانتا ہی کہ عاشق کے قتل کا ذوق بھی ایک قسم کی

عاشق کی طرف منسوب ہو ابیات

چو گیری آئنہ در کف ز شوق عارض خویش ‌ ‌ ازان کرشمۂ نرگس وزان فریب نگاہ
شود مثال در آئینہ مضطرب انسان ‌ ‌ کز اضطراب دل آب عکس عارض ماہ

یعنے ای معشوق اگر خود بینی کے شوق سے تو آئینہ اپنے ہاتھ مین لیکر اپنی صورت دیکھے تیری آنکھ کے کرشمہ اور نگاہ کے فریب سے صورت جو آئینہ مین نظر آوے ایسی بیقرار ہو جاے جیسے چاند کا عکس جلتے پانی مین تلملاتا ہوا نظر آتا ہے۔ بیت

| ۹۵ | قصیدہ در فکر رسا و طبع خود گفتہ بیت | |
|---|---|---|

بود در کتم عدم بکر طبیعت را جا ‌ ‌ کہ خرد بر سرش ایستادہ ہمی گفت برآے

یہ قصیدہ نواب خانخانان کی تعریف مین کہا اور تمہید اسکی اس ڈھنگ سے اٹھائی جسمین سامان تولد فرزند ممدوح کا عقل اور طبیعت کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے اور معنی بیت کے اسطرح پر ہین کتم عدم مین اضافت بیانی اور اسیطرح بکر کی اضافت جانب طبیعت ہو ای طبیعت کے دوشیزہ عدم مین تھی کہ عقل اسکے سر پر کھڑی کہتی تھی کہ باہر آ۔ بیت

چند در پردہ نشیند خلف دودۂ کون ‌ ‌ محرمی نیست مگر ہم تو شوی پردہ کشاے

یہ بھی مقولہ عقل کا ہے اور خطاب اسکا طبیعت کی طرف کہ ای طبیعت پیدائش کے خاندان کا لڑکا یعنے فرزند ممدوح کب تک پردہ مین پوشیدہ رہیگا کوئی واقف کار میرا نہین ہے الا یہ کہ تو پردہ سے باہر آئے اور میرے محرم بنے اور اس پردہ نشین سے تو خبر دے۔ بیت

نہ ترا عقد زفاف ست درین پردہ ضرور ‌ ‌ نہ مرا صبر و سکون دادہ ازین وا رخداے

اس بیت مین شرف دختر طبیعت کا بیان ہے۔ زفاف بکسر اول دولہن کا روانہ کرنا دولہے کے گھر اور دار عربی مین گھر کو کہتے ہین اور دونو مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے ای طبیعت نہ تجھے اس پردہ مین رہنا ضرور ہے اور نہ مجھے صبر اور سکون عطا ہوا اور تحریص کا نتیجہ آیندہ بیت مین ہے۔ داز

مترجم۔ اس بیت مین استفہام نہین ہے بلکہ دونون مصرع جملہ خبریہ منفیہ ہین۔ بیت

مریمی کن تو کہ فرزند مسیح ست مسیح ‌ ‌ حاتمی کن تو کہ توفیق گدا ہست گداے

اس بیت مین عقل طبیعت کو خوشخبری دیتی ہے فرزند سے کہ معجزہ شعار اور سخاوت دثار ہے۔ اور مریمی مین یاے مصدری ہے یعنے مریم کا کام دینا ای طبیعت مریمی کر کہ تیرا فرزند مسیح ہے اور حاتم کا کام

ای طبیعت کرکہ دولت خود فقیرون کی طرح تیرے دروازہ پر کھڑی ہو اور لفظ مسیح اور گدا کی تکرار تاکید کی غرض سے ہی — بیت

این سخن گوش زد بکر طبیعت چون گشت
خندہ زد گفت کہ رو صبر کن ای ژاژ خای

یہ بیت مقولہ مصنف ہو کہ اسمین حکایت ہی اُس گفت و شنود کی جو عقل اور طبیعت کے باہم ہوئی یہ سب سنکر طبیعت ہنس پڑی اور عقل سے کہا کہ جاؤ اور چند روز صبر کرو — بیت

گوشۂ گیر و جگر میخور و تلخی میکش
تا بعهدی کہ شود صاحب تو مالک رای

یہ بیت اور تھوڑی بیتین برابر طبیعت کی زبان سے ہین کہ اسی بیت کے نیچے ہین اُنکے مضمون کو بیان کیا جاتا ہی کہ طبیعت نے عقل سے کہا کہ جا ایک کونے مین بیٹھ اور محنت اختیار کر یہان تک کہ مالک تیرا یعنے ممدوح ملک کو رونق بخشے اور خلق اللہ بیدار کیا و کے دیتے اور سننے والی جمع ہون اور سب جواہرات طلب کرین اور وہ مالک خزانے بخشے آسمان طیار یان کرے اور زہرہ غالیہ بنانے کو مستعد ہو اور مین بڑے ناز نخرے اور بناو سنگار سے آن کر محل کو اپنے خیر مقدم سے زینت بخشون پھر وہ میری بغل مین آئے جس سے میری نسبت ہوئی ہی اور وہ مالک ہو کہ اوپر اُسکی طرف اشارہ کیا میرے نقاب کا بند کھولے اور مجھے دیکھے اور مین اُسکے بند قبا کھولون یعنی اختلاط مین مصروف ہون اور ہم بستری ہو جب یہ مرحلے طی ہو جائین تو اسوقت ای عقل اگر تو سوال کرے اور کچھ عرض کرے تو موقع ہی — بیت

للہ الحمد کہ آن عہد بپایان آمد
ہم خرد کام روا آمد و ہم بار خدای

اس بیت تک عقل اور طبیعت کی بات چیت تھی اب یہان سے مصنف کہتا ہی کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہی کہ وہ زمانہ جسکو عقل چاہتی تھی انجام کو پہونچا اور عقل اپنے مقصود کو اور صاحب اپنے مطلب کو فائز ہوا — بیت

دوش بر دوش قضا دست در آغوش قدر
آمد از پردہ برون پردگی صنع خدای

دوش بر دوش کے معنے برابر اور دست در آغوش کنایہ ہی محبت سے اور یہ کلام بھی مصنف کے شکر کا نتیجہ ہی کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہو چکا یعنے قضا کے برابر اور قدر کا محرم پردہ نشین صنعت الٰہی کا مولود مسعود ہی پردہ سے باہر جلوہ گر ہوا — بیت

وہم با طالع او گفت کہ باشم در عشق
گفت اگر گم نشوی بیشترک ہم می آی

اس بیت مین مولود کے طالع کے اوج کا مبالغہ کیا ہی کہ وہم جو فوت رسا اور ہر ایک بلند اور باریک

پر کو پہنچا ہوا اُسنے اُسکے بخت سعید سے کہ عرش سے کود کر لامکان مین جا بیٹھا ہی کہا کہ عرش مین
بیٹھون اُسکا جواب دیا کہ اگر اپنے تئین تو گم کرے تو کسیقدر اور آگے بڑھ — بیت

بخت با گوہر او گفت کہ دولت بس ہست — گفت دانم بچہ حالیہ رومی نزاست

لطیفے نے حتے الامکان دولت مہیا کی اور ممدوح کی ذات سے کہا کہ دولت بہت ہی اور یہ سوال
دولت کے کافی ہونے کی نسبت تھا اُسنے جواب دیا کہ اے بخت مین جانتا ہون اُن چیزون کو
جو میرے پیٹ مین ہین جاؤ اور پیدا کرین تو کیا دیگا حاصل یہ کہ ذات ممدوح محتاج بخت
نہین ہی (از مترجم) اس توجیہ پر اعتراض ہی کہ اگر احتیاج نہین تو یہ حکم کسواسطے دیا کہ رومی نزای
پس بہتر ہی یہ توجیہ کہ جب بخت نے یہ سوال کیا تو جواب دیا کہ نہین اور اور دولت پیدا کر اور ایک
نسخہ مین بس نیست بصیغہ نفی بجائے بس ہست دیکھا گیا اُسکے یہ معنی ہونگے کہ بخت نے ممدوح کی
داد و دہش زیادہ دیکھکر کہا کہ دولت موجودہ اُسے کتفی نہین ہی اُسکا جواب دیا کہ مین جانتا ہون
تیرے پیٹ مین اور بہت کچھ میری خاطر بھرا ہوا ہی جا اور اُسے پیدا کر اور میرے خرچ کے لیے
مہیا کر کہ داد و دہش میری رک نہین سکتی — بیت

سال ہولوش از ان شاخ گل بی بر است — کہ ندارد بدل اندر چمن دولت بر آ

لفظ از ان بمعنیہ در کاف بیان سبب کے لیے ہی اور اس بیت مین ملا عرفی نے تاریخ تولد شہزادہ
خانخانان لکھی کہ مادہ اُسکا شاخ گل بے بدل ہی اور معنی ظاہر ہین — بیت

مرحبا ای گہرت را شرف ذات پدر — مرحبا ای قدمت را اثر ظل خدا

مرحبا ایک لفظ ہی کہ کسی شخص آنے والے کے لیے جو مرغوب اور دلخواہ ہو اور نیز ایک موزون
کام پر بولتے ہین اسواسطے کہتا ہی کہ خوش آیا تو ای فرزند کہ تیری ذات کو بزرگی تیرے باپ کی ذات کی
حاصل ہی اور خوش آیا تو ای صاحب زادے کہ تیرے قدم مین بادشاہ کا اثر ہی یعنے دولت بعینہ تیری ذات
الٰہی مین ہی (از مترجم) نسخہ ظل ہمای کا جو دیکھا گیا ظل خدا سے مناسب ہی جسمین سوا ادب کے
اور ہماسے اشارہ جانب ممدوح لطیف ہی — بیت

مرحبا ای ز عنایات ازل رمز وشش — مرحبا ای ز علامات ہنر خویش ستای

اچھا تو آیا کہ عنایات ازلی تیری ذات سے ظاہر ہوتی ہین اور خوش آیا تو کہ تیرے علامات ہنر سے
تیری تعریف نمایان ہی یعنے ہنر کی نشانیان جو تیری ذات مین موجود ہین اُنسے تیری مدح اور
وصف پیدا ہین — بیت

ناخن قدرت او پردۂ تحقیق شگاف     خامۂ دولت او چہرۂ توفیق کشاے

جب مصنف بیٹے کی پیدائش کی تمہید سے فارغ ہوا تو خانخانان کی تعریف مین کہتا ہے کہ ناخن اُسکی قدرت کا تحقیق کے پردہ کا دور کرنے والا ہے یعنے اُسکی قدرت کی کوشش سے تحقیق ظاہر ہوتی ہے اور اُسکی دولت کے قلم سے توفیق کی صورت کو دکھلاتا ہے اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ پردہ تحقیق شگاف کا مجموع کلام معنی فاعلی سے تاویل کیا گیا ہے اور وہ صفت ناخن قدرت کا ہوا یعنے اُسکی قدرت کا ناخن پردہ تحقیق کا دور کرنے والا ہے اور اس کلام مین فعل مفعول سے پیچھے واقع ہے جس سے کلام بستہ ہوگیا اور اسی طور پر چہرہ توفیق کا دکھلانے والا قلم ہے واللہ اعلم ۔ (از مترجم) بیشک مصرع اول مین پردہ تحقیق شگاف ترکیب اسم وامر فاعلی ہے لیکن اصطلاح نحو مین پردہ تحقیق شگاف خبر ہے اور ناخن قدرت او مبتدا ہے اور یہی صورت مصرع دوم کی ہے ۔ بیت

دشمنش بالبود آن مایہ شقاوت کہ بود     گرد آلایش او دامن جیحون آلاے

یعنے دشمن اُسکا اسقدر کمبخت ہے کہ اُسکی کم بختی کے گرد آلایش سے دریاے جیحون بھر جاے کلام کا سیاق اس قسم کا ہے جیسا کہ لکھا گیا اور حاصل یہ ہے کہ اُسکی بدبختی کی آلایش دریا مین دُھل نہین سکتی یعنے کسی طرح کی نیکبختی اُسکی طرف نہین آسکتی ۔ (از مترجم) شارح سے ایک نکتہ اس بیت کی شرح مین فروگذاشت ہوگیا اور وہ یہ ہے کہ دریا اپنے پانی کی کثرت سے اور صفائی اور پاکی سے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی میلی اور ناپاک ہو پاک اور صاف کر دیتا ہے لیکن دشمن ممدوح کی شقاوت کی کدورت اور نجاست کی ہے اسقدر زیادہ ہے کہ دریاے جیحون اُسکو دور نہین کر سکتا اور بجاے اسکے کہ پاک اور صاف اُسکی کدورت اور نجاست کو کرے دریا کا دامن اُس سے میلا اور نجس ہو جاتا ہے یعنے اُسکی شقاوت متعدی ہوکر دریا مین اثر کرتی ہے اور آپ سا دریا کو بنا لیتی ہے اور چونکہ فارسی محاورہ مین دامن آلودہ گنہگار کو کہتے ہین اسوجہ سے استعارہ دامن کا دریا کے لیے قابل تحسین ہے ۔ بیت

عدل او چون روش آموز مکافات شود     پیر جاذبہ کاہ شود کاہ ربا ے

یعنے ممدوح کا عدل دنیا کی چیزون کو جو بدلا لینے کا قاعدہ سکھلادے تو کہربا کی قوت جاذبہ کو دور کرے یعنے پیشتر کہربا گھانس کو کھینچتا تھا اب اُسکے عدل کی قوت دینے سے گھانس کہربا کو کھینچ لیجاے ۔ بیت

دیدۂ عقل شود خیرہ ز آئینۂ وہم     گر شود صیقل اندیشۂ او زنگ زداے

یعنے اُسکے اندلیشہ صیقلگر کے صیقل اگر زنگ کو دور کرے تو آئینہ وہم جو سب سے زیادہ زنگ آلودہ ہے
ایسا صاف اور روشن ہو جاوے کہ عقل کی آنکھین اُسسے وکیلیکر چوندہیا نے لگین ورنہ وہم عقل کے
مقابل نہایت ادنے اور بے حقیقت ہے۔ بیت

آنچنان پیرو شاہ ست کہ از غایت قرب ۔۔۔ گہ گہی سایہ رساند بسرش بال ہمائے

اس بیت مین بادشاہ کے قرب مین مبالغہ ہے اور بال ہما کنایہ اُلقہ سے ہے یعنے اسقدر قربت سے
بادشاہ کے ہمراہ ہے کہ کبھی کبھی اتا قہ کا سایہ جو بال ہما سے بنا ہوتا ہے ممدوح کے سر پر پڑتا ہے پس اس سے
ظاہر ہے کہ کسقدر بادشاہ سے قریب ہے۔ (از مترجم۔ دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ممدوح عادات
اور خصائل بادشاہی کا ایسا پیرو اور متابعی ہے کہ اُسکے سلیے عمائے شاہی عادات اور صفات سے
بال ہما اُسکے سر پر بھی سایہ ڈالتا ہے یعنے وقت سے وقت بادشاہ کی سی خو بو اور آثار شاہانہ اُس مین
معلوم ہوتے ہین اور چونکہ مشہور ہے سایہ ہما کسی آدمی کے سر پر پڑے تو بادشاہ ہو جاوے اُسواسطے
یہ ایک تصور ذہنی ہے کہ بادشاہ جو ہوتا ہے اُسکے سر پر ہمیشہ ہما ظل افگن رہتا ہے) بیت

اختلاف صور از نوع بشر برخیزد ۔۔۔ خامۂ معدلت او شود ار چہرہ کشائی

اس بیت مین عدل کی تعریف ہے جو برابری کو چاہتا ہے اور انسان کی قسم مین اختلاف صورت کا
بالکل ہے جسکے سبب ایکدوسرے سے متمیز ہے پس مصنف کہتا ہے کہ اُسکے عدل کا قلم اگر مصوری
اور صورت آرائی کرے تو جتنے افراد انسان ہین سبکی صورت یکسان ہو جاوینگے

نزد ادراک تو اسرار قضا بر کف دست ۔۔۔ پیش فرمان تو احکام فلک بر سر پائے

کسی چیز کا ہتھیلی پر ہونا کنایہ اُسکے ظہور سے ہے یعنے تیرے ادراک کے سامنے قضا و قدر کے اسرار
عیان ہین اور تیرے فرمان کے آگے آسمان کے احکام سب حاضر اور مستعد قبول ہین ابیات

بسکہ از لطف و عطا عزت و ثروت بخشد ۔۔۔ عالم آرا دل و دست تو بہر دلی سرپائے
وقت آنست کہ خود طلبد از پئے عقد ۔۔۔ دو دمان کرم از سلسلۂ آز گدائے

اس قطعہ مین ممدوح کی فیاضی کی تعریف کی ہے بخشد فعل اور دل فاعل اور دست معطوف ہے
دل پر اور لفظ عالم آرا صفت دل اور دست کی ہے کہ موصوف پر مقدم واقع ہوئی۔ بیت
ثانی کا مضمون ترکیب مین نتیجہ بیت اول کے مضمون کا ہے۔ اور دوسری بیت مین آز
بمعنی حرص موصوف اور گدا صفت یعنے از بسکہ تیرے دل اور ہاتھ جہان آرا نے ہر سر و
سامانون کو اپنے لطف و عطا سے عزت اور دولت بخشی اب وہ وقت آگیا ہے کہ کرم خاندان

حرص کے سلسلے سے کہ مقصود ہی نکاح کے سبب لڑکی مانگے یعنے باہم رشتہ داری اور قرابت
کرے اور آز یعنے حرص جو پہلے بانجھ تھی کرم کا غیر کفو تھا اب ممدوح کی عزت اور دولت کے
دینے سے کرم کا ہمسر ہوگیا اور دونوں آپس میں بھائی بند ہو گئے ہیں بیت

گر نگشتے کرمت جامۂ اصناف امم ۔۔۔ احتساب تو نشدی عامل معزول نجانے

یعنے ای ممدوح تیرا کرم اگر جامہ بنتی خلق اللہ کے انواع و اقسام کا نہ ہوتا تو احتساب تیرا ایسا معلوم
ہوتا کہ جیسے ایک عامل معطل اور معزول ہو اور کسی کے اوپر گرفت و گیر نکرے تیرا کرم ہی کہ
احتساب اسکا ممنون ہی ۔۔۔ یہاں پر لفظ نما سے معنی فاعلی سوق مدعا نہیں چاہتا
از مترجم ۔۔۔ نمودن بمعنے دیدن و دیدہ شدن جیسا کہ بہار عجم میں ہی اور اسسے ظاہر ہی کہ یہ
فعل مبنی للفاعل اور مبنی للمفعول دونوں طرح آتا ہی اور جب اسکے امر سے مرکب اسم و امر ہوتا ہی تو اسم پر
معنے فعل کے واقع نہیں ہوتے جیسے فعل لازم میں مثلاً صبح خیز جو بمعنے ظرف ہی یعنے وہ مقام
جہاں صبح اُٹھے پس معزول نما کے معنے ہیں جو معزول دکھلائی دے اور یہ مدعا کے موافق ہی
اور ترکیب اسم و امر کی محصور معنی اسم فاعلی میں نہیں ہی مثلاً خانہ ساز اور جامہ کن اور پای بوس
کہ اول بمعنی اسم مفعول اور دوم بمعنی ظرفیت اور سوم بمعنے مصدر ہی (بیت

زہر مار از نگہ خود بمکد چشم بتان ۔۔۔ ہر کجا عدل تو از ظلم شود پردہ کشای

اس بیت میں مفہوم مصرع دوم کا مبتدا ہی کہ موخر واقع ہوا اور مضمون مصرع اول خبر اُسکی مقدم ہی
(نہیں مصرع ثانی شرط ہوا اور مصرع اول جزا اُسکی ہی) اور لفظ بمکد فعل اور چشم فاعل یعنے ای ممدوح جہاں
کہیں تیرا عدل ظلم کا پردہ فاش کرے معشوق کی آنکھ جو ظالم بیباک ہیں تیرے عدل کے ڈر سے
سانپ کا زہر اپنی زہریلی نگاہ سے چوس لے ۔۔۔

## ۹۹ قصیدہ در نعت سرور دین صلے اللہ علیہ وسلم گفتہ بیت

شہد لطف کز و کام جان شود شیرین ۔۔۔ نہ وعدہ کہ گلوی گمان شود شیرین

یہ شیرین قصیدہ نعت میں جناب سرور دین صلے اللہ علیہ و اصحابہ و آلہ وسلم میں لکھا ہی اور اس
بیت کے یہ معنی ہیں کہ معشوق سے مہربانی کا شہد حاصل ہوتا ہی کہ جان کا منہ میٹھا ہو اور
نہ وعدہ ہی کہ گمان کا گلا اُس سے شیرین ہو چونکہ وعدہ گمان کے گلے کو میٹھا نہیں کرسکتا شہد کا
لفظ جو پہلے مصرع میں ہی وعدہ پر مقدر ماننا چاہیے کہ نہ شہد وعدہ کا ہی کہ گمان اُس سے شیرین

ہم ہوا گرچہ وعدہ معشوق خمیر مایہ شیرینی کا ہی تقدیر لفظ شہد کے لیے وجہ ہو جود نہین مگر لطف کو کہ
زیادہ وعدہ سے شیرین ہی شہد کے ساتھ ذکر کیا ہی اور وعدہ دونون احتمال مین وفا اور عدم وفا کی
ہی اسی طرح گمان کے بھی دو طرف ممکن ہین لیس مناسبت اتحاد خاصیت مین پائے گئے — ترجمہ
مترجم — شارح علیہ الرحمہ نے تقدیر اُس لفظ شہد کی جو مصرع اول مین ہی لفظ وعدہ پر دلیل کے ساتھ
ثابت کی ہی مگر اسکی حاجت ثبوت کی نہ تھی اگر لطف مین تشبیہ ہی تو وعدہ مین استعارہ ہی جسپر لفظ
شیرین دال ہی اور پایا جاتا ہی کہ وعدہ کو کسی میٹھی چیز سے معنی تشبیہ دی ہی اور استعارہ مین اگر ایسی
شرط ہو تو ہر ایک جگہ موقع نہ ملیگا جیسا کہ اس بیت کے مصرع اول مین کہ مصرع ثانی پر واقع ہی لفظ
شہد اتفاقاً آگیا — بیت

فغان ز زہرہ فروشندہ غمزہ کو را  زجوش جان در و بام دکان شود شیرین

زہر فروشندہ صفت غمزہ موصوف کی ہی اور غمزہ زہر فروش سے فریاد کرنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ بیچتا تو زہر ہی
اور خریدا اسکی اسقدر شیرین ہی کہ عشاق کی جان اُس تلخی کی خریداری کی خواہش سے اسقدر اُمنڈا
کرتے ہین کہ دکان کے تمام در و دیوار مٹھائی کے کھلونے بنگئے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ جان کی شیرینی
سب شیرینیون سے زیادہ ہی — بیت

دمی کہ شوق لب او دلم بجوش آرد  زنالہ ام دہن آسمان شود شیرین

اس بیت مین مبالغہ معشوق کے لب شیرین کا ہی کہ جسوقت اُسکے شیرین لب کا شوق میرے
دل مین جوش کرتا ہی اور نالہ اُسکے شوق مین دل سے نکلتا ہی آسمان تک کے منہ کو شیرین کر دیتا ہی اور بلحاظ
لفظ شیرین دہن آسمان کا ذکر کیا اگر بجائے اُسکے گوش لاتا تو استعارہ تخییلیہ پورا ہوتا اور ہر چند اُس
صورت مین بھی کلمہ شیرین کا بیکار رہتا ہی مگر ظاہر ہی کہ منظر فت شیرین کسیقدر ظرافت کو شیرین کرسکتا ہی
یہ کیفیت خالی از مسامحت اور مجاز سے نہین ہی — بیت

زبس چو حور و ملک باز بان شہد بود  خدنگ غمزہ او در کمان شود شیرین

اس بیت مین مبالغہ تیر غمزہ کی شیرینی کا ہی اور ظاہر اً ترکیب بیت کی ایسی معلوم ہوتی ہی کہ مصرع
اول مین بود فعل اور مصرع دوم مین خدنگ فاعل اُسکا ہی — خدنگ غمزہ محکوم علیہ اور تمام مصرع
اول اُسکے لیے محکوم بہ کہ مقدم واقع ہوا اور کلمہ در کمان شود شیرین کا متکلم ہی اور حور و ملک با زبان
شہد مشبہ بہ اور خدنگ غمزہ مشبہ یعنی اُسکے غمزہ کا خدنگ از بسکہ حور و ملک کے مثل با زبان شہد ہی
قبل اسکے کہ خانہ کمان سے نکلے جان سے سیر لیتے عاشقون کے منہ مین شیرین معلوم ہوتا ہی

اور اب استعارہ بالکنایہ پورا ہوا کسواسطے کہ ثبوت شیرین کا خدنگ کے لیے اُسی کیفیت سے ہے کہ حور و ملک کی زبان کو اسواسطے کہ حور اور ملک کی زبان اس درجہ شیرین ہے کہ بات کیے بغیر شیرین معلوم ہوتی ہے مگر خدنگ کو غمزہ کے ساتھ مقید کیا اگر کمان کو بھی مقید کر سکتا خوب ہوتا اسواسطے کہ استعارہ لفظی کو استعارہ معنوی کے ساتھ ربط دیا جاتا ہے۔ (از مترجم) اس بیت کا دوسرا نسخہ یہ ہے کہ ؎ زبوس حور و ملک چون زبان شود شیرین + خدنگ غمزہ او و کمان شود شیرین بیت

بر آستانہ طبعش کسے کہ سجدہ کند ‏ ‏ ‏ ‏ زنور ناصیہ اش آسمان شود شیرین

چونکہ طبیعت کی تعریف شیرینی سے بھی کی ہے اس بنا پر مصنف کہتا ہے کہ ممدوح کی طبیعت کے آستانہ پر اگر کوئی سجدہ کرے اُسکی پیشانی آستانہ پر لگانے سے ایسی شیرین ہو جاے کہ نور ناصیہ تمام آسمان کو شیرین کر دے کسیقدر نسبت نور کی لفظ شیرین کے ساتھ ظاہر کہ ذوق مین تلخی دیتی ہے براقی اور چمک اُسکی اگر ہوتی خوب تھا۔ بیت

اگر نہ مصدر ذات تو حیگونہ تھا ‏ ‏ ‏ ‏ لبش ز زمزمہ کن فکان شود شیرین

مبالغہ اپنے سخن کی شیرینی مین کرتا ہے یعنے اگر ظاہر کے موتیون کی لڑی کو اپنے سخن مسلسل کے برابر کرون تو میری نظم کی نسبت برابری سے لڑی مین وہ اثر پیدا ہو کہ ڈورا اون موتیون کی لڑی کا شیرین ہو جا۔ بیت

بکام قافیہ سنجان ز لذت سخنم ‏ ‏ ‏ ‏ سزد کہ قافیہ شایگان شود شیرین

سب جانتے ہین کہ قول کن فکان تمام اشیاے موجودات کا مصدر ہے اسواسطے کہتا ہے کہ تیری ذات کا صدور کن فکان سے نہوتا تو قضا کا منھ کن فکان کے کہنے سے کیون شیرین ہوتا۔ بیت

اگر بگوہر منظوم نظم خود سنجم ‏ ‏ ‏ ‏ ز چاشنی گہر ریسمان شود شیرین

شایگان ایک عیب ہے قافیہ کا نام ہے اور وہ ایطا کی قسم سے ہے اور ایطا قافیون کے عیوب سے ہے جیسا کہ قافیہ کے بیان مین مفصل ذکر ہوا اور ایطا دو قسم ہے ایک ایطای خفی دوسرا ایطای جلی ایطای خفی وہ ہے کہ تکرار حرف آخر ظاہر نہو جیسے دانا اور بینا اور ایطای جلی وہ ہے کہ وہ تکرار ظاہر ہو جیسے الف نون جمع کا یاران اور دوستان کے قافیہ مین ہے معنے بیت یہ ہین کہ شعرا کے مذاق مین قافیہ شایگان جو تلخ ہے میرے سخن کی لذت سے شیرین معلوم ہو۔ بیت

چگونہ شیرین نگردد ز شکر دوست لبت ‏ ‏ ‏ ‏ ز کلک من لب معنی چنان شود شیرین

از روے ترکیب پہلے مصرع مین لب کا شیرین ہونا شکر دوست سے مشبہ بہ ہے اور لب معنی کا شیرین ہونا کلک سے مشبہ چنان حرف تشبیہ اور لفظ چگونہ جو تشبیہ کے واسطے ہے اس قسم کی تشبیہ اس محل پر لاتے ہین کہ مخاطب کو حال تشبیہ پر آگاہ کرے اور سبب تشبیہ ذہن آشنا مخاطب ہو جائی اور معنے ظاہر ہین

کجا بحسن شود با تو ہمعنان نرگس
تو چشم عالمے و چشم بوستان نرگس

قصیدہ اکبر شاہ کی مدح مین لکھا کمال اصفہانی کی تتبع سے جسنے اسی ردیف و قافیہ مین قصیدہ کہا اور مطلع قصیدہ کمال کا یہہ ہی نرگ تاجور آید ببوستان نرگس + کہ نیست برچمن تاج قہرمان نرگس + معنے یہہ مین کہ نرگس تیری خوبی کے برابر کہان ہو کہ تو جہان کے لیے چشم ہی اور نرگس فقط بوستان کے لیے آنکھ ہو۔ بیت

نہاد چشم تو مسند بہ پیشگاہ بہشت
اگر بزیرنگین یافت بوستان نرگس

مصرع دوم شرط اور اول جزا کہ مقدم ہی یعنے اگر نرگس نے باغ کو اپنے زیر نگین کیا یعنے اپنے تصرف مین لائی ہی تیری چشم نے سرداری اور بزرگی سے بہشت کے صدر مین مسند تکیہ لگایا ہی بیت

بعالم آمدہ خسرو بریج زر در کف
ز جہل نام نہادند سادگان نرگس

خسرو بادشاہ عجم کا نام ہی کہ مداین اسکا پایہ تخت تھا اُسے پرویز بھی کہتے تھے چونکہ اُسکے ہاتھ مین رعشہ تھا اس غرض سے کہ غیر کو اس سے اطلاع نہو سونے کا ایک ترنج بنا کر ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا اور فندق کی طرح جو لڑکون کے ہاتھ مین ہوتے ہین گھمایا کرتا اور آہستہ آہستہ جنبش دیتا بعضے عقلمندون نے اسمین تصرف کرکے تجویز کی کہ سونے سے ہاتھ مین لرزہ آجاسے گی اگر عطریات عود و عنبر وغیرہ سے ترنج بناکر ہاتھ مین رکھین تو مناسب ہی تب سے وہی معمول ہوگیا اور اسکو دست افشار پرویز کہا کرتے ہین۔ حاصل معنی یہ کہ نرگس زردی کے اعتبار سے کہ اسمین ہوتی ہی گویا خسرو ہی کہ سنہری ترنج اُسکے ہاتھ مین ہی نادان آدمیون نے کم عقلی سے نرگس اُسکا نام رکھدیا۔ بیت

گہے شراب گہے شربت بنفشہ خورد
ز جام لالہ کہ شوخ ست و ناتوان نرگس

اس بیت مین رعایت لف و نشر مرتب کی ہی کہ شوخ کے مناسب شراب ہی اور ناتوان کے مناسب شربت بنفشہ ہی۔ بیت

زبان طعنہ سوسن زکام چون نکشید
اگر نہ روی چمن دید در میان نرگس

نکشید فعل منفی اور نرگس فاعل اور ندید بھی فعل منفی ہی اور لفظ چون کا سوال ہی اور کلمہ روی چمن دید اُسکا جواب ہی یعنے نرگس نے چمن پر نظر کی اسلیے سوسن کی زبان طعنہ گدی سے باہر نہین نکالی کہ زبان کی نسبت سوسن کی طرف ظاہر ہی اور صاحب زبان کی طعنہ زنی بھی اشنع پس گویا سوسن نے خام طمعی سے نرگس کے حق مین طعنہ زنی کی ہی چونکہ بساط چمن کے حاشیہ نشینون سے تھی نرگس نے چمن کا منھہ کرکے اغماض کیا بیت

چمن ز سایہ سنبل بزار شب دارد　　　اگرچہ ساختہ خورشید را عیان نرگس

اس بیت مین ملا عرفی نے سایہ سنبل کی تعریف کا قصد کثرت سنبل سے کیا اور خورشید نرگس کو
نرگس سایہ کے شب مین چھپا دیا کہ اگرچہ کا لفظ اسپر واضح دلیل ہے ملا کی سہو فکر سے ہے کہ تعریف
نرگس کے موقع پر مبالغہ تعریف سنبل مین کیا — (از مترجم) — یہ اعتراض شارح کا ملا عرفی پر درست
نہین ہے اسواسطے کہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی مدح مین ہے کہ نرگس کی مدح مین لیکن اس قصیدہ مین لفظ
نرگس ردیف واقع ہوا ہے اسواسطے جسطرح ہو سکتا ہے ملا موصوف اسکے مضامین کو ہر ایک شعر
مین لکھیا ہے اور اگر تمام قصیدہ مین تعریف نرگس کی پیش نظر مصنف کی ہوتی تو بیت آئندہ مین
کیا تاویل ہو سکتی ہے — خیال کج روش سایہ بر دماغ افگند ✣ کش اوفتادہ ز سر مغز در دہان
نرگس ✣ ملاحظہ ہو کہ قیاس شارح صحیح ہے یا قول راقم ترجمہ کا — بیت

سحر کہ دیدہ گردون بشش جہت باز است　　　کند بشعبدہ تقلید آسمان نرگس

دیدہ گردون سے کواکب مراد ہو سکتے ہین اور دیدہ گردون سے آفتاب بھی ارادہ ہو سکتا ہے بار
تقدیر اول پر جب کہ دیدہ گردون سے کواکب مراد ہین خصوصیت سحر کی سب طرف آنکھ کھولنی مین
اسلیے ہے کہ شام کے وقت بخارات کے ذریے مانع زیادہ دیکھنے آسمان کے ہوتے ہین اور
صبح کے وقت شبنم سے گرد اور بخارات بیٹھ جاتے ہین اور ستارے خوب چمکدار نظر آتے ہین پس
نرگس آسمان کی تقلید بشرط کیفیت صدر کرتی ہے اور بیشک نرگس کے پھول ایسے ہی معلوم ہوتے
ہین — بیت

لباس خضر ہو شید طاس بازی کرد　　　ز تیجکان مشعبد دہد نشان نرگس

طاس بازی ایک طرح کا کھیل ہے کہ بھانمتی لوگ کھیلتے ہین چنانچہ دو ورق طاس کے ہاتھ مین
لیکر ہر ایک طاس کو باری باری سے ہوا مین اوڑا کر پھر ہر ایک طاس اوپر لیک لیتے ہین کہ ان
ان دونون سے زمین پر نہ گرے — لباس خضر کہ سبزی ہی نرگس مین متحقق ہے اور زرد کاسہ کہ بیچ
اسکے ہے گویا کہ طاش بازی کرتی ہے پس نرگس کو باوجود سبز پوشش کی بازیگر بھانمتی کہہ سکتی ہین بیت

چو غنچہ کیسہ پر از زر کن اے چمن کہ دگر　　　رساند بر در دروازہ کاروان نرگس

کلی کی طرح ہمیانی اشرفی سے بھری ہے کہ زیرہ اسمین جمع ہے پس چمن کو رغبت دلاتا ہے کہ اسباب کے
خرید کی طیاری کرو کہ نرگس کا کاروان آپہونچا — بیت

خیال کج روش سایہ بر دماغ افگند　　　کش اوفتادہ ز سر مغز در دہان نرگس

اسکی مجبوری سنے شاید عرفی کے دماغ پر سایہ ڈالا ہی کہ نرگس کے سر اور دہان مین فرق نہین کیا اور انہین سے
ایک سر یا دہان کو نرگس کے واسطے ثابت کر سکتے ہین مگر یہ تاویل کیجاے کہ مغز سر مین ہوتا ہی اور اسکا
مغز منہہ مین ہی پھر دماغ کی قید پہلے مصرع مین اس تاویل کو بھی نہین چاہتی مگر یہ کہ وہ بھی تاویل کیجاے
کہ دماغ سے وہ حیثیت نہ لین اور ضمیر شین مصرع اول و دوم مین اضمار قبل الذکر اور عائد نرگس کی طرف
ہی ابیات

اگر بصحن چمن فی المثل شجاعت او | دہد نہیب کہ ہین یاسمین و ہان نرگس
چو عکس لالہ زند یاسمین در آب آتش | چو شاخ بید کشد خنجر از میان نرگس

یعنے ممدوح کی شجاعت اگر نرگس اور چنبیلی کو حملہ کرنیکے تکلیف دی تو چنبیلی حملہ کرے جس سے عکس لالہ کے
مثال پانی مین آگ لگادی اور نرگس حملہ کے قصد سے شاخ بید کی طرح خنجر کمر سے کھینچے اور شاخ بید کی پتی
خنجر کی صورت ہوتی ہین او نہیب امالہ نہاب کا ہی اور معنے اُسکے غارت کرنا۔ بیت

سیاست تو جہان را برنگ بو دارد | ز خستگی ست چنین خرم و جوان نرگس

تیری سیاست اور تیرا انتظام جہان کو تازہ اور خوش رکھتا ہی اس سبب سے نرگس کی خستگی اسکی
خوبی کے باعث ہی اور یہ دلیل واضح ہی کہ تو جہان کو تازہ رکھتا ہی۔ بیت

ز بحر دست تو جدول نگر بریدہ کہ ہست | بجای آب ز فوارہ زر فشان نرگس

بریدہ فعل اور نرگس فاعل اور جدول مفعول ہی ہست حکم ہی اور نرگس محکوم علیہ اور زر فشان حیثیت حکم
اور فوارہ اُسکے قلم سے مراد ہی اور زر فشانی زردی اور سپیدی شکل نقرہ کے ہی۔ بیت

ز باغ لطف تو گلہا دمد کہ مے چیند | فضالہ چین نکران سوسن از میان نرگس

فضالہ چین مالی باغبان ہی اس واسطے کہ زائد روئیدگی جو بغیر بوئے پیدا ہوتی ہی اس اندیشہ سے
کہ پھولون کو نقصان کریگی نکالکر باہر پھینک دیتا ہی۔ کہتا ہی کہ تیری مہربانی کے باغ مین وہ پھول
پیدا ہوتے ہین کہ باغبان کنارون سے سوسن کو اور بیچ مین سے نرگس کو نکال ڈالتا ہی۔ بیت

مبارزان ترا از اشتیاق چہرہ و چشم | ز تیغ لالہ برون آید از سنان نرگس

تیرے سپاہیون کو بسکہ چہرہ تنگائی اور چشم دوزی کا شوق ہی تو تلوار سے لالہ پیدا ہوتا ہی اور سنان سے
نرگس نکلتی ہی کہ چشم شکل دونون دونون کے ہین۔ بیت

دیار خلق تو بی فصل آنچنان کہ خرند | برای ہیزم گلخن ز باغبان نرگس

یعنے تیرے خلق کا شہر موسم بغیر ایسا گل خیز ہی کہ نرگس کی خرید باغبان سے گلخن کے لیے کرتے ہین۔

## ۳۷ قصیدہ در نعت عرض کردہ جواب حکیم خاقانی بیت

دل من باغبان عشق و حیرانی گلستانش ازل دروازہ باغ و ابد حد خیابانش

یہ قصیدہ نعت مین عرض کیا اور حکیم خاقانی کا جواب کیا اور اعال الجواہر اُسکا نام رکھا اکثر عزیزون نے تتبع کیا ہی مگر جواب شایستہ اُسکا حضرت امیر خسرو رح نے لکھا کہ اُس قصیدہ کو مرات الفقہا کہتے ہین چنانچہ مطلع اُسکا یہ ہی ﴿ دلم طفل ست و پیر عشق استاد زباندانش ﴿ سواد لوح سبق و شلث گنج پیتانش ﴿ مطلع ملا عرفی کے معنے یہ ہین کہ میرا دل باغبان عشق ہی اور حیرانی اُسکا باغ ہی یعنے دل عشق کا باغبان ہوا تو حیرانی کے سوا دوسرا باغ اُسکے لایق نہین ہی اور ہوسکتا ہی کہ ضمیر شین پہلے مصرع مین عشق کی طرف راجع ہو بہر تقدیر باغ ذکر گلستان کے پیچھے عجب ہی جز یہ اُسمین تاویل نسبت جز کے کل کے ساتھ کیجاے ما حاصل یہ کہ ازل جسکی ماہیت لا بدایہ لہی عشق کے باغ کا دروازہ ہی اور ابد جسکی حقیقت لانہایہ لہی اوس باغ کی کیاری ہی بیت

گلے کز خرمی وی را بخنداند خزو دی ﴿ نہ آن گل کز و داغ شاخ گرداند زمستانش

عشق کے باغ کا پھول ایسا کہ ہمیشہ کی شگفتگی سے دی کو جو خزان کا مہینا ہی مثل فروردی کہ بہار کا مہینا ہی خندان اور شگفتہ کردے نہ ایسا پھول کہ سردی کا موسم اُسکو شاخ سے علاحدہ کردے یعنے زمین عشق کی نباتات فنا نہین ہوتی اور گلین پاے صفت ہی بیت

اگر سر در ہوا گرد دکسی بار ہی وران وادی کہ گرد در چہ فتد ہمدرد باشد ماہ کنعانش

ترکیب مین گرد د فعل اور لفظ کس فاعل اُسکا اور کلمہ سر در ہوا حیثیت فعل اور بار ہی کے لفظ سے آخر مصرع دوم تک جزاے شرط اور کاف دوسرے مصرع مین حرف بیان اور کس پہلے مصرع مین اُسکا اور ہو سکتا ہی کہ وادی اسکا مبین ہو اور ضمیر شین کس کی طرف راجع ہی اور ماہ کنعان کنایہ یوسف علیہ السلام سے ہی خلاصہ معنی کا یہ ہی کہ اگر کوئی آوارہ یعنے صاحب عشق ہو اور عشق کے جنگل جاے تو چاہیے کہ اُس جنگل مین ہو کہ عشق کے صدمے سے اگر وہ کنوئین مین جا پڑے یوسف اُسکا رفیق غمخوار ہو اور سمجھو کہ یوسف ایسا پورا چاند حسن کا ہمدرد ہو اُسکا رتبہ عشق مین کسقدر ہوگا بیت

بموج الفہ بخنداند حسن آفتاب ما ﴿ مگر بیند گریبانش مگر یابد بہ ریانش

ترکیب مین بخنداند فعل اور بقضاء قدر فاعل اُسکا اور حسن آفتاب ما مفعول اور مگر کا لفظ معنی استثنا کا ہی اور کلمہ بیند گریبانش مستثنے الا اور جملہ منفیہ کا مضمون مصدر مستثنیٰ منہ ہی اور ضمیر شین

راجع ہی جانب عیسے علیہ السلام کے یعنے جب تک عیسے کو گریبان اور بریان نہ دیکھین ہمارے آفتاب کے حسن کے دیکھنے کے قابل متصور نہون ـ بیت

کسے کز علم منطق دم زند بی عشق نشاید کہ لشماری بدون تہاب فصل حیوانیش

یعنی انسان کا جنس حیوان مین داخل ہی اور جب فصل یعنے ناطق حیوان کے ساتھ ذکر کرین انسان غیر انسان سے علاحدہ او ممتاز ہو اور معنے یہ کہ جو شخص علم منطق کا دعوی عشق بغیر کرے باوجودیکہ جنس اُسکی فصل سے نسبت رکھتی ہو یعنے اسکو حیوان ناطق کہتے ہون اُسے حیوان مطلق سمجھنا چاہیے پس معلوم ہوا کہ عشق ایسی فصل ہی کہ انسان کو افراد حیوان سے باہر لاتی ہی اور ضمیر شین کی کسے کی طرف راجع ہی ـ بیت

محبت درس معنی گوید افلاطون مطلب کو کہ صغری خندد و کبری فرو گرید بہ برہانش

علم منطق مین صغرے او کبرے دو قضیہ یعنے دو جملہ ہین کہ چارون شکل برہان کے مادہ ہین حاصل معنے یہ ہی کہ محبت معنے او حقیقت کا وعظ کہتی ہی مطلب کا افلاطون کہ وہی مطلب ہی کہان ہی کہ مقدمہ صغرے اُسکے مزخرفات پر ہنستا او تمسخر کرتا ہی اور مقدمہ کبرے کا اُسکے قبول نکرنے کی حالت دیکھکر روتا ہی خلاصہ یہ کہ جہان محبت بیان معنی فرماتی ہی مطلب جو ایک افلاطون ہی مجہول او نارسا ہی اور ترک مطلب جو سبق محبت کا ہی مثل مطلب او مقصود کی ہی اور بعضے نسخون مین افلاطون اور مطلب کے درمیان واو عاطفہ دیکھا گیا اس صورت مین افلاطون او مطلب مراد ہونگے اور پہلی تقریر بہتر معلوم ہوتی ہی واللہ اعلم از مترجم نسخہ اول صحیح ہی ـ بیت

بہ بخوری کسی ار زد کہ مرگ بیزارند لذت در آن مردن بود صاحب عزا صد عید قربانش

یعنے بیماری کے سزاوار وہ شخص ہی کہ جب وہ مرے اُسکے مرنے مین ماتم کہ زیادہ لذت دار ہونے سے سو عید الضحے اُسکے ماتم دار ہون یعنے عید قربان ایک بڑا دن ہی جان سے گذرنے کی کیفیت جو ہمیشہ کی خوشی ہی اُسمین موجود ہی اس معنی مین لذت کے کلمہ کو دوسرے مصرع سے نسبت دینی چاہیے ـ بیت

بران شاید کشودن چشمہ معنے کہ چون ریزی فشانی قطرۂ ذوق افگند در قعر عمانش

یعنے معنی کا چشمہ اُس شخص پر جاری کرنا چاہیے کہ جو ایک قطرہ چشمے کا اُسپر گرایا جاے تو اُس قطرے کا ذوق دریا کے قعر مین اُسے ڈالے تو یعنے جزو کے دریافت سے کل کا جویا او متجسس ہو ـ بیت

چو لرزش تیغ بردارد چہ جای سدرہ و طوبی کہ گرد و عرش و کرسی حرف تابو شہید انش

یعنے اسکی ناز کی تلوار اسقدر عاشقون کو کثرت سے قتل کرے کہ عرش اور کرسی اُس تیغ سے مارے ہوؤن کے تابوت مین خرچ ہو جائین سدرہ اور طوبٰی کا کیا ذکر ہی اور زیادہ اور عظیم ہونا عرش اور کرسی کا سدرہ اور طوبٰی کی نسبت مقتضی ہی کہ اُسکی تیغ ناز کے کشتہ کثرت سے ہین اور اُن کشتون کی عزت کی طرف بھی اشارہ ہی کہ جنکے تابوتون مین عرش اور کرسی خرچ ہون ــ بیت

فشاندم ہمدازل گردی ز دامن این ہان بنیم ــ کہ نامش عالمست و می کشد در دیدہ خاقانش

یعنے عالم جو بادشاہون کی آنکھ مین جگہ کیے ہوے ہی اور اُنکے دلون مین عزیز ہی وہ ایک گرد ہی کہ مین نے روز ازل مین اپنے دامن سے جھاڑ ڈالی تھی ای پہلے ہی اُسکو ترک کر دیا تھا ــ بیت

ببال عافیت تاکی بہ پرواز آوری دل را ــ بہل کن تا باوج زمہر آریم پر افشانش

یعنے عافیت کے زور بازو سے دل کو پرواز دینا اہل سلامت کی عادت ہی نہ ارباب عشق کی بس کتا ہی چھوڑ دو اُس پرند کو تا کہ اوج زمہریر مین لیجا کر اُسے پژمردہ او ہلاک کرون جو پرند کہ زمہریر کی بلندی تک پہونچے ظاہر ہی کہ افسردہ اور مرجھا جائیگا اور کلمہ بہل کا خود امر ہی لفظ کن کا حسن نہین رکھتا اور بعضے نسخ مین باوج کی جگہ زاوج اور بجاے پر افشان کے بریان لکھا ہی در نیصورت اوج زمہریر سے کرہ اثیر یعنے کرہ آتش مراد لینا چاہیے کہ زمہریر سے اوپر ہی ۔ از مترجم ــ زمہریر سے اثیر مراد نہین ہو سکتا دونون کرہ جداگانہ اور باہم ضد اور مخالف ہین اور بحل خاے حطی سے ہی ذبابہ ہونے سے تحریف کاتب کی ہی جو اصل اُسکی بائ ہونے سے ہو جیسا کہ صاحب غیاث اللغات نے اسکی تحقیقات کی اور صاحب بہار عجم لکھا ہی کہ بحل بکسر اول و فتح دوم بخشیدن خون و جز آن و بالفظ کردن مستعمل ملا اشرف سہ خون ملم خوردی و کردم حلال + جان زتیم بردی و کردمت بحل + انتہی ــ میرے نزدیک توجیہ شعر کی یہ ہی کہ عافیت یہان پر مقابل عشق ہی اور کرہ زمہریر شدید البرودہ ہی یعنے امن امان اور عافیت اور سلامت کے بال سے دل کب تک اوڑاتا اور صدمات ہلاکت سے بچاتا رہیگا اور کیا حاصل تجھے اس عمل سے ہوگا مجھے خون معاف اسکا کر دو اور پھر دیکھو کہ عشق کی سوزش سے وہ حرارت دل مین پیدا کردون کہ ایک دفعہ بلندی کرہ

زمہریر پر چڑھ جاے تو وہان سے بھی جل بھنکر آے ــ بیت

پریشان دیدہ این کوی سلیمان مجازی را ــ زبام ہوش سر بر کن کہ رنگین بیدہم شانش

ارباب غفلت کو حال دنیا سے آگاہ کرتا ہی کہ اُسے تو نے پریشان دیکھا ہی کبھی ہوش و حواس اور غور سے نگاہ نہین کی عقل کے بالاخانہ پر چڑھ کر دیکھ کہ اس عالم ظاہر کو رنگین دکھلاتا ہون اور یہ ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کہا ہی ۔ از مترجم ــ فقرہ آخر خلاف قرینہ مقام اور مضمون بیت بالا ہی اور یہ کلام ہزلاً نہین ہلکہ

جدا ہو گیا لاتخفی — بیت

امام شہر یعنے ہادی بادردم مردن شہادت بر زبان راند مبارکباد ایمانش

زمانے کے مرشد کہ ریاکاری سے لوگون کو گمراہ کرتے ہین اُنکی ہجو کرتا ہے اور طعنہ سے کہتا ہے کہ مرتے

وقت کلمہ پڑھتے ہین اور ایمان اُنھین مبارکباد دیتا ہے — بیت

لب داؤد و مستی می نہد بر سینہ نغمہ دل تنگم ہمانا گر دلب میکرد افغانش

داؤد کا ہونٹھ نغمہ کی چھاتی پر ہاتھ رکھتا ہے یعنے اُسے چپ کرتا ہے کہ میرے دل تنگ کے ہونٹھون پر فغان

اور شور جوش کر رہا ہے اور داؤد باوجود خوش الحانی کے چپ ہو کر سُننے کی طرف مائل ہے اس بیت مین

دست لب ایسا استعارہ ہے کہ جیسے کے منھ پر طمانچہ مارتا ہے — بیت

سلامت را بدار ہستی ہر بیکسی شناسے کہ فرمان می دہد در کشور دلہای ویرانش

ہستی کا قبول کرنا اُس بادشاہ کا کام ہے کہ ویران دلون کی ولایت کا حاکم ہے اور دلہائے ویران سے

مراد اولیا ہین اس اعتبار سے کہ محبت دنیا سے خالی ہین از مترجم — شاہ سے مراد عشق ہے اور

دلہائے ویران سے دلہائے عشاق جنھین معشوق کے سوا اور کچھ نہین اور معنی یہ ہین کہ عشق سلامتی کا

دشمن ہے جہان اُسکو پاتے نیست اور نابود کر دیتا ہے — بیت

دلت ریش ست رو زنجیر الماسش بہر مونہ مکن در گشت عیش آباد و شفا خانش منہ

عاشقانہ نصیحت کرتا ہے کہ اگر دل زخمی ہے الماس سے کہ وہ رنجوری پسند کے زخم کا مرہم ہے زنجیر اُس

دل کی ہر ایک بال مین ڈال یعنے خوب ہلاکت مین لا او عیش آباد کی سرای مین کہ تن پرستان

عافیت دوست کا مقام ہے علاج قبول کرینگے شفا خانہ مین نہ لاؤ اور گشت فارسی کاف سے سیر

کے معنے ہین — بیت

زایمان گر دلت آسیب بیابد بد پرش بر کہ بربندد حرز کفر بر بازوی ایمانش

یعنے ایمان سے اگر تیرے دل کو صدمہ پہونچے تو بت خانہ مین اُسے لیجا کہ تعویذ کفر کا اُسکے ایمان کے

بازو پر باندھدین اور آسیب سے نجات اور شفا دین کسواسطے کہ کفر عشق حقیقی بہتر اسلام

ریائی سے ہے اور اس بیت مین ملا عرفی نے آسیب زدون کی سی بات کہی ہے یعنے مناسبت تھا

کہ تعویذ کو آسیب زدہ یعنے دل کے بازو پر باندھ دیتا اور اُسنے آسیب زن یعنے ایمان پر باندھا کہ

از مترجم — ایمان بالفتح سوگند یا قوتہا ۱۲ منتخب مین خلاف بسیار دقوت و سوگند ایمن و ایمان

جمع ۱۲ صراح ایمان بالفتح سوگند یا قوتہا و دستہای راست ۱۲ غیاث میرے نزدیک اس بیت کا

قافیہ ایمان بالفتح جمع ہین بمعنے دست راست کی ہو جسپر تعویذ باندھتے ہین نہ ایمان بالکسر اور نہ ایقان جو
شارح نے بیان کیے اور ایمان صیغہ جمع بمعنے یمین مفرد کے لینا چاہیے جیسے کہ حور صیغہ جمع بمعنے مفرد
فارسی مین مستعمل ہو یا کہ اطلاق اسکا بصیغہ جمع یمین و یسار دونون پر تغلیبا ہو جیسے مشرقین اور مغربین
اگر بجاے لفظ ایمان ایقان ہو تو بہت خوب ہو یہ شاید تحریف کاتب ہو — بیت

ہم از کان رخنہ در کشتی کن از طوفان تنگ آبا      دران دریاے بی ساحل کہ تسلیم است پایانش

یعنے اگر دریای طوفان مین کہ محل ہلاکت ہو جوش کم ہو تو کشتی مین پلک سے سوراخ کر اور یہ غیر ممکن ہو
یعنے ہر چند ڈوبنے کا امکان نہووے پھر بھی اپنے تئین غرق کر دے اس دریاے ناپیدا کنار مین جسکا
پایان تسلیم ہو اور وہ دریاے معرفت ہو — بیت

دل از حسن عمل ستان و بشکن در کف عصیان      بعصمت ہر کہ نازد معصیت دان ترک عصیانش

یعنے دل کو حسن عمل سے اٹھا لے یعنے غرور سے اسکو خلاصی دے غرض ہر چند دل نیک کام کرے
اسپر بھروسا کر اور گناہ کے ہاتھ مین اسکو شکستہ کر یعنے گناہ کی تہمت اسپر رکھ اسواسطے کہ جو شخص
پاکدامنی اور پارسائی پر افتخار کرے ایسی عصمت خود گناہ ہو — بیت

بنوش آن می کہ گر آئینہ گردد کفر و ایمان را      بچشم ہم امام و برہمن گردد حیرانش

یعنے شراب پیے تو ایسی شراب پی کہ اگر کفر و ایمان کے لیے آئینہ بنے تو امام برہمن کی آنکھ مین
اسکی حیران ہون اور امام برہمن کی آنکھ مین حیرت زدہ ہو جاے یعنے نشہ کے اثر سے کفر و
ایمان کی ماہیت اسپر روشن ہو جاے اور جانین کہ دوئی منظور نہین — در چشم ہم بمعنے بچشم ہمدگر — بیت

سفال از بہر می جستم درین ہر شبان ناگہ      خضر بر سنگ دامان زد سبوی آب حیوانش

یہ بیت ابیات نعت مین داخل ہو اور بعضے نسخون مین مصنف کے ابیات فخریہ مین دیکھی گئی اور
اس صورت مین ضمیر شین بمعنے خود کہنی چاہیے اور باقی تقریر معنی واضح ہو اور بتقدیر اول یہ معنی ہو
ہین کہ مین شراب کے لیے ٹھیکرا یعنے مٹی کی ٹوٹے برتن کا ٹکڑا تلاش کرتا تھا کہ اچانک فنا ایجا
مین حضرت خضر آئے اور سنگدلون پر حقیقت محمدی کی حقیقت کا ٹکڑا دے ٹیکا ای سخت دل بخیرہ
کو آب حیات سے زندہ دل کر دیا یعنے ہم بخبر سفال کے تلاش کرنے والون کو ٹکڑا آبحیات کا دیا یہ بیت
معنی بھی تکلف سے بنائے جاتے ہین ورنہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہو مصنف نے بیشک معنے کے موتی کو
پتھر پر مارا اور ٹھیکری کو موتی کی جگہ پرویا ہو ازمصر حیم — یہ بیت موزون نعت مین نہین اور
نہ معنے اسکے درست ہوتے ہین پس نعت کے ابیات مین داخل ہونا غلطی کاتب ہو مصنف پر

الزام اسکا خلاف انصاف ہی اور بیت فخریہ ہی **بیت**

گلستانی ہمای فیض او در زیر پر دارد کہ من تازد بزاغی ہدہد و روح سلیمانش

گلستانی مین یائے توصیفی ہی اور ہمائے فیض مین اضافت بیانی اور یہ مرکب اضافی فاعل ہی دارد کا اور گلستان مفعول مقدم ہی اور زاغی مین یائے معروف مصدری ہی اور روح سلیمان مین اضافت لامی اور ضمیر شین کا مرجع گلستان ہی اور معنی یہ ہین ایسا باغ ممدوح کے فیض کا ہما اپنے پرون مین رکھتا ہی اسکے زاغ ہونے پر ہدہد اور روح سلیمان کو افتخار ہی (از مترجم) گلستانی جو موصوف ساتھ یائے توصیفی کے ہی اسکی صفت مصرع دوم ہی اور ہمائے فیض مین اضافت تشبیہی ہی نہ بیانی اور ضمیر شین جو راجع گلستان کی طرف ہی ترکیب مین مضاف الیہ زاغی کیا ہی **بیت**

بہشتی نزہت گلگشت او دارد کہ بر ساحت زطوبی باج میگیرد پی بازیچہ ریحانش

ترکیب اس بیت کی بیت سابق کے طرز پر ہی اور تقریر معنی کی یہ ہی کہ جناب پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیر اور تفریح کا ایسا بہشت ہی کہ ریحان اسکا کھیل کے لیے طوبے سے محصول لیتا ہی **بیت**

گل رحمت بود خودرو گیاہ گلشن طبعش صفت امکان بود حق ناشناس نعمت نشوش

یعنے رحمت کا پھول ایک خودرو گھانس ہی جو اسکی طبیعت کے باغ کی ہی اور چونکہ خودرو گھانس کثرت سے ہوتی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ممدوح کی طبیعت مین رحمت کثرت سے ہی اور دوسرے مصرع مین کہتا ہی کہ موجودات ہستی اسکی حق شناسی کی استعداد نہین رکھتی اس سبب سے اسکی نعمت نہایت درجہ افزونی پر ہی (از مترجم) گلشن مین ہر طرح کے درخت عمدہ پھولون کے ہوتے ہین جنکی پرورش اہتمام سے ہوتی ہی اور گھانس ایک بیقدر رویئدگی ہی جسکو کوئی نہ بوتا ہی اور نہ کوئی اسکی پرورش کرتا ہی پس اس بیت مین رحمت کی صفت کو گھانس سے تشبیہ دینے مین یہ معنی ظاہر ہوتا ہی کہ جس باغ کی گھانس صفت رحمت ہی تو اسکے پھولون کے درخت کس قدر اعلے درجہ کے صفات ہونگے **بیت**

ندارد سادہ زین بختی کہ نظم لامکان سیرم گذار قافیہ ہرگز نیفتادہ بسلمانش

اپنے فخر مین مصنف کہتا ہی سادہ ایک شہر ہی جہان سلمان ساوجی رہتا تھا اور لفظ زین بمعنی از این اور لامکان سیر صفت نظم کی ہی یعنے میری نظم بلند سے جو لامکان کی سیر کرتی ہی شہر سادہ کو نصیب نہین ہوا اسواسطے کہ میرے شعر مین راہ تنگ سے گذار قافیہ کا سلمان پر نہین ہوا اور یہان

ضرورت مطلب کی بھی وارد کیے اور ضمیر شین راجع نظم کی طرف ہے۔ (از مترجم) اس بیت مین
تعقیدات کے سبب فہم معنی مین شاید وقت ہوا ور تقریر معنے شارح بھی صاف نہین اسواسطے
اصل عبارت متن کی لکھی جاتی ہے سا وہ ازین بخشی ندارد کہ گذار قافیہ نظم لا امکان سیر من بر سلمان
ہرگز نیفتادہ است

## ۱۶۱ قصیدہ در موعظت گفتہ بیت

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائی ۔۔۔ دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائی

یہ قصیدہ بھی مصنف نے خوب کہا ہے اور معنی ظاہر ہین کہ جوانی گئی اور تو اب تلک جوان اپنے تئین
سمجھتا ہے اُس ملک مین کہ تو پیدا ہوا اور وہ غفلت اور نادانی ہے ابھی تک اسمین تو ہے یعنے تو بڈھا
ہوا اور لڑکائی کی غفلت کو تو نہین چھوڑتا ۔۔۔ بیت

اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خویش ۔۔۔ بجاہ ویل در افتی و دیدہ نکشائے

یعنے اگر اپنے تئین آئینہ مین دیکھے تو اپنی بدصورتی کی شرم سے ایسا رم اور وحشت کرے کہ گویا
مین دوزخ کے جسکا نام ویل ہے گرے اور پھر بھی تو آنکھ نہ کھولے کہ ایسا نہو پھر بھونڈی صورت
نظر آجاے ۔ بیت

ہزار مغلطہ دارد در آستین زنہار ۔۔۔ کلاہ گوشہ دانش بعشق ننمائی

یعنے عشق ہزار طرح کے فریب اپنے پاس رکھتا ہے اُسے ہرگز عقل کا کلاہ گوشہ نہ دکھلا یعنے عقل
عشق کے پاس نہ جانے دینا کہ عقل کو اُچک لیجائیگا اس بیت مین واعظون کے طریقہ پر نصیحت ہے
کہ عقل کو عشق سے محفوظ رکھنا چاہیے ۔ بیت

شکستہ اند دوا شان ہمان شکستگی ست ۔۔۔ تو تندرستی و بر مومیاے افزائی

یعنے کاملون نے اپنے تئین توڑ ڈالا ہے اور اپنی شکستگی کا علاج نہین کرتے بلکہ زیادہ شکستگی چاہتے
ہین اور تو اے نادان تندرست ہے اور تن پروری کے شوق سے مومیائی کا نہ لے ضرورت
استعمال کرتا ہے ۔ بیت

سپہر بیضۂ عنقا بود کنون دریاب ۔۔۔ کہ تو بدعوی ہستی چہ ژاژ میخائے

یعنے آسمان باوجود اس عظمت اور تاثیر کے جو تمام عالم کے موجودات مین اُسکی ہے عنقا کا انڈا
لینے کا معدوم ہے غور کر کہ تو جو دعوے ہستی کا کرے یہ ایک بیہودہ بات ہے بیت

ہمہ بہشت بجو قرب دوست ہم طلبی است — قدم فراز ترک نہ چہ گرم سودائے

مصنف بہشت مانگنے سے روکتا ہے اور کہتا ہے کہ بہشت کے مقام سے قدم بڑھا کر آگے رکھ کیا تجھے سودا ہوا ہے دوست کا قرب ایک بڑی چیز ہے چاہیے کہ تو اسکی طلب کرے۔ جنسے میں یای تقسیم ہے اور فراز کے کئی معنے ہیں یہاں آگے کے ہیں اور لفظ ترکا جو فراز کے ساتھ ہے تفضیل کے واسطے اور حرف کاف کہ ترک میں ہے تصغیر کے لیئے اور گرم سودا وہ شخص جو نہایت چاہت سے سودا کرے۔ بیت

چہ عذرہا کہ موجہ نہی معاصی را — بجوش لعاب و ہانت کہ قند مینائے

تمام عرصہ محشر مگس فرو گیرد — اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی

یہ دو بیت قطعہ بند ہیں یعنے تو گناہ کرتا ہے اور عذرہائے استوار طیار رکھتا ہے اور وہ معذرت گویا ایسی ہے گویا کہ تو قند چکھ رہا ہے اور رال اسکی تیرے منہ سے گرتی ہے اسکو تو چکھ یعنے واپس لے حاصل یہ گناہ سے باز آئیں تو اگر تو قیامت گاہ میں ایسی شکر فروشی یعنے عذر داری کریگا تو مکھیاں تمام میدان حشر کو گھیر لینگی یعنے مکروہ معلوم ہوگا اسواسطے کہ مکھیوں کا کسی مقام پر کثرت سے ہونا کراہیت کی علامت ہے۔ بیت

عصا ز کف بنہ و تکبیر فتح خوان و برو — کہ نشنود ز تو ہمت کہ ناتوانائے

لاٹھی ہاتھ میں لینی علامت کمزوری کی ہے کہ ہمت اسطرح معذور نہیں رکھتی اسواسطے کہتا ہے کہ لاٹھی ہاتھ سے رکھدو یعنے کمزوری کے اسباب چھوڑ دو اور فتح مقصود کے لیے اللہ اکبر اللہ اکبر کہو اور اپنا راستہ لو اسواسطے کہ ایسا نہو ہمت تیرے عذر ناتوانی کو قبول نکرے اور پھر مشکل ہو اور کچھ بن نہ پڑے۔

## قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیم گفتہ بیت — ۱۰۲

دگر سفر طبیعت بباز آگاہی — بعالم ملکوت ست محملش راہی

یہ قصیدہ شاہزادہ سلیم کی تعریف میں ہے اور محمل کا ذکر سفر کے لیے استعارہ تخییلیہ ہے اور لفظ دگر کا جو ابتدا ر کلام میں لائے ہیں وہ اول کے مقابل نہیں یعنے آگاہی کے ساتھ نہ غفلت سے سفر طبیعت کی سواری عالم ملکوت کو روانہ ہوئی یعنے طبیعت نے عالم ملکوت کا سفر عقل کامل کے سامان سے اختیار کیا ہے۔ بیت

ہمی رود بجز بداری جواہر قدس — ز بہر تحفۂ درگہ انہ گوہر شاہی

لفظ ہی کا لانا پہلے مدعا کے قبول کا اثبات ہی اور رد و فعل اور سفر طبیعت کہ پہلی بیت مین مذکور ہی فاعل اسکا اور خریداری جواہر کا ذکر سفر طبیعت کے لیے استعارہ ترشیح اور یکدانہ گوہر وہ موتی ہی کہ سیپ مین ایک ہی ہو اور وہ بیش قیمت ہوتا ہی یعنے طبیعت کا عالم ملکوت مین جانا جواہر قدس کی خریداری کے لیے ہی تاکہ گوہر بیش بہا حضور شاہی مین بطور تحفہ پیش کرے — بیت

طراز دولت جاوید شاہزادہ سلیم  کہ یافت بازوی او صولت ید اللّٰہی

شاہزادہ سلیم موصوف ہی اور طراز صفت مقدم اور یہ موصوف بدل ہی یکدانہ گوہر کا جو بیت سابق مین ہی اور مصرع ثانی صفت ثانی یعنے گوہر یکتاے شاہی شاہزادہ سلیم ہی کہ زینت دولت جاودانی ہی اور اُسکے بازو نے منصب حملہ دست قدرت الٰہی کا حاصل کیا ہی — بیت

ستودہ کہ بعنوان نامہ و مفتش  حسود او بتصور نوشتہ جم جاہی

لفظ ستودہ کا جو بیت کے شروع مین آیا اس طرح سے کہ صفت کی تعظیم اس سے نکلتی ہی اور کا بعد اس تعظیم کو بیان کرتا ہی اور قاعدہ ہی کہ حاسد بڑے لقب کے سوا محسود کے حق مین نہین سوچتا اور اگر تعظیم کا لقب اُسکے تصور مین اوے تو یہ تصدیق اُسکی عظمت کی ہی معنی یہ ہی کہ شاہزادہ ممدوح ایسا ستودہ اور ممدوح ہی کہ سرنامہ تعریف پر اسکو حاسد جم جاہ تصور مین لکھتا ہی اور عنوان کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ نامہ کے اندر زیادہ اس سے بہت کچھ تعظیم اور تکریم کے الفاظ مبالغہ کے ساتھ لگے ہونگے جب حاسد کا یہ حال ہی تو خیر خواہون کے القاب اور آداب جسمین عظمت اور شان شوکت کے ساتھ ہونگے اُسکی حد و غایت نہین ہی — بیت

زہے ضمیر تو پاک از عبور سہو و خطا  چو زمرۂ ملکوتی ز مخطے و ساہے

اس بیت مین ممدوح کے دل پر صواب کی تعریف ہی اور زہے کلمہ تحسین ہی جیسے دیکہ اور جبذا وغیرہ مخطی اسم فاعل باب افعال سے اور ملکوتی مین یاے نسبت اور ملکوت مثل لغوس مین کچھ سہو و خطا جو لوازم عنصریات سے ہی منزہ ہین اور زمرہ ملکوت مشبہ بہ ضمیر مشبہ اور وجہ شبہ سہو و خطا سے پاک اور تقسیم سے معنے ظاہر ہی بیت

چو خلق و راے تو آتش فروز و بر شوند  سزد کہ دود کند عنبری شر ماہی

تعریف خلق کی خوشبو سے اور راے کی روشنی سے کرنے مین معنے تیرے خلق اور راے اگر زمانہ مین آگ روشن کرین یعنے اُسے مشعل کرین تو اُسکا دھوان عنبر کا کام دے اور چنگاری اُسکا چاند کا ٹکڑا نظر آئے اور عنبری و ماہی مین یاے مصدری ہی بیت

حسود جاہ تو در تنگنای غم بردم ۔۔ فراق نامہ نویسد بمرگ ناگاہے

فراق نامہ طالب مطلوب کو لکھا کرتا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ ای ممدوح تیرے مرتبہ کا حاسد غم کے سبب مرگ ناگہانی کا مشتاق اور طالب ہی یعنی جلد مرنے کا آرزومند ہی ۔ بیت

چو ظل جاہ برارقام ہندسی فگنی ۔۔ بدون صفر بود پنج فرد پنجاہی +

جاہ کی تعریف جسطرح بلندی سے کرتے ہین افزونی سے بھی کرتے ہین اور صفر سے مرتبہ عدد کا زیادہ ہوتا ہی بقدر دس گونہ کے یعنے ایک سے دس اور دس سے سو ۔ کہتا ہی کہ تیرے مرتبہ کی پرچھائین اگر اعداد پر گرے تو بدون صفر دینے کے پانچ کا عدد اُسکے اثر سے پچاس ہو جاے

| ۸۹ | قصیدہ در موعظت واقع شدہ بیت | |
|---|---|---|

بسعی گوہر اندیشہ راز دین نکشای ۔۔ کلید موم سر قفل آہنین نکشاے

یہ عمدہ قصیدہ نصیحت مین لکھا ہی اور تقریر یعنی یہ ہی کہ دین کا راز اندیشہ کی کوشش سے نہ کھولو اسواسطے کہ سعی اندیشہ موم کی کنجی ہی یعنے نرم اور سہل اور دین کا راز لوہے کے قفل کے مثل سخت ہی بیت

بہشت زار مقام در از دستان ست ۔۔ در مشاہدہ بر روی میوہ چین نکشای

زار فائدہ کثرت کے معنی کا دیتا ہی جسپر واقع ہو اُسی کی کثرت مقصود ہوتی ہی جیسے گلزار لالہ زار یعنے بہت گل اور بہت لالہ اسی طرح بہشت زار یعنے بہشتون کے معنی مین ہی و دراز دستان کنایہ حریصان سے ہی یعنے بہشت کا طالب ہونا خاصون کا کام ہی مشاہدہ معشوق حقیقی کا دروازہ میوہ چننے والون پر کہ حریص ہین نہ کھولنا چاہیے اور بعض نسخے مین زار کے بجاے راز دیکھا گیا اور لفظ بہشت کا آخر مصرع اول ہین اس صورت مین بہشت مضاف جانب راز ہوگا اور بہتر ہی کا تبون کی تحریف معلوم ہوتی ہی (از مترجم ۔ جو نسخہ شارح علیہ الرحمۃ نے اختیار کیا اور اسکے معنی بیان کئے اُسے اندازہ راے شارح کا معلوم ہوتا ہی میرے نزدیک نسخہ مختار بمعنی ہی اور اصل نسخہ ثانی ہی) بیت

ہنوز در رحم ست آنکہ طبع دایہ اوست ۔۔ بروی سر ازل دیدہ جنین نکشای

رحم محل جسمین نطفہ منتقل ہوتا ہی اور وہ نطفہ چند روز مین بچہ بنجاتا ہی اور اُسکو فارسی مین زہدان کہتے ہین اور جنین بفتح جیم عربی وہ بچہ ہی کہ پانچ چھہ مہینے کا پیٹ مین ہو اور تقریر یعنے یہ ہی کہ جو شخص طبیعت کی دائی کے گود مین پلتا ہی زہدان مین ہی دنیا مین نہین آیا یعنے بہت غافل ہی چاہیے کہ ایسے بچے کے سامنے اسرار ازلی بیان نہ کئے جائین ۔ بیت

بران گرہ کہ زند بر دلت نہفتن راز　　بکاوش نفس تیز و اپسین نکشائی

نہفتن راز فاعل اور گرہ مفعول فعل زند کے ہین یعنے جو گرہ کہ اخفار راز نے تیرے دل مین لگائی یعنے جو راز قابل اخفا ہو اُسکو نہین چاہیئے کہ آخر وقت کی تیز سانس سے تو کھولے یعنے جانکنی کے وقت کے سانس تیز اور جلد جلد چلتی ہو اور بات کا منھ سے نکالنے کا امکان ہو وہ راز ظاہر نکرو — بیت

خدنگ طعنہ ہمت نشانہ مے طلبد　　مشبک مژہ بر روی حور عین نکشائی

خدنگ طعنہ اور طعنہ ہمت اضافت لامی کے ساتھ ہین (نہین اضافت تشبیہی ہین) اور مشبک سوراخدار چیز کو کہتے ہین اور وہ اسم مفعول باب تفعیل کا ہی اور مشبک مجرد بمعنی سوراخ کے ہی یعنے ہمت اسی تاک مین رہتی ہی کہ جو کوئی ماسوے اللہ کا مشاہدہ کرے اُسپر طعنہ کا تیر چلاے پس چاہیئے کہ تو ہرگز غرض پر نظر نکرے کہ ہمت سے دور ہو جائیگا اور پلک کو بہت پاس پاس ہونے بال کے سبب مشبک کہا گیا (اسمین بھی اضافت تشبیہی ہی) — بیت

اگر دلت ز خرابی عافیت تنگ ست　　ہزار گونہ عمارت بہل ہمین نکشاے

یعنے تیرا دل اگر عافیت کی خرابی سے تنگ ہی مناسب ہی کہ ہزار طرح کی آبادی جو عافیت کے کام آوین سب کو دور و دفع کر اور یہی نہ کھول یعنے اسی دل تنگ کی وسعت پسند نکر — بیت

دریچہ کہ غمی سر برون بیارد ز ان　　بروی صرفہ کار دل حزین نکشائی

صرفہ بمعنی نفع یعنے جس کھڑکی سے غم کی صورت نظر نہ آوے غمگین دل کے فایدہ کے منھ پر نہ کھول یعنے دل کا فائدہ خوشی مین خیال نکر — بیت

محل شناس طرب باش یعنے آن عیست　　کہ گرد غم ننشیند برخ جبین نکشائی

خوشی کا موقع معلوم کر کہ کہان ہی اور پھر مصنف نشانہ ہی اسکی کرتا ہی کہ جہان غم کی گرد منھ پر نہ پڑے یعنے غم پیش نہ آوے چاہئے کہ تو شگفتہ نہ ہو جبین کشودن شگفتہ ہونا ہی حاصل یہ کہ طرب کا محل غم ہی — بیت

اگر نہ مرد رہے زحمت وجود ببر +　　ز آسمان در تشنیع بر زمین نکشائی

یعنے اگر تو سالک نہین ہی تو وجود کا قصد لیپسند کر اسواسطے کہ جوانمردون نے ترک وجود کیا اور اسکی رعایت کو بالکل زحمت سمجھے آسمان سے طعنہ کا دروازہ زمین پرست کھولو یعنے اگر زحمت وجود اُٹھائیگا تو آسمان سے طعنے نازل ہونگے کہ تیرے باشندہ تن پرور ہین (از مترجم بعض نسخون مین یہ ہی اگر تو مرد رہے زحمت وجود مبر اور حاصل دونون نسخون کا ایک ہی ہی آسمان اور زمین سے

ل اسکے مراد ہین جیسے ظرف سے مظروف مراد ہوتا ہی اور وجود سے مراد بدن اور زحمت اسکی اٹھانی بدن کی پرورش اور نگہداشت ہی ۔ بیت

ز آب و رنگ چہ خیزد بغنچہ و لالہ بگو کہ بند قبا پیش یاسمین کشاے

آب و رنگ کو نسبت غنچہ و لالہ سے دینی چاہیے اور اس صورت مین حرف با کہ غنچہ و لالہ کے ساتھ متصل ہی بمعنے فی قرار دینا چاہیے اور یہ کسقدر بہتر ہی یعنے آب و رنگ غنچہ و لالہ سے کچھ حاصل نہین طالب آب و رنگ سے کہدو کہ چنبیلی کے سامنے قبا کا بند کھولے یعنے خواہان چنبیلی کی خوشبو کا کہ غنچہ و لالہ کے آب و رنگ سے بہتر ہی نہو ۔ اور ممکن ہی کہ غنچہ و لالہ کو امر کرے یعنے اے غنچہ و لالہ جو آب و رنگ کہ تم رکھتے ہو کیا اس سے فایدہ ہی مناسب کہ چنبیلی کی بو بھی طلب مت کرو کہ اسمین بھی بو سے زیادہ نہین اور نہ چندان اعتبار کے قابل ہی پس بہتر ہی کہ ایک شی باقی اور پایدار کی خواہش کرو الا اس صورت مین لفظ کشاے کا دو مخاطب یعنے غنچہ و لالہ کے مقابل نہین ہوتا ۔ از مترجم ۔ واو عاطفہ غنچہ اور لالہ کے درمیان سہوا کاتب نے لکھدیا اور دونون توجیہ مشرح سے ایک بھی تسکین بخش نہین اصل مین واو بدون غلط اور غنچہ مضاف اور لالہ مضاف الیہ ہی اور بغنچہ لالہ جار مجرور متعلق بفعل امر گو کا ہی اور بگو کا امور مخاطب ہی اور مفعول اسکا وہ جملہ ہی جسپر کاف بیانیہ آیا چونکہ لالہ کے پھول مین داغ سیاہ ہوتے ہین جو آب و رنگ لالہ کو بٹہ لگاتے ہین اور وہ غنچہ لالہ مین پوشیدہ ہین تو مصنف نے اول کہا کہ صرف آب و رنگ سے کیا حاصل ہی بعد اسکے مصنف نے اپنے مخاطب سے کہا کہ غنچہ لالہ سے جو با آب و رنگ ہی کہدو کہ چنبیلی کے سامنے جو صافی سینہ اور خوشبودار ہی اپنی قبا کے بند کھولے اور بے تکلفانہ اس سے اختلاط کرے کسواسطے کہ اس حالت مین داغ اندرونی جو عیب ہین ظاہر ہونگے اور چنبیلی سے شرمندگی اور ندامت ہوگی ۔ حاصل یہ کہ ریائی لوگ جو ظاہر آراستہ ہین انکے لیے نصیحت ہی کہ صافی باطنون سے بے تکلف آمیزش بدون صفائی قلب اور دفع ریا کے نکرین ورنہ خجالت ہوگی ۔ بیت

متاع دل کہ نباید گشود جز بر دوست اگر لباس سلیمان دہد نگین کشاے

دہد کا فاعل نگین اور لباس سلیمان مفعول ہی نگینہ جسپر نقش اسم اعظم تھا آصف بن برخیا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیا تھا کہ دنیا و مافیہا سب اسکے فرمان بردار تھے پس وہ نگینہ اگر لباس سلیمان دے یعنے تجھے مثل سلیمان بنا دے تو چاہیئے کہ راز دل دوست کے سوا ہرگز کسی سے تو نکہے اور قفل نگینہ پر تو نہو حاصل یہ کہ مرتبہ سلیمانی کو راز دل کے مقابل قدر و قیمت نہین ہی ۔ از مترجم اس بیت مین لباس تحریف بہاش ہی اور دہد کا فاعل سلیمان اور بہاش مفعول ہی حاصل معنے

دل کے متاع کو کہ اضافت تشبیہی ہے یعنی دل ہی دوست کے سوا دوسرے کو نہیں دینا چاہیے یعنی تجھ دوست کے دوسرے کا دل بستہ اور دل دادہ نہونا چاہیے اگر قیمت اسکی یعنی معاوضہ اسکا سلیمان علیہ السلام کا نگین اپنا دین جسکی برکت سے تمام انسان اور جنات پر حکومت اور سلطنت کرتے تھے تب بھی دل کو نہیں دینا چاہیے

سدہ دل بر صدگاہ دہر شین گو ہست الم بیت

زنجل صاحب خرمن نصیحت ست این حرف ... کہ رحمت کن و دامان خوشہ چین مکشا ہی

کھلیان والوں کے بخل سے یہ نصیحت ہے کہ مہربانی کرو اور بالی چننے والے کا دامن نہ کھولو اسواسطے کہ خوشہ چین کے آگے کشتہ ہوگا کہ کھلیان والے اپنی نعمت کی ناشکری کرکے مزاحمت کرتے ہیں اور اگر مزاحم ہوں تو بخیل اور مطعون ہیں پس مناسب ہے کہ ان غریبوں سے یہ نہ کہا جاوے کہ جو کچھ دامن میں ہو چھوٹ جاوے

| ۱۱۹ | قصیدہ در منقبت خداوند امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ گفتہ ـ بیت | |
|---|---|---|

تبارک اللہ ازان آسمان شتاب کرنگ ... کہ لعل آئینہ رنگش ندیدہ رنگ درنگ

یہ قصیدہ و مطلع کا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف میں کہا ہے اور مصنف نے اپنے اندیشہ اور فکر کو زور دیکر لکھا ہے یعنے تبارک اللہ کے معنی ہیں خدا تعالیٰ برکت دے اور اس لفظ کو اس مقام پر ذکر کرتے ہیں کہ تعظیم مقصود ہوتی ہے آسمان شتاب صفت مقدم موصوف پر جو کرنگ یعنی گھوڑا ہے اور آئینہ رنگ صفت لعل کی یعنے ایسا لعل کہ آئینہ کے مثل صاف شفاف ہے اور ندیدہ کا فاعل لعل اور رنگ درنگ اسکا مفعول ہے اور اضافت رنگ جانب درنگ اضافت بیانی ہے نہیں اضافت تشبیہی ہے اور لغت پر معنی ظاہر ہیں ـ بیت

اگر بساحت میدان او درآید غم ... دگر کشادہ شود از ہجوم غم دل تنگ

معنی یہ ہیں کہ اگر غم اس گھوڑے کے کشادہ میدان میں آوے تو اسکے اثر سے غم کی بستگی کشادگی سے بدل جاوے حتیٰ کہ بعد اسکے اگر غم کا ہجوم کسی دل میں ہو تو اسکو بھی کشادہ کردے اور چنیہ ساحت کے معنی میدان ہے مگر یہاں ارادہ کشادگی کا اس سے کرنا چاہیے اور اضافت ساحت میدان کی در اسکے نہیں ہے سو اگر شرط کا کلمہ ہے اور کشادہ شود جو دوسرے مصرع میں ہے اسکی جزا ہے ـ اور وجود غم مقتضی تنگی کا ہوتا ہے ـ بیت

درین نفس کہ ہو ہمعنان او نفسی ... شبانہ روز نہد شاطر سپہر شلنگ

سار اسپہر سے باعتبار اضافت بیانی سپہر مراد ہی یعنے آسمان جو رات دن شلنگ مارتا ہی غرض اس شعر سے اُسکی یہ ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ ایک دم اُسکے ساتھ دوڑ کے چلے اور شلنگ گلابازی کے معنے ہی کہ شاطر لوگ اُسکا استعمال کرتے ہین - راز مترجم شاطر چست وچالاک وتند واطلاق ان بر پیک وجلودار نیز کنند و شلنگ بفتح شین زدن عذنگ ران آدمی و جستن و در بعضی شلنگ بکسر اول و فتح دوم قاصدان بیکاران چون ایستاده باشند بر پیچیدہ برنمطی که پاشنہ پاے ایشان تا بسرین میرسد و نیز بیک گونہ برجستن و اثر و نیز بالفظ زدن مستعمل کذا فی بہار عجم اور نقش اول تحریف ہوس ہے اور نسخہ صحیح درین ہوس ہی بیت

سبکروی کہ چنان برود ز خمہ تار
کہ نغمہ لب نکشاید بعرصہ آہنگ

سبکروی مین یاے توصیفی اور صفت اُسکی آگے کاف کے ساتھ ہی موید الفضلا مین نغمہ نون کے جزم سے نرم آواز کے معنی مین لکھا ہی اور آہنگ عام ہی خواہ پست ہو خواہ بلند اور آہنگ ایک مقام بھی مقامات موسیقی سے ہی یعنے ایسا سبک رو ہی کہ نغمہ جو تار سے نکلکر وجود حاصل کرے اُسکا وجود لینا اور آہنگ تک پہونچنا تو ام اور ملا ہوا ہی ایسا کہ پھلکا گذر جاتا ہی کہ نغمہ کا لب آہنگ کا انتہا نہین ہوتا حق یہ ہی کہ مبالغہ کو اُس حد تک پہونچایا کہ اندیشہ اُسکی شرح مین لب نہین کھول سکتا اور طے مساحت اس مرحلہ کی آسانی سے نہین ہوسکتی — بیت

جہندہ کہ نگاہ جہند سگے شاید
کہ جوہرش آید برون ز جامہ رنگ

جاننا چاہیے کہ ترکیب نحوی مین لفظ جہندہ فعل ہی اور اسپ جسکا اوپر ذکر ہوا فاعل اُس فعل کا کہ ایک قسم کی صفت اُسمین سمائی ہوئی ہی اور اُسکو صفت کاشفہ کہہ سکتے ہین کاف اُسکا مبین ہی اور جوہر سے وہی تن مراد ہی اور اضافت جوہر جانب تن قبیل اضافت عام خاص کی طرف ہوگی اور جامہ رنگ کی بھی ایسی ہی ہی اور یہ لصوق اور یہ ملاپ ایسا ہی کہ کسیوقت صورت فرضی کے سواے ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتا اور ممکن ہی کہ درصورت فرض بھی شدت لصوق سے غیر متصور ہو پس وہ گھوڑا ایسا کودنے والا ہی کہ جب وہ کودے جسم اُسکا مثل رنگ شکستہ قائم نرہے اور جامہ رنگ جو اُسکے لیے ہو اُس سے خالی رہجاے — اور اگر جاننے (از مترجم — جہندہ فعل نہین بلکہ صیغہ اسم فاعل ہی اور نہ اسپ فاعل ہی بلکہ اسپ مسبوق الذکر مبتدا مقدر ہوگا اور جہندہ موصوف اور صفت مابعد کی ساتھ خبر اُسکی —) بیت

اگر کند بمثل طے مسافت اضداد
ز طبع شہد نگاہے رود بطبع شرنگ

معنے اگر گھوڑا ممدوح کا جو بہت دوڑنے اور اُچھلنے کودنے والا ہی مثلاً اضداد کی درمیانی مسافت کو

کہ تجدید وضع نہایت ہی جلدی کرنی چاہیے تو ایک قدم مین شہد شیرین کی طبیعت سے اندراین تلخ کی طبیعت
کو پہونچ سکتا ہے۔ بیت

اگر کنند بدو ہی نسبت درنگ تبہو — شتاب فہم شود بعد ازین ز لفظ درنگ

اس بیت کے معنے یون سمجھ سکتے ہین کہ اگر بالفرض سہواً دیر کی نسبت اسکی طرف کرین تو بعد اون
لفظ دیر سے عجلت مفہوم ہوگی۔ بیت

ستارہ گفت کہ اننگ سپہر چشمہ مہر — نشانہ سم او دیدہ چون بروی لنگ

معنے بیت کے یہ ہین کہ اننگ بضم اول و فتح لام و سکون نون و کاف فارسی تیر کی سنبزہ زار کو اور بتحقیق معنے
دیوار مورچال قلعہ گیری غیاث لینے ستارہ نے حسب دیوار مورچہ پر دیکھا تو کہا دیکھو اور کہا یہ آسمان ہے
اور مشار الیہ اسکا دیوار قلعہ ہے چشمہ آفتاب اور اسکا مشار الیہ نشانہ سم ممدوح ہے۔ بیت

حساب طول امل در فضای میدانش — چو عمر ابد ست و شمارہ فرسنگ

اس بیت کے یہ معنے ہین کہ امید کے دروازے جسکی انتہا نہین ہے میدان اسپ کی کشادگی کم
سا منے ایسی ہے کہ ابد کی مسافت فرسنگ سے شمار کیجاے لینے جسطرح کوسون کی تعداد سے
ابد کی پیمایش کا حساب محال ہے اسیطرح حساب طول امید کا اسکے میدان کی وسعت کے آگے
بے حقیقت ہے ہر چند فضا بمعنی میدان ہے مگر تاویل اسکی کرنی چاہیے جسطرح مطلع مین ہوئی۔ بیت

شہی کہ صیقل رای ہدایت افروزش — چنان زدودہ ز آئینہ ہا کدورت زنگ
کہ بردہ شاہد معنے برای کحل بصر — سیاہی از شکن زلف لعبتان فرنگ

اس قطعہ مین ایک بار گی ممدوح کا ذکر کیا اور تمہید مین حسن گریز نہین معلوم ہوتا ہے کہ شعر متضمن
گریز کا نسخون سے ساقط ہوگا ورنہ ہو نہین سکتا کہ مصنف سے فروگذاشت اسکی ہو ہر چند تلاش
اسکی ہوئی کسی نسخہ مین نہین ملا اس قطعہ کے یہ معنی ہین کہ ممدوح ایسا بادشاہ ہے کہ اسکی راے
ہدایت کی روشن کرنے والے کی صیقل نے اسطرح عالم کے آئینون سے زنگ کی سیاہی اور
تیرگی دور کردی کہ ایمان اسلام کا محبوب باوجودیکہ نہایت مقدس اور منزہ ہے اپنی آنکھون مین سرمہ
لگانے کے لیے فرنگی معشوقون کی زلف سے کاجل آتار لیگیا اور کچھ لحاظ کفر کا نہین کیا اور
یہ سبب ہوا کہ اس بادشاہ کی ہدایت کے اوزار صیقل نے تمام کدورت انکی دور اور کفر کی بوباس تک
انمین نہین باقی رکھی ورنہ ظاہر ہے کہ لعبتان فرنگ کو کفر کے آب و گل سے بنایا ہے۔ بیت

بکوہ جاہ تو جوید زمانہ نسبت از ان — ز نور و سایہ کند جلوہ در لباس پلنگ

[ا]نکی یہ آرزو ہے کہ تیرے جاہ و مرتبہ کے پہاڑ سے نسبت پیدا کرے اسلیے رات دن کے نور
[او]ر سایہ سے چیتے کے بھیس مین جلوہ کرتا ہے یعنے اپنے کو اس قابل بناتا ہے کہ تیرے پہاڑ مین
اور چیتا دور لگا ہوتا ہے جگہہ اُسکے رہنے کی پہاڑ ہے — بیت

اگر وہی بضمیرت عنان نظم آمور رود بصنعت روشنگری طبیعت زنگ

[ا]س بیت کے معنے صاف ہین جسمین دل کی روشنی کی تعریف کی اور با ضمیرت مین خود کے معنی دیتی ہے
یعنے اگر اپنے دل کو کامون کا انتظام دے تو زنگ صیقلگر ہوجاے — بیت

بعون عینک ای تو ہمی فطرے کند مشاہدہ از نغمہ صورت آہنگ

[ا]س بیت کے یہ معنی ہین کہ تیری راے کی عینک کے مدد سے اندہا ورزا و راگ سے آواز کی
[ص]ورت دیکھ لے جسکو کوئی آنکھ والا دیکھ نہین سکتا آواز کی صورت موجود نہین اُسکا دیکھنا نہ دیکھنا
[د]ونون برابر ہین مگر اس سے مقصود یہ ہے کہ جو صورت موجود ہے اُسکو راے کی روشنی دیکھ
لیتی ہے — بیت

محیط عالم جاہ تو دارد آن وسعت کہ بر شکوہ الہیش نیست دائرۂ تنگ

[یع]نے یہ ہین کہ تیرے مرتبہ کا خط محیط اسقدر بڑا اور گنجایشی ہے کہ شکوہ الہی جو دائرہ کل پیدایش کا ہے
اُسکے سامنے نقطہ سے کم نظر آوے اور وہ تنگ نہو (معاذ اللہ) بیت

رسیدہ محال چو حفظت بہ بحر خیمہ زند کہ بعد ازین شکند زورق حباب نہنگ

[ی]عنے جو کشتی کو تباہ کر دیتا ہے اگر تو حفظ دریا مین کرے نہایت مشکل ہے کہ وہ بلبلے جو کشتی کی صورت
دریا مین ہین تباہ کر سکے — بیت

دل سیاہ عدوی ترا اگر گویند کہ نسبتی ز سپہرش بود بہیئت و رنگ
برون روند عناصر عصیدہ بش ز فلک ز بسکہ دائرہ آسمان شود دلتنگ

[ا]س قطعہ کے یہ معنی ہین کہ تیرے دشمن کا دل سیاہ ہے اُسکی سیاہی کی نسبت آسمان سے دین اُسکی
غیرت سے عناصر آسمان سے باہر نکلجاتین — بیت

فروغ شعلۂ قہرت فتد چو در اجسام بچشم سار بر آید سمندر از خرچنگ

[ی]عنے تیرے غصہ کے شعلہ کی چمک جو جسمانون مین پہونچے سمندر جو آگ کا کیڑا ہے کیکڑے کی آبی جانور کے
[پی]ٹ سے پیدا ہو خلاصہ یہ کہ پانی مین آگ لگجاے اور سمندر دراصل سام اندر تھا سام کے معنے
[آ]گ کے ہین اور الف اُسکی کثرت استعمال سے ساقط ہوگئے اور خرچنگ کی وجہ تسمیہ

یہ ہو کہ غیر یعنے کلان ہو جیسے خرچشتہ اور خربلا اور آسکے جنگل کلان ہوتے ہین ــ بیت

منم گذشتہ ام از لوح مدعا بے رنگ — نہ تشنگی کش آبم نہ آرزو چشِ رنگ

اِس مطلع ثانی مین عرفی نے اپنا افتخار استعارہ کے طور پر بیان کیا اور کہا ہے یعنے مطلب کے
تختی سے بیرنگ کو دھو ڈالا اور بیرنگ گروہ تصویر کا ہوتا ہے جسمین یکا رنگ نہین ہوتا نمونہ اُنکا
مرادف ہو دوسرے مصرع کے یہ معنی ہین کہ نہ تمناے آب ہے اور نہ رنگ کا مجھے ارمان ہے بیت

بزیر سایہ طوبٰے غنودہ ام یعنے ++ نہ در عنان شتابم نہ در رکاب درنگ

یعنے طوبٰے بہشتی درخت کے سایہ مین چین سے نیند لے رہا ہون اس واسطے کہ دیر اور جلدی
سے مین درگذرا ہون درعنان چیزے شدن سے تعلق اس چیز کے ساتھ مراد ہے پس مین نے جلدی کی
باگ ہاتھ سے چھوڑ دی اور دیر کی رکاب پانون سے نکال ڈالی ــ بیت

بچار بالش تسلیم تکیہ کردہ مدام — نہ خشم نہ بصلح و کنایتم نہ بجنگ

یعنے جب سے کہ مینے اپنے تئین محبت کے سپرد کردیا ہے صلح اور لڑائی دونون سے خوش ہون دراز
مترجم ــ یعنے منفصل بیت کے یہ ہین کہ مین ہمیشہ تسلیم کی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے مثل سلطان کے
ہون نہ تبسم صلح کے سبب ہے نہ لڑائی کی کچھ کنایت ہے بیت

صنم بجیب نہ تا خیزم از ردای اسلام — روا بدوش نہ تا نگذرم زشہر فرنگ

جیب مین بت رکھنا اسلام کا مردود ہونا ہے اور کاندھے پر ردا ہونا فرنگ کا نامقبول ہوتا ہے ردا سے
کہ ردا وطیلسان اور چادر ہے کہ اکثر مخادیم دوش پر رکھتے ہین خلاصہ یہ کہ مین وہ آثار نہین رکھتا کہ اسلام
ارگ مجھے اپنی مجلس سے نکال دین نہ وہ علامت میرے ساتھ ہے کہ فرنگیون کا نامنظور ہون ــ بیت

بکعبہ نغمہ ناقوسم آرد ار بسماع + نماز بت نکنم گر قضا شود ارژنگ

فعل آرد کا فاعل نغمہ اور مفعول اسکا میم ناقوسم کا ہے اور ارژنگ وہ نگارخانہ مانی کا ہے جسمین تصویرین
بنائی تھین ــ حاصل یہ مصنف اظہار اپنے رسوخ اسلام کا کرتا ہے کہ کعبہ مین سنکھ کے راگ سے
مجھے حال آوے خواہ قضا نگار ارژنگ بنجاے تب بھی بت کو سجدہ نکرون اسواسطے کہ ارژنگ کی
تصویرین گویا بتخانہ ہے اور قضا اگر خود بتخانہ بنے کون ہے جو سجدہ مین نگرے ــ بیت

اگر سرود صمد جوش زند از بتم در دیر — نفس ہمی شکنم در گلوے سینہ تنگ

اس بیت مین مصنف استقامت کفر بیزی ورد دیتا ہے یعنے اگر بتخانہ مین اسلام کا گیت میرے
تن من سے جوش کرے سینہ مین سانس کو بند کر دون اور منھ سے نکلنے ندون بیت

نہ در مذاق من از نوش عافیت لذت　　نہ بر جبین من از نیش عاقبت آژنگ

یعنے میرے ذائقہ مین عافیت کے شربت کا مزہ ہے اور نہ میری پیشانی مین عاقبت کے خوف سے کنجلک ہے —

| ۱۰۷ | قصیدہ در مدح نہال گلشن اقبال اکبر شاہ بیت | |
|---|---|---|

نوبہار آمد کہ افشاند چو حسن یار گل　　چون وصال عام ریزد خس ہر خار گل

یہ قصیدہ شاہزادہ سلیم کی تعریف مین کہا ہے یعنے نوبہار آئی کہ گلریزی کے سبب لائق ہے کہ تشبیہ اسکا حسن یار ہو اور خس و خار پر پھولون کا گرنا کثرت جوش گل سے کنایہ ہے یعنے گلشن ہو خواہ گلخن سب گلزار ہے بیت

بسکہ طبع کائنات از خرمی آبستن ست　　میدماند باد آہ مجرمان از دار گل

چونکہ دنیا کی طبیعت باغ کی طرح خوشی سے لبریز ہے تو گنہگارون کی آہ نے مزاج صبا کا حاصل کیا ہے کہ سولی کی سوکھی لکڑی سے پھول کھلاتی اور پیدا کرتی ہے بیت

مشہد بخت مرا پژمردہ گلدستہ کے سپید　　بسکہ از بذل چمن گردید بے مقدار گل

اپنی قسمت کی پژمردگی کو کہتا ہے کہ چمن کی زیادہ بخشش سے اسقدر پھول بے قدر ہو گئے کہ میری قسمت کی قبر پر بھی ایک مرجھایا پھول ہو گا — ترکیب مین پہلے مصرع کا مفہوم خبر ہے جو مقدم ہو مبتدا سے کہ دوسرا مصرع ہے مگر ایک توہم پژمردہ گل کے باندھنے سے پیدا ہوتا ہے اسواسطے کہ نارسائی بخت کی اسکا اقتضا نہین کرتی بلکہ زیادہ پھولون سے لازم آتا تھا کہ بخت نگون کو تر و تازہ پھول میسر آتے اسواسطے کہ جو چیز افراط سے ہو اسکی شان ہے کہ جہان کہین میسر آوے وہان بھی بیدریغ دیتے ہین (از جواب یہ جان نوبہار کی کثرت گلریزی کا ہونا اپنی قسمت کا ہے کثرت کے سبب پھول اسقدر بیقدر ہو گیا کہ مجھ ایسے کم نصیب کی مشہد پر بھی ہونچا جہان کبھی پھول چڑھانے کی نوبت نہین آتی اگرچہ پہونچے تو وہ پھول مرجھا گیا —) بیت

سایہ گردد موج زن بی جنبش گل از نسیم　　چون کند با این طراوت سایہ بر دیوار گل

سایہ لہرانے لگے جزا ہوا اور مصرع دوسرے کا مضمون شرط ہے اور تقریر معنی کی یہ ہے کہ اس طراوت اور تر و تازگی کے ساتھ پھول کا سایہ دیوار پر گرے تو بدون اسکے کہ ہوا پھول کو جنبش دے پھول کا سایہ طراوت کی شدت سے خود آپھی آپ لہرانے لگے خواہ ہوا اس پھول کو نہ ہلائے بیت

گر صبا از رہگذار او در آید در چمن　　از دہانش خون چکد چون خواہش نہ خار گل

ممدوح کے معرکہ جان ستان کی مدح و صفت کرتا ہے کہ پوروائی نرم ہوا اگر اُسکی لڑائی کے میدان پر گذرتی ہوئی چمن مین آوے تو پھول اسقدر پناہ اُس سے چاہے کہ اُسکے منہ سے پناہ مانگتے مانگتے خون بہ نکلے

اور دہانش مین ضمیر راجع گل کی طرف اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہے۔ بیت

جوہر اول طلب کرد از ضمیر او گلے ۔۔۔ مہر و مہ را یا لبسر بر زد کہ ہان بردار گل

ممدوح کے روشن دل کی تعریف مین کہتا ہے کہ جوہر اول نے جو عقل کل اور بالکل نور ہی نور ہے اُسکی نورانی دل سے ایک پھول مانگا اور اس حاجت کی وجہ یہ ہے کہ نور اُسکا ممدوح کے نور ضمیر کو نہین پہونچتا تو ضمیر ممدوح نے چاند اور سورج کو ٹھوکر کر کہا کہ اُٹھا لو اس طرز دہش سے ظاہر ہے کہ مرتبہ اُسکے ضمیر کا نورانیت مین کسقدر بڑھا ہوا ہے اور مسئول سے سائل کو کیا نسبت ہے اور لفظ ہان سکے معنے ہوشیار ہو۔ بیت

شہر خلق او عجب شہر یست کاندر وی بود ۔۔۔ درد درمان و طبیب خستہ و بیمار گل

یعنے اُسکے اخلاق کی شہر مین عجب صحت ہے کہ درد اسمین علاج کا مزاج رکھتا ہے یعنے اس شہر مین درد ہی نہین اور کوئی بیمار نہین ہوتا اور اتفاقاً اگر کسیکو درد دکھ ہو تو پھول اُسکا طبیب بنتا ہے اور بیمار کے لیے پھول دوا ہے اور خلق کی نظر سے پھول بہت خوب ہے لیکن پھول کو طبیب کہنا کسقدر استعارہ سقیم ہے اور بعضے نسخون مین درد کے بجاے درد بھی دیکھا گیا یہ بھی ایک وجہ کے ساتھ ہے کہ اکثر دواؤن مین پھول گلاب کا شامل کرتے ہین۔ بیت

عزم او گر باغبان در گرددد نیست ۔۔۔ گر شود چون آفتاب اندر جہان سیار گل

اُسکا قصد جہانیان جہان گشت اگر زمانہ کی باغبانی کرے تو بعید نہین ہے کہ پھول زمین کا جو اپنی جگہ سے جنبش نہین کرتا آفتاب کی طرح ستارہ ہو جاے۔ بیت

اے کہ از اندیشہ عدل صلاح اندیش تو ۔۔۔ بر نفس بندد رہ غمازی اسرار گل

یعنے تیرے انصاف کے ڈر سے جو صلاح کے سوچ بچار مین رہتا ہے پھول کی یہ کیفیت ہے کہ ہوا کی چغلخوری اور راز فاش کرنے کی راہ بند کرتا ہے اسواسطے کہ پھول کی خوشبو جو لوگون کے دماغ مین پہونچتی ہے گویا بھید کا افشا کرتا ہے اور یہ بات نامناسب ہے۔ بیت

از دماغ خلق بکشاید نسیمش سیل خون ۔۔۔ گر ز آب چشمہ تیغت شود ہموار گل

تیری تلوار خونخوار کے چشمے سے پھول مین طراوت آجاے تو پھر یہ تاثیر اسمین ہو کہ جو اُسکی خوشبو سونگھے مغز سے خون کے نالے بہنے لگین دوسرا مصرع اصل بیت مین جزا مقدم ہے اور شرط اُسکی

دوسرا مصرع ہو۔ بیت

گر نگرد طبع رنگ آمیز تو گلشن طراز
ای ز فیض خرم و خندان بهار و زار گل

در حریم روضهٔ ارکان کجا از یک نهال
بر خلاف رنگ و بوی هم برویدخار گل

اس قطعہ مین پہلا مصرع شرط ہی اور دوسرا مصرع جملہ معترضہ اور چوتھا مصرع اُس شرط کی جزا ہی یعنے تیری رنگ آمیز طبیعت اگر چمن آرائی نکرے ای ممدوح کہ تیرے فیض کا جلوہ ہی جو ہر بازار مین پھول تازہ اور کھلکھلا سا ہی تو دنیا کے باغ مین ایک درخت سے کہ مراد وجود ہی ایک دوسرے کے خلاف کا ہیکو پھول پیدا ہوتے۔ بیت

در دل خصم لئیمت گر عبوری نیستش
از چه ماند دشتی درهم و دینار گل

لئیم اُسے کہتے ہین کہ نہ وہ آپ کہائے اور نہ دوسرے کو کہانے دے اور نیستش مین جو ضمیر شین ہی وہ راجع گل کی طرف اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہی یعنے اگر تیرے کنجوس دشمن کے دل مین پھول کا گذر نہین ہوا تو کسلیے مٹھی مین درم اور دینار لیے ہوئے ہی اور کسیکو دیے نہین ڈالتا اور درم اور دینار سے زیرہ مراد ہی جو گلاب کے پھول مین ہوتا ہی اور اُسکو خوردہ زر بھی کہتے ہین۔ بیت

باد خشمت گر وزد بر گلشن از تحریک برگ
چون دل بلبل کند الماس آسا گل

یعنے تیرے غصے کی ہوا جو چمن مین گذر کرے تو وہ پھول مین ایسے سختی اور تیزی پیدا کرے کہ پھول پتی کی جنبش سے ہیرے کو جو نہایت سخت ہوتا ہی بلبل کے دل کی طرح زخمی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ بیت

عہد داورین کہ از زلف و جبین حسن غیور
می فشاند بر طرف در خوابگاه یار گل

حسن جو اپنی ناک چوٹی مین گرفتار ہی اور عاشق کے آرام چین کا روادار نہین ہی اپنی زلف اور جبین سے عاشق کے خوابگاہ مین پھول بکھیرتا ہی یعنے غیرت اور غرور سے گذر خاطر اور مدارات کرتا ہی اور اس بیت مین بحث ہی اسواسطے کہ اختلاف زلف و جبین اسکا مقتضی ہی کہ دو ہی قسم کے پھول کا بطور لف و نشر کے ذکر ہوتا یعنے جس طرح جبین کے لیے گل کا ذکر کیا اُسیطرح زلف کے لیے سنبل کا ذکر ہوتا ہر چند گل بمعنی عام لیا جاسے نہ خاص تاکہ شگفتہ او سنبل بھی اسمین داخل ہون کہ زلف سے مناسبت رکھتے ہین لیکن انصاف یہ ہی کہ یہ توجیہ خوب نہین ہی —

| ۹۱ | قصیدہ در مدح اکبر بادشاہ — ابیات | |
|---|---|---|

منادی ست زہر سو کہ ای خواص و عوام
مے نشاط حلال و شراب غصہ حرام

قضای عالم ہستی بعرصہ تنگ آمد مشابہ دل عاشق مثال چشم لیام

یہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی تعریف میں لکھا ہے جسکا پہلا شعر کہ مطلع ہے خوشی کی تعریف میں خلق کیا اور طلوع تو طلیہ کہا اور دوسرے شعر میں حکایت معشوق سے کی خلاصہ یہ کہ عام و خاص سب کو منادی کردی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبو خوشی حلال ہے اور غصہ حرام ہے اور خوشی نے اسقدر غلبہ اور ہجوم کیا کہ وجود کی قضا میں باوجودیکہ نہایت وسیع اور فسیح ہے خوشی نہیں سماتی اور وہ کشادگی میں بس نہیں کرتی اور جیسے عاشق کا دل زیادہ غم کھانے سے تنگ ہوجاے اور بخیل کی آنکھ کوتاہ ہو نظر آتی ہے۔

## ابیات

قضا نہادہ بکام زمانہ معجونے کہ بہر ساختن آن قدر گرفتہ لوام

بشاشت دل اطفال در شب نوروز نشاط خاطر پیران بصبح عید صیام

معجونی میں یاے توصیفی اور نیز یاے وحدت ہے کہ دوسرے مصرع میں اوسکا بیان ہے بشاشت پہلے حرف کے فتح سے خوشی یعنے قضا نے زمانہ کے منہ میں ایسی معجون دیدی کہ اوسکی طیاری کے لیے قدرتی دو چیز اودھار لی ہین ایک خوشی بچون کے دل کی جو نوروز کی رات کو ہوتی ہے دوسرے بوڑھے روزہ دارون کی خوشی جو عید الفطر کے صبح کو روزہ ختم ہوتے اور فاقہ کشی کی تکلیف رفع ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ بیت

ہم از نتیجہ افیون امن شاہد تیغ نہاد پہلوے راحت بخوابگاہ نیام

افیون امن اور شاہد تیغ میں اضافت بیانی ہے نہیں اضافت تشبیہی ہے اور معنی کی تقریر یہ کہ تلوار کا معشوق امن کے افیون کے نشہ سے میان کے خوابگاہ میں آرام سے لیٹ رہا یعنے امن چین کے سبب کہ جہان میں ہے تلوار کا کچھ کام نہیں رہا۔ بیت

بگوش عارضہ صوت عدم رسید از دہر بچشم حادثہ میل فنا کشید ایام

عارضہ کے کان میں زمانہ کی طرف سے نیستی کی آواز آئی یعنے عارضہ معدوم ہوگیا اور حادثہ کی آنکھ میں زمانہ نے فنا کی سلائی پھیر دی کہ حادثہ فنا ہوگیا الحاصل نہ مرض جہان میں رہا اور نہ حادثہ باقی ہے۔ بیت

از اتفاق طبائع در آشیان وفاق شود لطعمۂ شاہین بزرگ بچہ حمام

بچہ حمام باضافت لامی ہے اور یہ ذوق پر گران ہے بہر حال معنی یہ ہین کہ مختلف طبیعتون کے موافقت سے شاہین جو شکاری جانور ہے کبوتر کے بچہ کو گھونسلے میں دانہ بھراتی اور پرورش کرتی ہے حالانکہ شاہین بیشتر شکار کہ کھا جاتی تھی اور دشمن کبوتر کی تھی اور طعمہ شاہین کی ترکیب میں دوسری اضافت

لامی ذاز ستر حجم بچہ حجام کی اضافت قابل گرانی نہین ہو اسواسطے کہ جب مضاف کے آخر مین
ہاے مختفی ہو تو وہان فک اضافت یعنے کسرہ درست اور کثیر الاستعمال ہے جیسے قول مولوی روم
مین بیت چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد * میلش اندر طعنۂ نیکان برد بیت

نیاید از دہن باز یک نفس بیرون　　زبان کبک بلمع لباس طرفہ خرام

اس بیت کے معنے ظاہر ہین اور مطابق بیت اوسکے اور کبک کی زبان کا باز کے منہہ سے
نہ نکلنا اشارہ باز کی محبت سے کبک کے ساتھ ہے اور رنگینی کبک یعنے چکوہ کی آسکے رنگ برنگ کے
پر اور پنکھ سے ہے بیت

ز ذوق کشتن عرفی بحیرتم کہ چرا　　چو کینہ در دل بھر او گرفتہ مقام

یعنے عرفی کے قتل کے مزے سے کہ اس معشوق کو ہے مین حیران ہون کہ کسواسطے کینہ کے مثل اسکے
بھر دل مین بیٹھ گیا ہے اور جسطرح امکان نہین کہ اسکے دل سے کینہ نکلے عرفی کے قتل کا مزہ بھی ممکن نہین کہ اسکے دل سے
دور ہو اور یہ سلامتی کی آرزو نہین کرتا بلکہ اسکی سنے بہری بیان کرتا ہے بیت

نہی وجود سخاوت مشخص از کف تو　　چنانچہ ذات بصورت چنانچہ شخص بنام

یعنے تیری بخشش ہاتھ سے سخاوت ہے اور سخاوت کا مشخص اور معین ہونا اس سے ظاہر ایسا ہے کہ صورت
سے ذات مشخص ہوئی اسواسطے کہ پہلے صورت محسوس اور معلوم ہوتی ہے پھر اسکی ذات سے جیسی
کہ وہ ہے آگاہی ہوتی ہے جب کسی کا نام مذکور ہوتا ہے تب اسکا تشخص عقل مین آتا ہے بیت

بعہد عدل تو شاید کہ توامان نشوند　　صبیہ و صبی اندر مشیمۂ ارحام

اس بیت مین مصنف نے تعریف ممدوح کے عدل صلاح پسند کی فرمائی ہے یعنے تیرے عدل کے
اقتضا سے لڑکا اور لڑکی ایک زہدان مین اگر جوڑوان نہون تو بہتر ہے اور یہ حال آنکہ جوڑوان ہونا
لڑکے اور لڑکی کا ایک زہدان مین خلاف صلاح نہین یہ مبالغہ مین غلو ہے اور مشیمہ ایک جھلی ہے
کہ رحم کے اندر بچہ اسمین علقہ ہوا اور نکلنے کے بعد بچہ ہوتا ہے بیت

ز زخم نشتر فصاد انتقام تو شد　　درون حادثہ پر خون چو شیشہ حجام

شیشہ حجام وہ ہے کہ ولایت مین نشتر لگانے کے بعد خون شیشہ مین لیتے ہین جس سے خون کی
مقدار دریافت ہو اور چھوٹا کدو کہ جب جونک لگاتے ہین اور جس وقت وہ جونک علاحدہ کیجاے
تو اس جگہہ چھوٹے کدو رکھتے ہین کہ اسمین خون جمع ہو اور ہندی مین اسے تونبڑی کہتے ہین جیسا کہ
اس ملک مین دستور ہے یعنے تیرے عوض لینے کے فصاد نے حوادث حادثہ کے مارا ہے اور اس نشتر کے

زخم سے حادثہ کا دل شیشہ حجام کی مثال خون سے بھر گیا حجامت خون نکالنے کے معنی ہین
اور حجام اسی سے صیغہ مبالغہ ہے۔ (شیشہ حجام شیشہ بود کہ حجامان خون بدن بدان میکنند و در بعضے
امراض خالی شیشہ باشد و خون در آن نباشد و این برای ازالہ مادہ بود و سلیح ایران ست و ہندوستان
این عمل بشاخ گاو و مانند آن کنند و شیشہ مطلقا رواج ندارد کذا فی بہار عجم) بیت

حروف قدر ترا صورت فلک جزم ست     بعکس قاعدہ پائین فتادہ در ارقام

دوسرے مصرع مین فتادہ فعل ہے اور فلک جو پہلے مصرع مین ہے اور اسکو دائرہ کی صورت فرض کیا فاعل
ہے یعنے تیری قدر کے واسطے آسمان جزم ہے جو حروف کے جزم کے لیے مستعار ہوا چاہیے تھا کہ حرف کے
اوپر ہوتا ہے لیکن اپنی نارسائی سے قدر کے حروف کے نیچے جو بہت بلند کیے ہین خلاف قاعدہ واقع
ہوا ہے۔ بیت

بعہد عدل تو کز کحل حزم ہمچو غزال     بخون گرگ سیاہ ست دیدہ اغنام

بیت اول معنی مین دوسرے بیت کے شامل ہے (یعنے قطعہ بند ہے) اور دوسری بیت یہ ہے
خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید + کہ پرورند بآہنگ صید باز حمام + حزم اول حرف کے
پیش اور دوسرے کے سکون سے ہوشیاری کے معنے اور اغنام جمع غنم کی جو عربی مین بکرے کو
کہتے ہین اور دیدہ بخون کسی سیاہ کردن کنایہ ہے کسیکے تشنہ خون ہونے سے اور حرف کاف سے
آخر بیت تک جملہ معترضہ ہے اور جملہ معترضہ کے یہ معنی ہین کہ بھیڑیا جو بکری کو کھا جاتا تھا تیرے عدل
کے مشاطہ نے جو سرمہ ہوشیاری کا بکری کی آنکھ مین لگا دیا ہے تو آنکھ اسکی خون گرگ سے ہرن
کی آنکھ کی مثال سیاہ ہین یعنے تیرے عدل کی حمایت سے بکری بھیڑیے کو مار ڈالتی ہے پس تیرے
انصاف کے زمانے مین جو لوگ شکاری پیشہ ہین چاہیے کہ باز کا شکار کرنے کو کبوترون کو پالا
کرین کہ تیرے عدل کی حمایت مین کمزور زور آور پر غالب ہے (از مترجم صاحب بہار عجم نے
لکھا ہے کہ دیدہ سیاہ کردن بچیزے کنایہ از چشم دوختن و چشم سیاہ کردن میرزا صائب سے کنم سیاہ
ز نظارۂ بنفشہ خطان + شود دو دیدہ چو بادام اگر سفید مرا + میرزا طاہر وحید سے دیدہ سیہ کرد
باحوال ما + چشم رسانید باقبال ما + سیدی محمد عرفی سے بعہد عدل تو کز کحل حزم ہمچو غزال + بخون
گرگ سیاہ است دیدۂ اغنام + خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید + کہ پرورند بآہنگ صید
باز حمام + پس اس محاورہ کے موافق یہ معنے ہونگے۔ تیرے عدل کے زمانے مین کہ ہوشیاری کے
سرمہ سے ہرن کی طرح بکری کی آنکھین بھیڑیے کی مارنے کی تاک مین ہین اور مراد وہی معانی

مفرح مین اور تشبیہ غزال فقط آنکھون کے سیاہ ہونے مین ہی جو مشہور ہی اور اس صورت مین لفظ سیاہ کا دومعنی کے لیے مفید ہوگا غزال کی تشبیہ مین رنگ سیاہ کے لیے اور تاک لگانے کے لیے دیدہ اغنام کے حق مین ۔ اور یا تشبیہ غزال پوری ہو یعنے جسطرح ہرن بھیڑئے کے قتل کی تاک مین ہی اسیطرح بکری کی آنکھ بھی ہی ۔

## ابیات

شہا بزم تو چون این قصیدہ برخوانم کہ ملک نظم ز فیضش گرفتہ ہست نظام
سزد بجائزہ تا جیب بردرم گر چرخ بدوشم افگند این جامۂ زمردفام

یعنے ای بادشاہ جب یہ قصیدہ تیری مجلس مین عرض کرون جسکے فیض سے ملک سخن منتظم ہی آسمان تعریف کرتے ہوئے اپنا سبز رنگ جامہ مجھے اوڑھا دے مین اُس جامہ کو تیرے صلہ اور بخشش کی نظر سے جیب تک چاک کرون یعنے قبول نکرون اور جائزہ بمعنے صلہ اور بخشش کے ہی ۔ داراب تجم میرے نزدیک شارح علیہ الرحمہ کو ناسخ کی تحریف سے اس معنی کے بیان پر توجہ ہوئی اسواسطے کہ تیسرے مصرع مین تا جیب بردرم تحریف با جیب پُردرم کی ہی اور اسیکا موید وہ نسخہ ہی جسمین با جیب پر گہر دون اور بعض نسخہ کے صاف نے تکلف ہین یعنے سزاوار ہی اگر آسمان اُس قصیدہ کے صلہ مین موتی بھرے جیب سمیت اپنا جامہ سبز رنگ مجھے دیدے ۔ بیت

ہمیشہ تا ز دم عنکبوت پردۂ صبح بود لعاب لوامع تنیدہ بر ایام

یہ قطعہ دعائیہ شرطیہ ہی اور عنکبوت پردہ صبح سے آفتاب مراد ہی اور تار شعاعی جو عالم پر کرتے ہین گویا اُسکا لب ہی کہ دنیا کے اوپر تنا ہوا ہی چونکہ مکڑی کا جالا سفید ہوتا ہی اسواسطے صبح کا ارادہ کرنا نہایت خوب ہی اور یہ پردہ تانا ہوا آفتاب کے کرشمے کا روز قیامت تک رہیگا پس اُسوقت تک ایسا ہو جیسا کہ دوسری بیت مین کہتا ہی اور یہ بیت شرطیہ کا حسن ہی کہ جملہ جزائیہ کے الفاظ مطابق الفاظ جملہ شرطیہ کے ہون ۔

## قصیدہ در مدح خانخانان و تتبع قصیدہ انوری پرداختہ بیت

117

تا باز هم از وصال جدا کرد روزگار بار روزگار شوق جدا کرد روزگار

یہ قصیدہ خانخانان کی مدح مین کہا ہی اور اُسمین قصیدہ انوری کا تتبع کیا ہی اور قصیدہ انوری کا مطلع یہ ہی ۔ حبل متین ملک دوتا کرد روزگار ✤ اقبال را بوعدہ وفا کرد روزگار ✤ لفظ تا ابتدا سے مدت کے لیے ہی اور فارسی مین لفظ باز کے ساتھ کلمہ تا مستعمل ہوتا ہی اُس سے معنی اُسکے

مقصود نہین ہوتے یعنے اُس مدت سے کہ مجھے زمانہ نے جدا کیا ہو وقت شوق کے ساتھ کیا بیان کرون

کیا کچھ کیا ہی — بیت

ای جان پیالہ درکش و مستی زیادہ کن
کت زہر ہجر نشئہ فنا کرد روزگار

ہمت کو حرص دلاتا ہو کہ ای جان پیالہ چڑھا اور مستی زیادہ کر یعنے بہت خوش ہو کہ تجھے زمانہ نے
زہر ہجر سے متوالا بنا دیا ہی اور دوسری بیت بھی اسی مضمون کی ہو بیت

آن دست راکہ رو ننمودی ز آستین — دامان سعی گیر دعا کرد روزگار

یعنے وہ ہاتھ میرا کہ آستین سے نہین نکلتا تھا اور منہ نہ دکھلاتا — ہاتھ کا آستین سے نہ نکلنا استغنا یا
بخل کی حالت سے کے سوا نہین ہوتا اور یہان استغنا مراد ہی اُسی زمانہ نے سعی اور دعا کا دامن گیر
کیا — دعا کے وقت جو ہاتھ آستین سے نکالتے ہین تو کہتا ہو کہ قبول اثر دعا کا محتاج کیا یعنے استغنا
سے نیاز کے مرتبہ مین لایا ہو اور ممکن ہو کہ تعقید ہمین یعنے لفظ گیر کو لفظ اما مقدر کے نیچے لاوین اور سعی کو مضاف
دعا کرین — یعنے ہاتھ کو دامنگیر سعی کا اسکے کیا ہو اور قاعدہ ہو کہ توقع کی نظر سے ہاتھ دامن تک
بڑھاتے ہین — بیت

آن مست راکہ بوسہ ندادی بدست وصل — در پای مزد میر صبا کرد روزگار

پای مزد میر کو اگر صبا کی طرف مضاف فرض کرین ہو سکتا ہو کہ اس کلام مین تاویل بالمصدر
کرین یعنے در پای مزد میری صبا کردہ است یعنے زمانہ نے اُس مست کو صبا کے اجورہ مین جان
دینے کے کام مین لگا دیا ہو — اور اس بیت کے دوسرے مصرع مین تعقید بھی ہو اور تقدیر یہ ہو
میر مشتق از مردن فعل مست ہو جو پہلے مصرع مین مذکور ہو — پا سے مزد مضاف اور صبا مضاف الیہ
دونون کو معنی لفظ در کے وسیلے سے ظرف میر کا کہ میرندہ کے معنے سے تاویل کیا گیا اور فعل مست کا
ہو کہا جاے اور تقریر اسطرح کرین کہ اُس مست کو جو پہلے نے پروائی کے سبب سے وصل کے
ہاتھ پر بوسہ نہین دیتا تھا اور اسکی قدر نہین کرتا تھا اب زمانہ نے صبا کے اجورہ مین مرنے والا کیا ہو
یعنے صبا جو یار کی طرف سے خبر پہونچاتی ہو اسکی قدر کیکے وہ مست صبا کے اجورہ کے لیے مرتا
اور جان دیتا ہو — نے تکلف دونون صورت مین بالکل تکلف اور وہ مست بے پروا (عرفی) ایسے تکلف
کا روادار ہوا اب اور معنی اس بیت مین کہان سے آوین کہ اُسکے پا مزد مین جان دے سکین —
(از مترجم — اس بیت کی شرح جو دو طرح پر شارح علیہ الرحمۃ نے بڑی زحمت اُٹھا کر لکھی ہو ماحصل

انکا ہی کہ پہلی صورت مین ترکیب اسم وامر کو بمعنے مصدری اور دوسری صورت مین بمعنی اسم فاعل لیا ہی اور بیشک ترکیب اسم وامر ان دونون معنی کو مفید ہوتی ہی جیسے پاے بوس اور دست گیر باوجود اسکے شارح علیہ الرحمۃ اپنی کوشش کے نتیجے سے محظوظ نہین ہوا اور عمدہ معنے کے پیدا نہونیکا اظہار کیا اور سچ ہی کہ معنے مین لطف حاصل نہین ہوتا اور ایک نسخہ مطبوعہ محشے جو میرے سامنے ہی اُسکے حاشیہ پر معنی جو اس بیت کے لکھے ہین بجنسہ نقل مین قولہ آن مست را الخ ای چنان از بادہ شوق محبوب مست بودم کہ از وصال ہم خبر نداشتم واز جور زمانہ خود را بپای مزد میر صبا کہ مژدہ وصال یار سے آوردہ بیدہم انتہی محشی نے میر صبا کو میر شکار کے قیاس پر ایک منصب دار قرار دیا ہی شاید ایسا ہو مگر لغت واصطلاح اُسکی مساعد نہین مین کہتا ہون کہ جسطرح در پای کسی افتادن کنایہ عجز والحاح سے ہی اُسی طرح در پاے کسی مُردن بھی کنایہ اُسی عجز والحاح سے مگر مبالغہ کے ساتھ ہی جیسا کہ اس بیت مین ہی ؎ آنکہ بر خاک در میکدہ جا داشت کجا۔ تا نہم بر قدم او سر کہ بنشیش میرم پس فارسی مین یہ ایک محاورہ ہی اور اُسکے یہ معنی ہین کہ کسی کے پانون مین گر کر اسقدر خوشامد کی کہ اسمین جان اپنی دیدی اور صاحب بہار عجم نے لکھا ہی کہ مزد بالضم اجرت مخفف مزد فارسی نیز آمدہ پا مزد پای مزد دست مزد دندان مزد استعمال یا مزد وپاے مزد بزاے معجمہ مرادف پارنج ومقابل دست مزد استعمال اور پامزد اجرت کو کہتے ہین اور مردن کے معنی جان کا دینا تو اس سے اجرت مین جان کا دینا مستفاد ہوتا ہی جب کہ اجزا پامزد مصطلح کی تحلیل کرین اور در پاے مزد میر کو جو مرکب اسم وامر سے ہی بمعنے اسم فاعل لین جو دوسری توجیہ شارح مین ہی تو بیت کے یہ معنی ہونگے کہ اُس مست کو جو وصل کے ہاتھ کو بے پروائی سے بوسہ تک نہین دیتا تھا یعنے وصال کے مصافحہ سے مستغنی یا مستکرہ تھا اب اُسکی یہ حالت ہی کہ صبا جو وصال کی خبر یا مژدہ لاتی ہی اُسکی اُجرت مین جان دینے کو مستعد ہی اور ترکیب مرکب اسم وامر مین ایسا تصرف مصنف کے لیے کہ اُستاد صاحب زبان ہی روا سمجھنا چاہیے اور اُسکے اعتراض سے باز رہنا مناسب ہی — بیت

در آرزوے سایۂ ایوان رفعتش تعمیر ارتفاع سما کرد روزگار

یعنے زمانے نے جو آسمان کی بلندی کو تعمیر کیا تو اس آرزو سے کہ ممدوح کے ایوان رفعت کا سایہ اُسپر گرے — بیت

ہم روزنامہ دار نصیب حسود دے فتوی نویس خوف ورجا کرد روزگار

ہم چہرۂ مسا و صباح دل حسود اندودہ صباح و مسا کرد روزگار

ان دو بیتون مین ایک طرز پر مصنف نے رعایت لف ونشر مرتب کی فرمائی ہے یعنے زمانہ نے روزنامہ
نصیب دشمن کو فتوے نویس امید کا کیا ہے اسنے تمام امید ممدوح کے نصیب مین لکھدین اور اسطرح
شام ممدوح کے چہرہ کو صبح سے بھر دیا یعنے روشن کیا اور چہرہ صبح دشمن کو غم کی شام سے بھرا یعنے
سیاہ کر دیا۔ (از مترجم) ان دونون بیت کے صحیح نسخے یہ ہین سه ہم روزنامہ از نصیب د
حسود ❊ فتوی نویس خوف ورجا کرد روزگار ❊ ہم چہرہ مسا و صباح وے و حسود ❊ اندوہ و صباح و مسا
کرد روزگار ❊ بیت اول مین لف ونشر غیر مرتب اور بیت دوم مین لف ونشر مرتب ہے) بیت

اے عدل پروری کہ بحکم عتاب تو ❊ آجال را برید فنا کرد روزگار

آجال جمع اجل برید بمعنی قاصد بعض نے اسکی تقریر اسطرح کی کہ زمانہ نے مرگ کو قاصد فنا کا بنا
تا کہ جس کسی پر تو غصہ کرے فنا اوسے مرگ کی طرف مائل کرے اور میری خاطر مین یہ معنے آئے
تیرے غصہ کے حکم سے زمانہ نے مرگ کو فنا کر دیا۔ بیت

در روزگار عدل تو معمورہ کہ ساخت ❊ در تحت ظل جغد بنا کرد روزگار

یعنے زمانہ نے تیرے لطف کے عہد مین جو آبادی بنائی وہ سایہ جغد مین بنائی ہے ہر چند جغد کا
سایہ نحوست سے ویران کرتا ہے لیکن تیری مہربانی سے وہ نحوست تبدیل ہو گئی جو عمارت کہ جغد کے
سایہ تلے زمانہ کی بنائی ہوئی ہو گی پایدار رہیگی و قید لفظ معمور کی پایداری کی نظر سے خوب مخصوص
ہوئی ہے۔ (از مترجم۔ دوسرا نسخہ جسکے معنے صاف ہین یہ ہے سه در روزگار قہر تو
معمورہ کہ ساخت ❊ در تحت ظل جغد بنا کرد روزگار) بیت

گلزار وصل شاہد عمرت بدست کرد ❊ بر تخت خود چہ مایہ ثنا کرد روزگار

یعنے تیرے شاہد عمر کا وصال ایک باغ ہے کہ اسے زمانہ نے حاصل کیا اور بہت کچھ اپنے نصیب کی تعریف کی
کہ اس مطلب کو پہونچا دیا اور چہ مایہ ثنا کردن سے مراد بہت تعریف کرنے سے ہے اور بعض نسخون مین
عمرت کے بجاے معنی ہے اس صورت مین بھی شاہد معنی سے ذات ممدوح مقصود ہو گی بیت

یا از دحام جاہ تو ز اسبوی لامکان ❊ تاکید در عموم ملا کرد روزگار

ملا بمعنی پری ہے یعنے اے ممدوح کثرت کے سبب تیرے مرتبہ نے دنیا کو بھر کر لامکان کے آسمان
پہونچا ہے اسواسطے زمانہ نے عموم ملا کے لیے تاکید کر دی کہ لامکان کے اسطرف بھی تیرے
جاہ سے مملو اور مالا مال ہے۔ بیت

برہان دہر بسوء عتاب تو سگذشت ❊ تسلیم در ثبوت خلا کرد روزگار

حکما کے قاعدے کے توڑنے کے لیے کہ وہ کہتے ہین دنیا مین کوئی جگہ نہین کہ وہان خلا ہو اور جس جگہ کو تم خالی سمجھتے ہو حکما اُسکا پر ہونا ہوا سے ثابت کرتے ہین مصنف کہتا ہی کہ خلا ممکن ہی اس دلیل سے کہ ہر گاہ زمانہ جلگیا اُسکا مقتضی یہ کہ حکما کے زعم کے موافق بلا تحقا وہ بھی سوخت ہو گیا برہان کو اضافت طرف دبر سوز کے توصیفی ہی اور ممکن ہی کہ سوز کو ساکن الآخر پڑھین اور صفت مقدم عتاب کی کہین اور برہان کی اضافت عتاب کی طرف اضافت لامی ہو لیکن صورت اول بہتر ہی

واللہ اعلم — بیت

امرت بمصاحبت قدمی گر بسنگ زد دستار ورگلوی قضا کرد روزگار

یعنے تیرے امر نے اگر قدم پتھر پر رکھا یعنے ٹھہرا ہوا زمانہ نے قضا کی دستار اُسکے گلے مین ڈالکر کھینچا کہ کسواسطے ممدوح کا امر روانی سے ٹھہرا اور تجھے پسند آیا — بیت

شوخی کہ باوجود وی از بیم فرقتش از بہر جان خویش دعا کرد روزگار

اسکی بیت اول یہ ہی ۔ آورد روی بندگی ما بدلبری ؛ ما را درم خرید بلا کرد روزگار ؛ شوخی مین یاے نسبت ہی نہین یاے موصولہ ہی اور آگے اُسکا بیان کرتا ہی کہ زمانہ باوصف اُسکی موجودگی کے اس اندیشہ اور خوف سے کہ مبادا شوخی کی اقتضا سے مینو ستایا نہین کہ وہ چلے اپنی جان کی خاطر دعا کرتا ہی —

| ۱۵۱ | قصیدہ در فخر خود گفتہ و تعریف اسپ — بیت |
|---|---|

ای طعن فلک نوشتہ بسم وی زلف صبا بریدہ در دُم

یہ قصیدہ اپنے فخر مین لکھا ہی اور گھوڑے کی تعریف سے اُسکی تمہید کی اور اسمین تتبع قصیدہ حکیم انوری کا کیا جو اسی قسم کی تمہید پر عمدہ کہا اور مطلع اسکا یہ ہی ۔ ای زرین نعل و آہنین سم وی سوسن گوش و خیزران دُم ؛ مطلع عرفی کا حاصل معنی یہ ہی کہ گھوڑے کی طرف خطاب کیا اور پہلے دو بیت مین اس قصیدہ کے بعد حرف ندا جملہ معترضہ ہی اور تمامی خطاب تیسری بیت پر ہی چونکہ آسمان کی رفتار تیزی اور سرعت مین بہت مشہور ہی تو مصنف کہتا ہی کہ تو ایسا گرم رو ہی کہ فلک کا طعن تو نے سم پر لکھا ہر چند استعارہ سم پر لکھنے کا ایک ایسا استعارہ ہی کہ مصنف نے ہی استعمال کیا لیکن دو وجہ اسکی ہو سکتی ہین اول یہ کہ رفتار کا اندازہ کرنا سم سے ہی اور یہ اندازہ کرنا لکھنے کے برابر ہی یعنے گھوڑے نے تیزروی سے فلک کی نسبت طعن نے سم پر لکھا گویا آسمان اسکی

سرعت رفتار کو نہین پہونچتا دوسرے یہ کہ ایسا لکھنا سوا کرنا فلک کا ہی اور پھر پاؤ پر لکھنا اور زیادہ سوالی
اور اہانت کی بات ہی اور ایک نسخہ جسکی غلطی پر صحیح فتوی نہین دیسکتے ہین یہ ہی کہ پہلے مصرع مین طعن کے
بجاے صحن اور سر کی جگہ از لکھا ہی اس صورت مین نوشتہ کو بیہودہ کے معنی مین لینا چاہیے اگر واقعی
شاعر نے یہی کہا اور موضوعی ہنو پہلے نسخہ سے اسکے معنی خوش آیندہ ہین اور دوسرے مصرع مین
استعارہ زلف صبا کا تراشنا اور پھر دم مین اسکو قطع کرنا مصنف کا مخصوص محاورہ ہی کہ گوش کو
سُمون سے گانٹھتا ہی۔ بیت

بر غنچہ سبک روی بدانسان + کش خندہ نزاید از تبسم

کلی کی ہنسی وہ ہی کہ ایک ایک پتی اسکی بکھر جاے اور مسکراہٹ اسکی یہ ہی کہ کسیقدر غنچہ کو کشادگی
ہو اور کلی کا مسکراہٹ سے ہنسی تک پہونچنا باد صبا کے چلنے سے ہوتا ہی اور بیت کے معنے
یہ ہین جسمین مبالغہ گھوڑے کے سبک چلنے کی نسبت ہی کہ کلی کے اوپر اسقدر سبک چلتا ہی کہ صبا
کے چلنے سے جو کلی کو تبسم سے خندہ ہو جاتا ہی گھوڑے کی چال سے وہ بھی نہین بلکہ تبسم کا تبسم رہتا ہی بیت

از گام شمردہ خط نگارے + بر نقطہ نوک نیش کژدم

نیش کژدم کی نوک پر ایک نقطہ حد ہی کہ وہم کی آنکھ کے سوا دوسرا اسکو نہین معلوم کرسکتا اور اصطلاح اہل
ہندسہ مین نقطہ خط کے سرے کو کہتے ہین کہ خط اسپر تمام ہوتا ہی اور اسکا جزو اور ٹکڑا ہونا محال ہی اور خط وہ ہی
کہ نقطون کے افراد پر شامل ہی اور ایک چیز کا وقوع بلکہ طیران ایسی شی پر جو مثل نقطہ ہو ناجائز ہی مبالغہ
گھوڑے کی رفتار مین اس محل پر کرتا ہی جہان امکان رفتار کا نہین ہی اسواسطے کہ خط کا لکھنا قدم سے
نقطہ پر غیر ممکن ہی اور وہ گھوڑا امر محال کو پیدا کرتا ہی اور ترکیب مین شمردہ کو خط کے ساتھ پڑھنا چاہیے
اور یہ بہتر ہی اس سے کہ گام کو اضافت شمردہ کی طرف دیجاے یعنے قدم سے نقطہ پر بہت سے خط تو
بناتا ہی بیشک مصنف کی تلاش اس بیت مین وہم کو پریشان کرتی ہی بیت

گرد از تو شہاب یافت زان کرد + سیمرغ وجود خویش را گم

شہاب کی سرعت ظاہر ہی اور سیمرغ کا الوپ ہونا معلوم گھوڑے کی جلدی کی تعریف مین کہتا ہی
شہاب نے تجھسے گرد پائی یعنے تجھسے اثر اسکو پہونچا اس سبب سے سیمرغ نے اپنا وجود گم کیا
سیمرغ کی خصوصیت شہاب کے لیے سیمرغ کے گم ہونے کی نظر سے ہی حاصل یہ کہ سیمرغ نے
تیری جلدی پاکر اپنے تئین گم کردیا اور بعضے نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہی اور دونون نسخون سے
الفاظ کا مسخ ہونا ظاہر ہی۔ گرد از تو شتاب وام زان کرد + بہرحال اس صورت مین تقریر اسطرح

کرنی چاہیے کہ سیمرغ کا لفظ جو دوسرے مصرع مین ہی فاعل فعل گرد کا ہی جیسے ہو خبر واقع ہوا اور شتاب
مفعول ہی اور وام حیثیت فعل یعنے سیمرغ تجھسے شتابی کو حاصل کر لیا جلد چلا گیا کہ اپنے وجود کو گم
کردیا۔ (از مترجم) ۔ دوسرا نسخہ درست اور معنی اُسکے صاف ہین قاعدہ ہی کہ جسکی رفتار نہایت
تیز ہو وہ نظر سے غائب ہوجاتا ہی اس بنا پر مصنف نے یہ مضمون باندھا کہ سیمرغ جو نظر غائب ہی
اسکا یہ سبب ہی کہ سرعت اور شتاب اُسنے حاصل تجھسے کی اور پہلے نسخہ مین جو شہاب ہی وہ
تحریف شتاب ہی اور اگر وہ نسخہ بھی قبول کیا جاسے تو اُسکی توجیہ اس ترکیب سے ہوسکتی ہی کہ سیمرغ
کو مضاف وجود کا کرین اور یہ تقریر ہو کہ تیری چال اور تیرے دوڑنے سے شہاب نے تھوڑی گرد جو تیرے
چلنے مین اوڑے حاصل کی اور اُس گرد کے اثر سے ایسی سرعت شہاب کی رفتار مین آگئی کہ
اُسنے اپنے وجود کے سیمرغ کو بالآخر گم کردیا۔ آیندہ خدا جانے۔ بیت

اول قدم ریاض طبعش　　آخر چمن بہشت ہشتم

اوپر کی بیت مین گھوڑے کی تعریف جو بطور تمہید اس سے ہی اپنے فخر کی طرف مصنف نے
گریز کیا (اور وہ بیت یہ ہی۔ زان راست روی کہ طبع عرفی + راندست بمسالک تعلم ۔
یعنے پہلا قدم عرفی کے باغ طبیعت کا یعنے پیشگاہ اُسکا آٹھوین بہشت کا آخری چمن ہی اور آخر چمن
مقابل قدم سے طرف آخر بہشت ہشتم کے ارادہ ہوسکتا ہی اسواسطے کہ ایک بہشت متعدد
چمن کو شامل ہی اور بہشت ہشتم سے باغ ارم مراد ہی اسلیے کہ بہشتون کی تعداد ہی اسامی پہلے
سات تھی باغ ارم جو شداد نے بنایا اُسکو فرشتے حکم الٰہی سے اُٹھا لیگئے اسوقت بہشت آٹھ
ہوگئے خلاصہ انتہا خوبی ارم کی باغ طبیعت عرفی کی ابتدا مین ہی۔ بیت

در ابرہ اطلس فلک دوخت　　رالیش ز بیاض صبح قاقم

رنگ کی نظر سے آسمان کو اطلس کے ساتھ نسبت دی اور نوین آسمان کے نامون سے
ایک نام اُسکا فلک اطلس بھی ہی اور رالے کی تعریف روشنی سے کی ہی اور قاقم ایک پوست
سفید ہی اور اکثر اُسے اطلس کے ابرہ سے دوخت کرتے ہین خلاصہ یہ کہ صبح جو آسمان پر نمایان
ہوتی ہی قاقم ہی کہ عرفی کی رالے نے اطلس کے ساتھ اُسکو سیدیا ہی فروالبینۃ علی المدعی بیت

گردون بنظارہ ضمیرش　　یک دیدہ ز آفتاب ہر دم

ضمیر دل کے اندر کی بات کو کہتے ہین اور دل کو بھی اور اکثر پوشیدہ چیز کو بھی اور باریک شی کو ایک
آنکھ سے دیکھتے ہین کہ آسانی سے نظر آوے۔ یعنے عرفی کے ضمیر دیکھنے مین آسمان یک چشم ہی

جسکی ہتیلی آفتاب ہی حاصل ضمیر عرفی اسقدر پوشیدہ ہی کہ آسمان آفتاب کے ایک آنکھ سے نور
اُسکو دیکھ رہا ہی۔ بیت

از آب سخاش خوشہ بر داشت    نوک مژہ چون سنان گندم

سنان گندم وہی کندم کہ زمین سے اوپجی اور پلک کے بال سنان کی صورت ہوتے ہین
اور اُسکو بالفرض آبحیات سے بھی سیچین تو اسمین نہ نشو ونما ہو اور نہ اُسمین دانہ آوے کہا ہی
کہ عرفی کی سخاوت کی آبپاشی سے پلک کے بال گیہون کی سی بالی لاتے ہین فقط سنان ہونے
چشم کی نظر سے یہ مضمون باندھا ورنہ آب سخا سے تخصیص موے مژہ کچھ نہین ۔

| قصیدہ در شکایت زمانہ دون گفتہ ۔ بیت | ۹۳ |
|---|---|

کدامی سادہ زن فحل یابے    کہ بر سر چادر از دامان ندارد

یہ قصیدہ زمانہ دون ہمت کی شکایت مین کہا ہی یعنے کون مرد کونی ایسا ہی جو سر کے اوپر دامان
کی چادر نہین ڈالے رکھتا سادہ موصوف اور زن فحل صفت ہی۔ بیت

چنان بر خضر بوے مے گذر بست    کہ رہ در چشمۂ حیوان ندارد +

اس زمانہ مین خضر علیہ السلام پر شراب کی خوشبو نے راستہ بند کر دیا کہ اسکے سبب چشمۂ آبحیات
کی طرف نہین جا سکتا مراد یہ کہ اُسی شراب کو وہ آبحیات جانتے ہین ۔ بیت

چنان گرم اند در عصیان کہ دوزخ    غم بیکاری شیطان ندارد

یعنے آپ ہی آپ گناہ رغبت دل سے کرتے ہین کہ دوزخ کو شیطان کی بیکاری کی پروا نہین ہی
اسواسطے کہ خلائق معمولاً شیطان کے بہکانے سے دوزخ کے مستوجب ہوتے ہین۔ بیت

غم دین و انگہی لب نعمہ پرداز    کہ مسکین این ندارد آن ندارد

دین کی فکر اور پھر یہ کہنا کہ غریب ہین یہ بات نہین وہ بات نہین مطلب یہ کہ اہل دین کے لیے طرز
شایستہ نہین اور بعضے نسخون مین بجاے غم دین کے عمل این دیکھا گیا اس صورت مین معنی
ظاہر ہین کاف دوسرے مصرع مین بیانیہ ہی اور غم کا بیان کرنے والا ۔ (از مترجم) پہلا نسخہ
یعنے غم دینی کو شعر آیندہ نہین چاہتا پس دوسرا نسخہ صحیح ہی جو شعر آیندہ کے لیے مناسب ہی اور
معنی اُسکے یہ کہ اعمال تو یہ ہین جو اوپر بیان ہوے اور حال یہ کہ ہر وقت اللہ تعالے کا گلا شکوہ
زبان پر ہی یعنے کہتے ہین کہ غریب کے پاس نہ کھانے کو کچھ ہی اور نہ پہننے کو کپڑا ہی ۔ بیت

مکافات عمل رزاق خلق ست ‏ ‏ ‏ ‏ ہوای نفس قوت جان ندارد

مکافات سکے یعنے پاداش اور بدلا یعنے جیسا کوئی عمل کرتا ہے اسکے بدلے مین کارخانہ قدر سے ویسا ہی رزق ملتا ہے کہ اعمال سکے مکافات از روے مجاز رزق ہے۔ بیت

کسے کز بیم حق نعمت شناس ست ‏ ‏ ‏ ‏ بدست از شکر جو دستان ندارد

یعنے جو شخص خدا کے خوف سے اسکی نعمت کی قدر کرتا ہے ایسا شکر خوف والا ایک مکر اور بناوٹ کا شکر ہے۔ بیت

کسے کو داند و مغلوب نفس ست ‏ ‏ ‏ ‏ ز مردم عیب خود پنہان ندارد

یہ بیت ابیات مابعد کے ساتھ باہم مربوط ہین اور معنی اسکے یہ کہ جس کسیکو علم نفس بہیمی کے غلبہ کا ہے لیکن وہ مغلوب اس نفس کا ہے درحالیکہ اثر قوت تمیز کا نہین وہ اظہار عیوب مین کوشش کرتا ہے پس اگر دشمن اسکے عیب کا ذکر کرے وہی نفس بہیمی کہ شوخ اور کم بخت ہے غرور کے سبب درگذر کرے بلکہ اپنے ہمسایہ نفس سبعی کی معہ سے لڑائی کو مستعد ہوتا ہے اور طاعن کو آدمی نہین قرار دیتا اور جو شخص اسکے غلبہ کو دفع کرے اور اس پر قادر رہے کہ نفس کا مغلوب نہو مگر اسکا قصد نکرے ایک دفعہ کو اگر مومن ہو تب بھی اسے زجر و توبیخ کرنی چاہیے اور اگر وہ کافر ہے تو اسنے کفر مین ثابت نہین اور جو شخص ترک کرے اگر ممکن ہو تو اپنے کام مین حیران اور درماندہ ہوگا اور جو شخص نہ اسکا علم رکھے نہ اسپر قادر ہے گویا اپنے معشوق حقیقی کے ساتھ عہد و پیمان اسکو نہین یعنے داخل نباتات اور جمادات ہے۔

| ۵ | قصیدہ خطاب بمعشوق میکند ۔ ابیات |
|---|---|

اے برزدہ دامن بلا را ‏ ‏ ‏ ‏ سر در پئے خویش دادہ ما را

چون در رہ مردمے نہے پاے ‏ ‏ ‏ ‏ از کوچہ ما طلب وفا را

معشوق کی طرف خطاب کرکے کہتا ہے کہ اے بلا کے دامن چڑھاے ہوئے یعنے بلا کو عشاق کی گرفتاری کے لیے چست اور مستعد کیے ہوئے تو نے ہمکو اپنا گرفتار اور پیچھا لانیوالا بنایا ہے جب مروت کے راستے تو چلے یعنے مزاج مین آئے کہ تو مروت کرے تو مناسب ہے کہ مروت اور فتوت کا اسباب ہماری بازار سے حاصل کر۔ بیت

یادم نکنی و ہیچ گہ من ‏ ‏ ‏ ‏ ننے مژدہ ندیدہ ام صبا را

یعنے ہرچند بظاہر تو مجھے یاد نہین کرتا مگر تیرے التفات دلی سے کبھی صبا کو خوشخبری بغیر لائے
نہین دیکھا بیت

صد چاک سپردہ ام بہر دوست  تا کردہ بدوش یک قبا را

مین جو دیوانگی کے سبب برہنگی کو اپنا لباس بنایا ہی بدن مین قبا بغیر جیسے ایک ہاتھ مین ہا
لگا ہے غرض قبا کے چیرنے پھاڑنے کو طیار ہون قبل اسکے کہ قبا پہنون بیت

اے بخت چنان مکن کہ آخر  ممنون اثر کنم دعا را +

یا دست جفائے چرخ بربند  یا بخل عطائے مدعا را

ای نصیب مددگار رہ اور ایسا نکر کہ تیری بے امدادی سے دعا کا مین محتاج ہون اور دعا بھی
اثر کی احسانمند ہو لیس یا آسمان کے ظلم کا ہاتھ باندھ دے جو میرے اوپر دراز کر رکھا ہی یا بخل موقوف کر
جو مجھے مدعا کے دینے مین کرتا ہی اور بعضے نسخون مین بجائے مکن صیغہ نہی کے کن بصیغہ امر لکھا ہی
اس تقدیر مین نصیب سے مدد چاہنا اور دعا کو اثر کا احسانمند کرنا ظاہر ہی بیت

در انجمن جمال رویت  بگرفتہ ز آفتاب جا را

یعنے تیری صورت نے حسن کی مجلس مین آفتاب سے جگہ چھین لی یعنے انسپر غالب ہا لی
لفظ رو فاعل بگرفتہ کا ہی اسکی طرف لفظ جمال مضاف نہین ہی بیت

دستے سخن آورم کہ شوید +  مجموعہ لطف اولیا را

اس بیت مین کہ اپنے سخن کی شستگی کے سامنے حضرات اولیا کے مجموعہ لطف کی عدم صفائی
ظاہر کی دست کو نوع اور قسم کے معنے مین استعمال کیا ہی راز مترجم۔ شارح کا نسخہ مختار لفظ
شوید بجاے شاید صریح نادرست ہی اسواسطے کہ اس بیت سے پہلے کے دو ابیات کے مصرعہاے
اول کے آخر مین لفظ شاید ہی اور وہ شاید ہین کہ اس بیت کے مصرع اول کے آخر مین
بھی شاید ہی نہ شوید اور اس تقدیر پر معنی بیت کے بہت خوب اور موزون تر یہ ہین کہ اس قسم کا سخن
کہون کہ حضرات اولیاء اللہ کے مجموعہ لطف کے لیے سزاوار ہو

---

## 72 قصیدہ در مدح ابوالفتح بتہنیت وزن بیت

---

تا ابد سال نوت برگشتہ بہر تہنیت  جملگی در ساحت سال نوت محصور باد

یعنے پورانے سال ہمیشہ تک گھوم کر تیرے مبارکباد دینے کو تیرے نئے سال مین سما جائین اور

یہ کنایہ ممدوح کی حیات ابدی سے ہی اور بعضے نسخون مین بجاے ابد کے ازل دیکھا گیا ہی اس صورت مین معنی اسطرح ہونگے کہ ازل کی تعریف یہ ہی جسکی ابتدا نہین ہو اور ابد کی یہ تعریف ہی کہ اسکی انتہا نہین ہی پس عمر سے جو سال گذر گئے وہ ازل کی طرف گئے پس غرض یہ ہی کہ ازل تک جسقدر پورے سال گذر گئے سب گلو م کر سال جدید مین محسوب ہون — بیت

از در دروازہ نوروز تا میدان عید ... ہمچنین آرایش بازار عمرش شو باد

نظم کے محاورہ مین دو لفظ ایک معنی کے بہت واقع ہوتے ہین اور ان دونون سے ایک مقصود ہوتا ہی جیسے ساحت میدان اور خلق عالم اور در دروازہ وغیرہا اور اگر واو عاطفہ درمیان مین نہین ہی اور معنی یہ ہین کہ اسیطرح تیری عمر کے بازار کی خوبی اور رونق خوشی اور خورمی ہو اور نوروز کو اور عید کو میدان سے تشبیہ دیکر دونون کے اکٹھے ہونے سے خوشی کی افزایش مراد لین نہ یہ کہ درمیانی ایام کا شائبہ مخل معنی ہو از مترجم مضاف و مضاف الیہ مین تغایر ہین وجہ بہتر یہ ہی اسواسطے کہ اضافت ایک لفظ کی مثل کی طرف جائز نہین — بیت

ہر معما کش بود افزایش مصداق اسم ... درمیان کودکان دولت مشہور باد

مصداق گواہ اور یہان مادہ سے مراد ہی پس کہتا ہی جو معما کہ اسکے اسم کا مصداق ترقی اور افزایش ہو تیری دولت کے اطفال اسکو سمجھین (از مترجم — نسخہ صحیح یہ ہی ؎ ہر معما کش افزایش بود مصداق اسم — یعنے جو معما کہ اسکے اسم کا مصداق افزایش ہو اور افزایش پر اسکا اسم صادق آوے باوجودیکہ معما کا اسم نہایت پوشیدہ اور مشکل اسکا پانا از روی قواعد ہی مگر خدا کرے کہ وہ معما تیرے دولت کے لڑکون مین مشہور اور مستعمل ہو — بیت

ہر لغت کاندیشہ یابد بہر مفہوم ابد ... جملہ بر عنوان لوح ہستیت مسطور باد

اس بیت مین ممدوح کی زندگی جاویدکی دعا ہی یعنے جو لفظ کہ اسکے معنے مین ہمیشگی ہو تیرے ہستی کے تختے کے سرے پر لکھا ہو یعنے ابد جسکی انتہا نہین ہی تیرے وجود کی ابتدا سے خوب بندھی جکڑی رہے اور جملہ کا لفظ جو کثرت کا مقتضی ہی مقابل ہر لغت کہ وحدت کو چاہتا ہی تمام افرادیت کے لحاظ سے ہی اور ممکن ہی کہ جملہ کا لفظ تاکید حصر کے واسطے ہو یعنے وہ سب لغت مسطور ہون اسکا غیر نہو — بیت

در سماع انداز صد بر جامہ اسرار غیب ... حشر و نشر لفظ و معنی از دم این صور باد

ظاہر ہی کہ آواز نرم اور خوش آیند سے سننے والے کو وجد اور رقص پیدا ہوتا ہی پس کہتا ہی کہ تیرے قلم کی آواز سے اسرار الہی کو وجد اور رقص ہی اور پردہ غیب سے عرصہ ظہور مین آتے ہین اور چونکہ حشر و نشر

صورت سے ہوگا تو لفظ اور معنی کا پیدا اور ناپیدا ہونا تیرے قلم کے صور سے ہوا اور ہر چند اسرار
غیب کی جنس میں سے گریبان سے معنی مجازی مراد ہیں — بیت

شاخ تاکی کش بود بخت بلندت باغبان     طارم گردون شکن از خوشہ انگور باد

یعنے جس درخت انگور کی ڈالی کو تیرے بلند نصیبے سے پرورش ہو زیادہ انگور کے سبب الیا عام
ہو جاوے کہ آسمان کی گتی میں نسمائے اور اپنے نشو و نما کے زور سے آسمان کی چھت توڑ کر او پر نکلجاے
اور یہ بھی ممکن ہو کہ طارم گردون شکن کو تشدید سے کہیں یعنے وہ شاخ طارم آسمان کی توڑنے والی ہو
اور بعضے نسخون میں طارمش شین ضمیر کے ساتھ ہے اس صورت میں نئے تکلف معنی پیدا ہوتے
ہیں اور خوب مبالغہ بخت بلندی میں ہے۔ (از مترجم۔ برہان قاطع میں طارم بر وزن آدم خانہ
را گویند کہ از چوب سازند ہمچو خرگاہ وغیرہ و بام خانہ را نیز گویند و بمعنی گنبد ہم آمدہ است و محجری را
نیز گویند کہ از چوب سازند و بر اطراف باغ و باغیچہ بجہت منع از دخول مردم نصب کنند اور بہار عجم میں ہے
کہ طارم چوب بندی کہ از برای انگور و یاسمین و کدوے صحرائی کنند و داربند و طارم انگور وارست
نیز گویند نور الدین ظہوری سہ ثنا با ہمہ ایزد پاک را ✦ ثریا دہ طارم تاک را ✦) بیت

قبضہ شمشیر کینت دستگاہ آفت ست     سایہ شمشاد رایت چشمہ شاپور باد

یعنے تیرا کینہ بلا انگیز ہے اور آفت اُس سے قوت حاصل کرتی ہے۔ اور دوسرے مصرع میں نیزے کی
روشنی کی تعریف کرتا ہے اور نیزہ کو بلندی کی نظر سے سرو شمشاد سے استعارہ کیا اور اسکے سایہ کو چشمہ شاپور کہا
اور رایت جو شمشیر کے مقابل ہے ترکیب میں مضاف کین کا ہے کہ اُس مضاف الیہ کو مقدر کہنا چاہیے
یعنے تیرے کینہ کے نیزہ کے شمشاد کا سایہ چشمہ شاپور کا ہے اور اگر رایت کو ترکیب میں مضاف اور
مضاف الیہ مقابل کینت کہیں اور روشنی رائے کی تعریف قرار دیں معنی بہت اچھے پیدا ہوتے ہیں
الا استعارہ رائے کا شمشاد کے ساتھ عرفی ایسے استاد سے بعید ہے اور چشمہ شاپور مشہور ہے کہ شاپور
نے ہنر کی قوت سے ارمن کی زمین میں سنگ املس سے وہ چشمہ بنایا اسقدر چمکتا ہوا ہے کہ اوسپر
نظر صفائی کے باعث نہیں ٹھہرتی تھی پس معلوم کرنا چاہیے کہ سایہ میں جب اسقدر روشنی ہے تو رایت
کی روشنی کس درجہ ہوگی (از مترجم۔ چشمہ شاپور کے بجائے دوسرا نسخہ چشمہ سار نور ہے کہ بہتر ہے
اور شارح علیہ الرحمہ نے رایت کو مضاف و مضاف الیہ کی صورت میں بلحاظ معنی ناپسند کر کے ترک کیا
اسواسطے کہ استعارہ رائے کا شمشاد سے شان مصنف سے بعید ہے مگر واضح ہو کہ جسطرح رائے
کی تعریف روشنی سے کرتے ہیں اسیطرح بلندی سے بھی کرتے ہیں جسکی طرف شارح علیہ الرحمہ کا خیال نہیں

رجوع ہوا ورنہ اسی ترکیب مضاف و مضاف الیہ کے ساتھ رایت کو اختیار کرتے اور ضرورت
مضاف الیہ مقدر یعنے کنیت کے ہنوتی اور میرے نزدیک یہی درست ہی) — بیت

عالم علیشت کہ بانطبیق شرع آمد قدیم    آسمان او بہشت و زہرہ او حور باد

مخفی نرہے کہ جس مقدمہ کے اثبات کا متکلم قصد کرتا ہی اُسکے ثبوت کے لیے سند پیش کرتا ہی تاکہ
وہ مقدمہ ثابت ہوا اور عالم کو حکما نے قدیم کیا ہی اور یہ شرع مین صحیح نہین ہی مصنف نے ممدوح کے
عالم عیش کو کہا کہ قدیم ہی پس بغرض ثبوت قدم عالم عیش کی سند لایا کہ قدیم بانطبیق شرع ہی یعنے ارد
حکم شرع کے قدیم ہی (اور بالکل غلط) یا کہین کہ جیسی شرع قدیم ہی (اور اسمین بھی کلام ہی) اور عالم
کو آسمان اور زہرہ درکار ہی اور بنظر عالم عیش کی بہشت اور حور کو آسمان اور زہرہ کہا ہی

پھر اخذ نعمت تسخیر عالم پرورست    دامن دریوزہ در کف سایہ باد و نور باد

واضح ہو کہ تسخیر عالم کو استعارہ نعمت سے کیا اور نعمت کی اضافت تسخیر عالم پرور کی طرف یعنے
تیرا مسخر کرنا جو دنیا کو پرورش کرتا ہی ایک نعمت ہی اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے سایہ اور
نور جو رات اور دن کے لحاظ سے زمانہ ہی جسکا دامن گدا گرون کی طرح ہاتھ مین لیکر آگے بڑھاے
اور یہ ممدوح کی تعریف عالم کی پرورش اور حفاظت کی نسبت ہی — بیت

گر قضا خود را شمارد دستیار علم او    جاے تعریضست اما گوشش معذور باد

یعنے قضا اپنی تئین تیرے حلم کا مددگار کہے تو مقام تعریض کا ہی کہ کسواسطے دلیری اور گستاخی اُسنے کی
(معاذ اللہ) لیکن مین اُسے معاف کرتا ہون اسواسطے کہ خطا کی اور مفتی کو خطاے گذشتہ مین معذور
رکھتے ہین —

| ۱۱۵ | قصیدہ در مدح اکبر شاہ و توطیہ بر فرچیستان شمع ورزیدہ بیت |
|---|---|

چیست آن جوہر ہدایت فن    آسمان مولد و زمین مسکن + +

یہ قصیدہ اکبر شاہ کی مدح مین ہی اور توطیہ اُسکا شمع کی چیستان سے اٹھایا اور اکثر مضمون کے
ناک اور کان اوڑا دیئے بیت کے یہ معنی ہین کہ بروی ترکیب جوہر ہدایت فن مین اضافت توصیفی
ہی اور صرف اس شمع کے شعلہ پر نظر کرکے سوال کرتا ہی کہ وہ جوہر کیا ہی جسکا فن ہدایت ہی اور مدعا
نہین جوہر علوی آتش ہی کہ آسمان مولد کہا اسکو اصل پیدائش کے سبب سے جو آسمان سے
زمین پر آئی ہر چند آتش کا وجود سنگ خارا سے دنیا مین عہد جمشید سے ثابت ہی کہ کتابین اسکی

حکایت پر مشتمل ہیں کہ حکیم واقف ہو کہ آتش کا وجود خارا میں دراصل آسمان سے ہی واللہ اعلم بیت

سوزنش در حراست رشتہ — رشتہ آتش در سیاست سوزن

ضمیر تحسین شمع کی طرف اور سوئی اسکو کہنا اسکے راستے کے سبب سے ہی اور رشتہ اسکے درمیان ہی
گویا اسکی حفاظت کرتا ہی اور جب روشن ہو وہی رشتہ ہی جسکے شعلے کے وسیلے سے وہ روئی کو گلاتا ہی
اور وہ درحقیقت سوئی کی سیاست کرتا ہی کہ سوئی مضمحل ہو جاتی ہی بیت

ہم ز باد صبا شود چو زحل — ہم ز برق صفا سہیل یمن +

پوشیدہ نہو کہ جوزا ایک برج ہی جسے دو پیکر بھی کہتے ہیں اور وجہ تسمیہ اسکی پہلے بیان ہو چکی یعنی ہوا کا
صدمہ شمع کو پہونچتا ہی شعلہ اسکا دوہرا ہو کر دو پیکر معلوم ہوتا ہی اور صفائی اور نور کے سبب
سہیل یمن ہی بیت

خط استوا کند حرکت — آفتابش چہ تیر و چہ بہمن

خط استوا ایک سیدھا خط موہوم ہی کہ آسمان کے بیچوں بیچ مقرر کیا ہی اور تیر ماہ گرمی کا مہینا
اور وہی مہینا جاڑے کا ہی آفتاب ماہ تیر میں خط استوا پر حرکت کرتا ہی تفصیل یہ کہ جب
کوئی قبلہ رخ کھڑا ہو اسکے سر پر آفتاب چمکتا ہی اور بہمن میں خط استوا سے ہٹکر دکھن کی طرف چلا جاتا
ہی اور اسوقت اگر کوئی شخص قبلہ رخ کھڑا ہو تو اسکے بائیں شانہ پر آفتاب چمکتا ہی - دانستہ رہے
برہان قاطع میں ہی کہ تیر چوتھا مہینا سال شمسی کا ہی اور وہ مدت آفتاب کے رہنے کی برج سرطان میں ہی
اور بہمن نام گیارہویں مہینے کا سال شمسی کا ہی اور آفتاب اسوقت برج دلو میں ہوتا ہی اور خط استوا
ایک دائرہ موہوم کرہ زمین پر بیچوں بیچ پورب پچھم کے ہی جو زمین کے کرہ کو دو مساوی حصوں میں تقسیم
کرتا ہی اور اسکے مقابل آسمان پر ایک دائرہ موہوم ہی جسکو معدل النہار کہتے ہیں اور اسکے علاوہ
ایک دوسرا دائرہ منطقۃ البروج آسمان پر ہی جو ساڑھے تئیس ۲۳ درجہ کا زاویہ معدل النہار سے بناتا ہی
جسکو طریق الشمس کہتے ہیں اور اسی دائرہ کے بارہ حصے کر کے ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا اور
آفتاب کا گذر خط معدل النہار پر سال بھر میں دو مرتبہ ہوتا ہی ایک دفعہ جب کہ نقطہ اول برج حمل پر دوسری
دفعہ برج میزان کے اول نقطہ پر پہونچتا ہی اور یہ دو وقت اعتدال کے ہوتے ہیں اور آفتاب کا بر
شانہ چپ ہونا عرض البلد پر منحصر ہی جسکا حساب خطوط نصف النہار کے سمت الراس سے
ہوتا ہی اور خط استوا سے نصف کرے شمالی اور جنوبی بن جاتے ہیں اور کرہ زمین کو اسطرح تقسیم کرتے ہیں
جسطرح خربوزہ کی دھاریاں خربوزہ کو تقسیم کر دیتی ہیں بیت

قصب باہتاب او اکسون　　شرف آفتاب ا وایمن

یعنے اسکے شعلے کے آفتاب کا شرف وادی ایمن میں اس اعتبار سے ہے کہ وہان تجلی حضرت موسے علیہ السلام کی ہوئی تھی مگر مقام ایمنی کو مقام شرف آفتاب شعلہ کا کہہ سکتے ہین نہ لفظ شرف او اکسون بکسر اول ایک ریشمی کپڑا ہے جو قصب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے — از مترجم — شارح علیہ الرحمۃ کا اعتراض نہین ہوسکتا اسواسطے کہ اشعار مین ایسے مسامحات اور مجازات جاری ہین ہم بیت

گہے از میان تاج خروس　　برفشاند بفرق خود ارزن

شمع کا شعلہ یعنے گل تاج خروس سے مشابہ ہے اور ارزن فشانی شمع کے شرارون کے اعتبار سے ہے اور چھوٹے چھوٹے تخم شرار کے مثل تاج خروس سے نکلتے ہین — بیت

جوہر ہیکلش ہیولائیست　　در قبول صور چو گوہر ظن

شمع کی صورت کا مادہ موم ہے کہ ایک ہیولا ہے مختلف صورتون کے قبول کرنے مین جوہر ظن کے مشابہ ہے اسواسطے کہ ظن ایسا جوہر ہے کہ ہر ایک شی کی صورت کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے اسیطرح موم بھی صورتون کا قابل ہے جس شکل کا اُسے چاہین بنا لین — بیت

خرمن از سنگ آس گر باشد　　بزبان آرد ش بلیت خرمن

یعنے اگر چکی کے پتھرون کا ڈھیر لگا ہو شمع اُسکو زبان سے پسکر آٹا کر دے اور یہ فعل اُسکا نظر بالقوۃ ہے نہ نظر بالفعل اسواسطے کہ شمع کی زبان کہ شعلہ ہے پہاڑ کو بیاکر سرمہ کر دے اور ہوسکتا ہے کہ بجائے کلمہ بزبان کے بزبان میم کے ساتھ ہوا اور یہ کلمہ زبان کا جلدی کے معنی مین مستعمل ہے ور نصورت تقریر یہ ہوگی کہ وہ شمع سنگ آس کو فوراً آٹا کر دیتی ہے — بیت

جوہرش در حریم خاطر شاہ　　ماہ نخشب بود چہ بیژن

اس بیت مین ممدوح کی خاطر روشن کی تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اُس شمع کا جوہر کہ شعلہ ہے بادشاہ کی خاطر روشن کے محل مین نخشب کے چاند کے مثل ہے یعنے روشنی عملی ہے یعنے اون اسواسطے کہ ماہ نخشب مقام نخشب مین ایک چاند ہے کہ حکیم مقنع نے عمل نیرنجات سے طیار کیا اور کنوین سے اُسکا طلوع اور تین کوس تک اُسکی روشنی ہر چار طرف ہوتی جب وہ نکلتا تھا اور چاہ شعر مین مشہور ہے کہ افراسیاب نے بیژن کی گرفتاری کی خاطر اپنی لڑکی منیژہ کے عشق کے سبب بنایا اور اُسمین بیژن کو رکھا جسے آخرکار رستم نے اُس کنوین سے خلاصی دی یعنے ماہ نخشب چاہ بیژن کے اسے تیرہ و تاریک — اور ممکن ہے کہ جوہر شمع سے کل ذات اُسکی مراد ہو وا و عاطفہ کی صورت مین یعنے درست

مصرع کے اسطرح معنی کہنے چاہئین کہ وہ شمع بادشاہ کی خاطر مین اپنے شعلہ کے اعتبار سے
ماہ نخشب سے اور اپنے چشم کدر کے سبب کہ موم کی ہے اور وہ مومین کی وجہ سے چاہ شیرین کے مشابہ ہے مگر
چاہ کہنا جسم شمع اور شعلہ شمع کو پوچ اور سنے اصل ہے از مترجم پھر اِس توجیہ کی ضرورت کیا تھی

| | قصیدہ در تائب و ردیف توبہ ۔ بیت | ۹۷ |
|---|---|---|

مے ساختمش بباده ممزوج ‌ ‌ ‌ ‌ نے خستگے از گلاب توبہ +

یہ قصیدہ عرفی سے بہت خوب ہوا ہے اور تقریر بیت ظاہر ہے کہ ضمیر شین پہلے مصرع مین بطور اضمار
قبل الذکر ہے اور گلاب کی طرف راجع چونکہ گلاب شراب مین ملا کر پیتے ہین کہتا ہے کہ مین گلاب
شراب مین ملا کر پیتا تھا اس سبب سے باوجودیکہ گلاب مین کچھ نقصان نہین ہے گلاب کے پینے سے
بھی توبہ کی ۔ بیت

گر درد ندامتم بسنجد + ‌ ‌ ‌ ‌ زاسیب کند عذاب توبہ

بسنجد فعل اور عذاب فاعل اور کند بھی فعل اور عذاب فاعل اور توبہ مفعول ہے یعنے میرے
درد ندامت اور پشیمانی کو عذاب تولے اور معلوم کرے تو تپیا او صدمہ پہونچانے سے توبہ کرے ۔ بیت

صد فوج گنہ شکستہ بیکدم ‌ ‌ ‌ ‌ چون تیغ کشد قراب توبہ

گناہ کے سو لشکر ایکدم مین تباہ کر ڈالے اگر توبہ تلوار اپنے میان سے نکالے ۔ اسواسطے
کہ توبہ سے گناہ معدوم ہوتے ہین گویا کہ توبہ کی سونتی ہوئی تلوار لشکر گناہ کو قتل عام کرتی ہے
اور لفظ قراب پر لفظ از کا مقدر کہنا چاہیے کہ تیغ کشیدن کا قرینہ اُسکی تقدیر پر دلیل واضح ہے ۔ بیت

در حالت بیم موت کا دم ‌ ‌ ‌ ‌ بیدار شود ز خواب توبہ +

ز اندیشہ مرگ توبہ کردم ‌ ‌ ‌ ‌ انزا نکنم حساب توبہ +

یعنے توبہ کے وقت آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب مرنے لگتا ہے توبہ کرنے کو
مستعد ہوتا ہے اسواسطے عرفی کہتا ہے کہ موت کے اندیشہ سے مین نے توبہ کی اور اِس توبہ کو مین
توبہ مین محسوب نہین کرتا اسواسطے کہ توبہ اُسوقت کی منظور نہین ہے لفظ حساب توبہ معنی مین محمول
بر قلب ہے جو ردیف اور قافیہ اُسکا مقتضی تھا ۔ بیت

سی سال ز نفس معصیت زاد ‌ ‌ ‌ ‌ اکنون دھد از سداب توبہ

یعنے تیس برس نفس سے گناہ صادر ہوئے اب اُسے سداب دیتا ہے یعنے نفس کو گناہ سے

باز رکھتا ہے فرض کیا مین نے کہ توبہ تو اب بخشے لیکن تیس برس جو گناہ کیے اُسکی شرمندگی بیحساب ہے سداب سین کے زبر سے فرہنگ جہانگیری مین ایک گھاس ہے کہ اُسے عورت کھائے تو بانجھ ہو جاے — بیت

بر توبہ مدوز کیسہ آخر  تا نگسلد از عتاب توبہ

یعنے توبہ پر اجر کی توقع نہ رکھو تاکہ عتاب الٰہی سے توبہ کا بند نہ ٹوٹ جاے کسواسطے کہ توبہ پر نازش کرنا اور اُسپر بھروسا کرنا عتاب الٰہی کے مستوجب ہوتا ہے اور وہ باعث ہزارون وبال کا ہے نعوذ باللہ من ذلک ؕ

## خاتمہ

ارباب شعر و سخن اور قدرشناسان قصیدہ سرائی کی خدمت مین گزارش ہے کہ قصائد عرفی زبان فارسی مین ایک عمدہ درسی کتاب ہے اور اُسکے درس و تدریس عام و خاص سند سب مین رائج ہے پس بنظر رفاہ عام اور تسہیل طالبان زبان فارسی کے بیشتر کارخانہ منشی نولکشور صاحب مین شرح قصائد عرفی جو ملا قطب الدین فارح رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی طبع ہوئی تھی اور کئی مرتبہ نوبت اوسکے طبع کی آئی لیکن وہ نسخہ اسقدر غلط ہو گیا تھا کہ باوجود صرف قیمت کے مشتریان نیکخصال اُس سے پورا فائدہ نہین اٹھا سکتے تھے گویا بلکہ واقعی وہ کتاب مسخ ہو گئی تھی اُسوقت بنظر سرسری تصحیح اغلاط جہانتک ممکن ہوئی کی اور اسکو چھاپا مگر طبیعت خوش نہین ہوئی اسواسطے کہ علاوہ مسخ ہونے کے اُسکے اندر چند سقم دیگر ہے ایک یہ ہے کہ شارح علیہ الرحمۃ نے ہر قصیدہ کے شروع شرح مین ایک تمہید اور تولیہ رنگین عبارت کے ساتھ لکھا ہے حالانکہ شرح مین اُسکی ضرورت نہ تھی دوم یہ کہ شارح علیہ الرحمۃ نے متن کے نسخہ ہاے سقیم کو اس شرح مین لیا تھا اور صحیح نسخے چھوڑ دیے یا نظر سے نہین گذرے اور کہین کہین جو دو نسخہ ذکر کیے اسمین نسخہ مختار شارح باوقار کا وہی نسخہ پایا جو سقیم تھا سوم یہ کہ جابجا اشعار قصائد کے شرح درست اور قابل پسند نہ تھی چہارم بیان ترکیبات نحوی تحقیق اکثر نقص پائے گئے پنجم شارح علیہ الرحمۃ نے جابجا کثرت سے اعتراضات غیر واجب ملا عرفی اُستاد صاحب زبان پر کیے جسقدر نقصانات مذکورہ و غیر مذکورہ اسمین تھے اُن سب کو مترجم محمد ابو الحسن فریدآبادی دہلوی نے رفع کرکے ایک عمدہ سلیس نسخہ شرح مترجم قصائد عرفی کا بنا دیا جسکے سبب مترجم کی

یادگاری اور کارخانہ اور طالبان فن کے فائدہ رسانی متصور ہے لہذا اسکے شرح مترجم مذکور کاپی ہو کر تصحیح مترجم زیر طبع آئی امید ہے کہ پسند خاطر مشتریان مشتری خصال اور قدردانان صاحب کمال کے ہووے اس شرح مین جو فوائد کہ تصحیح بیان معنی اور تسہیل طالبان اور ترک زوائد اور اختیار نسخہ عمدہ اور تہذیب ترکیب نحوی اور جواب اعتراضات شارح علیہ الرحمۃ ہین آنکے علاوہ بجائے خود یہ نسخہ بہت خوش خط اور موزون تقطیع بڑی تہذیب اور صحت سے باہتمام بلیغ احتیاط کے ساتھ چھاپا گیا اور اسواسطے یہ نسخہ جیسے کہ مضمون اور معانی کے سبب مفید و عجیب ہے اسیطرح صورت اور شکل بھی اُسکی مرغوب اور پسندیدہ ہے اور اصل یہ ہے کہ تمام فوائد اور عوائد جو ظاہر کیے گئے ہین نتیجہ اولوالعزمی مالک مطبع منشی نول کشور صاحب اور آنکے کارخانہ عظیم الشان کا ہے ہرچند دنیا مین کوئی فعل انسان کا بغیر فائدہ ذاتی کے نہین ہوتا لیکن کتب درسیہ زبان و علوم مشرقی کا طیار کرنا کوئی مطبع باوجود فائدہ ذاتی کے تحمل نہین کر سکتا بہت ایسی کتابین مشرقی زبان اور علوم کی ہین کہ اس مطبع کے سوا دوسرے کسی مطبع نے انکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھا اور اُسکی ضخامت اور حجم کے سبب مصارف کثیر درکار تھے یہ حوصلہ اور ظرف مالک مطبع ہذا کا ہے کہ بلا کفالت اور ذمہ داری کسی غیر شخص کے ہر ایک کتاب ضخیم و حجیم کو اپنے صرف خاص سے چھاپ ڈالا اور شائقان علم نے اس سے فائدہ اُٹھایا اور جو کتاب دیکھنے کو میسر نہ آتی تھی نہایت ارزان دستیاب ہوتی ہے اسواسطے سب اہل علوم کے لیے مقام شکرگزاری اور منت پذیری کا ہے۔ اور یہ نسخہ پاکیزہ بخط لالہ پیاری لال کلان خوشنویس مطبع نول کشور پریس مین طبع ہوا

## تاریخ طبع شرح اردو قصائد عرفی

شرح اردو قصائد عرفی کی
چھپ گئی تب ہی فکر مین نے کی

سال تاریخ ہے یہ دون روی
شرح اردو قصائد عرفی کی ۱۳۰۴

مطبوعہ ماہ جولائی سنہ ۱۸۸۶ع

مثنوی ولی رام - معروف بہ چشمۂ عرفان

مثنوی زاد المسافرین - مصنفۂ ملا حسین واعظ کاشفی عبارت سلیس و مضامین نفیس مرغوب طبائع و دل پسند مثنوی ہے -

مجموعۂ نوادر نظم - یعنے مجموعۂ ہشت مثنوی از کلام اساتذہ و شعراے متقدمین -

۱ - مثنوی در صفت بنگالہ - ۲ - مثنوی معراج الخیال از کلام تجلی - ۳ - مثنوی قضا و قدر - از طالب آملی - ۴ - ایضاً دیگر - ۵ - مثنوی قضا و قدر - ۶ - مثنوی زریسہ از میرزا [illegible] - ۷ - مثنوی قضا و قدر - ۸ - مثنوی در صفت علم از سلیم -

## کتب کلیات و دواوین و قصائد

کلیات حزین - یہ مجموعہ نوادر روزگار سے ہے جسمین چند رسائل ہین -

۱ - سوانح عمری حضرت مصنف - ۲ - تواریخ سلاطین ۳ - قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام - ۴ - دیوان مصنف - ۵ - مثنویات صفیر دل و چمن انجمن - ۶ - مثنویات خرابات - ۷ - سفر نامہ - ۸ - تذکرۃ العاشقین - مصنفۂ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین -

کلیات خاقانی - جسمین قصائد عربی و فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہے ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہے جو اس مطبع مین محشی ہوکر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہے -

کلیات مرزا بیدل - اس کلیات مین چار کتابین ہین -

۱ - دیوان بیدل - غزلین سب ردیفون کی - ۲ - عناصر بیدل - ۳ - رقعات بیدل - ۴ - نکات بیدل - نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال مرزا عبد القادر بیدل تخلص -

کلیات سعدی شیرازی - جسمین رسائل ذیل ہین

۱ - دیباچۂ کلیات - ۲ - کریما محشی - ۳ - گلستان ۴ - بوستان - ۵ - قصائد عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات - ۶ - طیبات - و بدائع و خواتیم و غزلیات قدیم و قطعات و رباعیات و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات و ہزلیات - از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی

کلیات نظم غالب - مرزا اسد اللہ خان غالب [illegible]

انتخاب کلیات عناصر خسرو - اسمین چار دیوان ہین -

۱ - دیوان تحفۃ الصغر - صغر سن کا کلام ہے -
۲ - دیوان وسط الحیات - عنفوان شباب کا کلام ہے
۳ - دیوان غرۃ الکمال - جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا
۴ - دیوان بقیہ نقیہ - کلام ہنگام پیری -

یہ کلیات ایک انتخاب ہر چار دیوان روشن طبع سخنور صاحب کمال ملقب بہ طوطی ہند امیر خسرو دہلوی ہے -

کلیات جامی - تصنیف ملا عبد الرحمن جامی -

کلیات نظیری نیشاپوری - از خوش فکری

ملا نظیری نیشاپوری۔

کلیات ظہیر فاریابی ۔ تصنیف صدر الحکما ابو نصر فاریابی۔

دیوان ظہیر فاریابی ۔ تصنیف ایضاً

دیوان صائب کامل ۔ از مرزا محمد علی صائب تبریزی۔

دیوان حافظ ۔ محشے خوشخط از انکشاف طبع روشن صاحب باطن ملقب بلسان الغیب حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی۔

دیوان حافظ مطبوعہ جدید بہت خوشخط۔

شرح دیوان حافظ ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ از تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی از جناب مطبع۔

دیوان شمس تبریز ۔ مشہور کلام از روشنی طبع ولی مادرزاد محمد بن ملک داد معروف بہ شمس تبریز۔

دیوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کلام پرتاثیر۔

دیوان حضرت احمد جام ۔ ژندہ پیل پیر جلیل عارف

دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۔ یہ دیوان نایاب محض عنایات ایزدی سے اس مطبع کو ملا جو اب طبع ہوا۔

دیوان حضرت غوث الاعظم ۔ پیر دستگیر شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی قدس سرہ۔

دیوان مصحفی ۔ استاد اہل زبان کا کلام ہے از جلوۂ طبع مصحفی رشتی اور جو ناواقف کلام زیب النسا کہتے ہیں وہ نادرست ہے تذکروں سے ظاہر ہے

دیوان مخفی ۔ درسی دیوان مصنفہ ملا محمد طاہر غنی کشمیری

دیوان عتاب ۔ از سخنور نازک فکر منشی عتاب رام شری واستوبہ رئیس کرہڑہ۔

دیوان موزون ۔ از خوش فکری عالیجناب راجہ رام نراین شری واستوبہ کھرے۔

دیوان ناصر علی ۔ شاعر نامور کا کلام۔

جوہر معظم ۔ یعنے دیوان مرزا گل محمد مکرانی اہل زبان اور اسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ کا کلام ہے جو تلامذہ مرزا صاحب سے تھے۔

دیوان ہلالی ۔ کلام اہل زبان۔

خیال بیخودی ۔ دیوان منشی ستیل سنگھ بنارسی بیخود تخلص

دیوان قاسم ۔ کلام سرگروہ شعراے نامی نامہ ملا قاسم کلام

دیوان نویدی ۔ فارسی غزلیات مفید یادگار نوید

رباعیات عمر خیام محشی ہر رباعیات مثل دوا دینا اور شعرا دون کے کلام کے اعلی درجہ کی سندی ہیں۔

اختراع جدید ۔ صنائع شعری ہیں اور کلام نو از جلوۂ زور طبع راے کشن کمار رئیس ضلع مراد آباد۔

قصائد مدحیہ نظام ۔ نواب نظام الدولہ محمد مہران علی خاں

قصائد ہفتخوان ۔ مصنفہ مولوی عبد الاحد۔

قصائد پر فوائد ۔ مصنفہ منشی چھمن لال بہجت تخلص

قصائد عرفی ۔ محشے مصنفہ مولانا جمال الدین عرفی

قصائد بدر چاچ ۔ محشی مع فرہنگ مصطلحات

ساقی نامہ ظہوری ۔ محشے۔

قران السعدین ۔ محشی مصنفہ امیر خسرو دہلوی۔